قرآن و حدیث کی روشنی میں

موت کے بعد عالمِ برزخ کے حالات

مصنف

مرزا محمد عمر الدین نعیمی مرحوم

تقدیم

پروفیسر محمد اکرم رضا

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہ
لکل ھول من الاھوال مقتحم
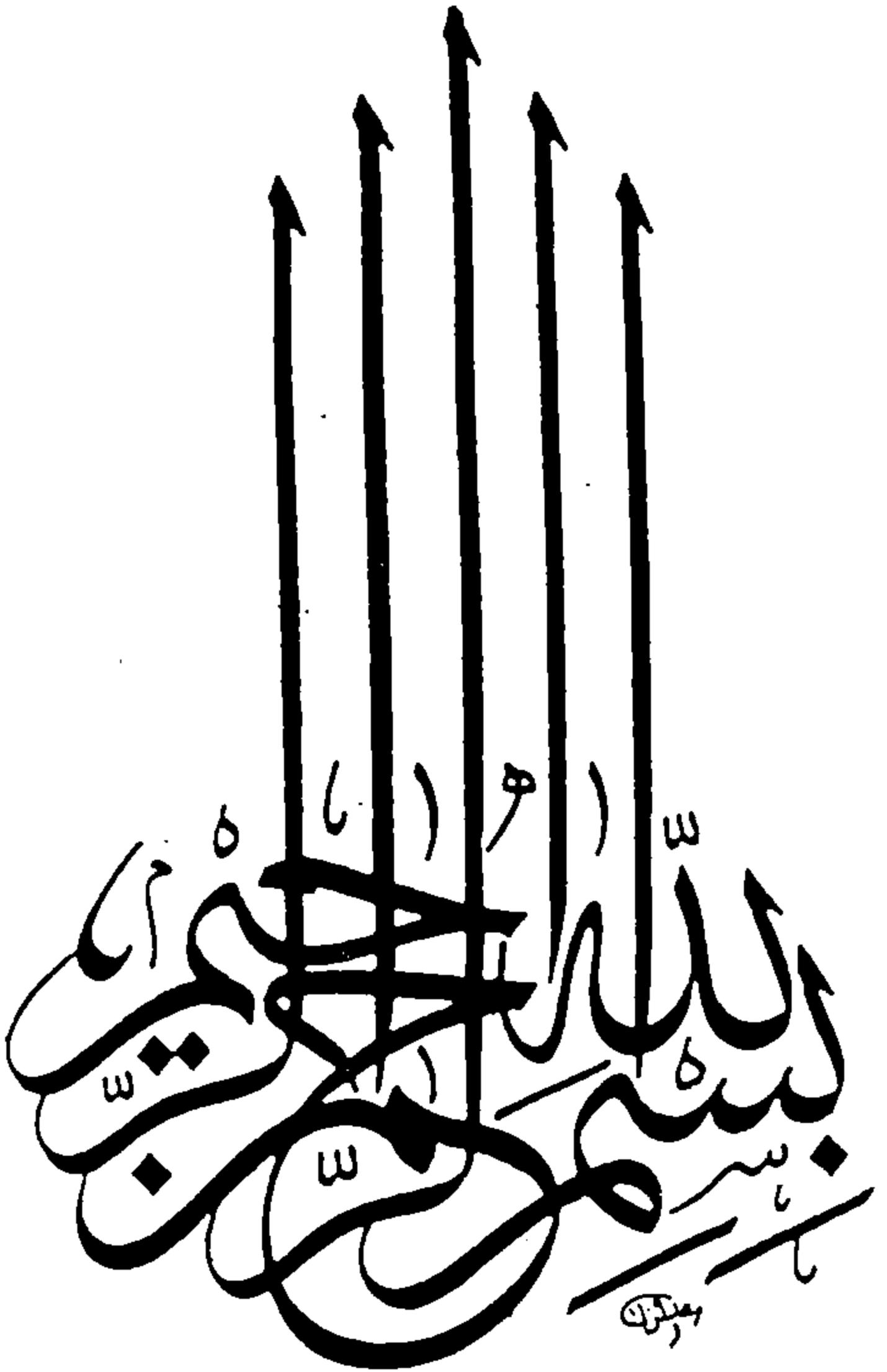
محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم

فان من جودک الدنیا وضرتہا
ومن علومک علم اللوح والقلم

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مصنف
مرزا محمد عمر الدین نعیمی مرحوم

تقدیم
پروفیسر محمد اکرم رضا

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور
0333-4383766
042-7213575

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ——— **موت کے بعد**

عالم برزخ کے حالات

مصنف ——— مرزا محمد عمر الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

دیباچہ ——— علامہ پروفیسر محمد اکرم رضا

تصحیح و پروف ریڈنگ ——— رانا محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے اردو، پنجابی، تاریخ

کمپوزنگ ——— محمد نوید رضوی (گوجرانوالہ)

0322-7945728

اشاعت ——— اول 2009ء

صفحات ——— 192

ناشر ——— منیر احمد مغل (یو-ایس-اے)

انجینئر محمد اسلم (یو-ایس-اے)

قیمت

روپے

ملنے کے پتے

- قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور
- مکتبہ حنفیہ، گنج بخش روڈ، لاہور
- مکتبہ فیضان اولیاء، جامع مسجد عمر روڈ کاموں کے
- ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

فہرست

دیباچہ

حاجی محمد عمر الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: علامہ پروفیسر محمد اکرم رضا

اس کارزارِ ہستی میں یوں تو ہر انسان عمر عزیز کا سفر طے کر کے نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے مگر وہ انسان بڑے ہی خوش بخت ہوتے ہیں جو نگاہوں سے اوجھل ہو کر بھی چاہنے والوں کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں' جن کی یادیں عوام کے دلوں میں روشن ستاروں کی طرح جگمگاتی اور ان کے وجود کا احساس دلاتی ہیں۔ جناب مرزا محمد عمر الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی مردِ خدا آگاہ اور صاحب ایمان تھے کہ جن کی زندگی اطاعتِ الٰہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ تفسیر تھی۔ جب تک زندہ رہے دلوں کو عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سکھاتے رہے' اور جب اس زمانے سے رخصت ہوئے تو اپنے چاہنے والوں کو اپنی دل نشیں یادوں کی میراث عطا کر گئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ہرگز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

مرزا محمد عمر الدین نعیمی کی زندگی جہد و عمل کا زندہ نمونہ تھی۔ آپ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مرزا عبدالکریم تھا۔ محمد عمر الدین نعیمی کا تعلق کھیالی دروازہ میں مدفون مشہور روحانی شخصیت ''بابا دھلو شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' سے ہے۔ بابا دھلو شاہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ لوگ آپ کے مزار پر حاضری دیتے

ہیں۔معروف صوفی بزرگ حضرت بابا حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کا مزار بھی کھیالی دروازہ ہی کے قریب ہے' آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔بابا ڈھلو شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی شادی نہ کی' اس لئے ان کے خاندان کا سلسلہ ان کے بھائی سے چلا۔گویا محمد عمرالدین کو روحانی وراثت ایک بہت بڑے صاحب کرامت ولی سے عطا ہوئی۔

مرزا محمد عمرالدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی تھی' اس لئے آپ کی مذہبی تعلیم کو مقدم سمجھا گیا۔جلد ہی آپ نے قرآن ناظرہ پڑھ لیا تو گھر میں بڑے پیمانے پر آمین کی تقریب ہوئی جس میں آپ کیلئے خوب دعائیں کی گئیں۔دنیاوی تعلیم کے سلسلہ کو آگے بڑھانے کیلئے آپ کو محبوب عالم ہائی سکول میں داخل کروا دیا گیا۔نہایت ذہین تھے۔پانچویں اور پھر آٹھویں کے حکومتی امتحانات میں وظائف حاصل کئے۔میٹرک کر چکے تو پنجاب انجینئرنگ کالج لاہور (موجودہ انجینئرنگ یونیورسٹی) میں داخلہ لیا اور پھر یہیں سے پانچ سال تک تعلیم حاصل کر کے مکینیکل میں ڈگری حاصل کی' جو اس دور میں ایک مسلمان کیلئے بہت بڑا اعزاز تھا۔تعلیم سے فراغت ہوئی تو کچھ دیر انجینئرنگ کالج میں انسٹرکٹر رہے' پھر محکمہ زراعت میں نوکری کی اور آخر چھ ماہ بعد اس نوکری کو چھوڑ کر ریلوے کے محکمہ میں ملازم ہو گئے۔ملازمت کے دوران جنرل فورمین کے عہدے تک پہنچے جو اس دور میں بہت بڑا عہدہ تھا۔چونتیس سال تک محکمہ ریلوے کی سروس کی اور یہیں سے ۱۹۶۴ء میں ریٹائر ہوئے۔

انجینئرنگ کالج میں تعلیم کے دوران میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ انگریزوں کے تعصب کا یہ عالم تھا کہ انگریز طلبہ کو ساٹھ سے نوے روپے تک ماہانہ

وظیفہ ملتا تھا جبکہ مسلمانوں' ہندوؤں اور سکھوں کو دو سے تین روپے تک وظیفہ ملتا تھا۔ انگریزوں کے رویئے کے خلاف محمد عمر الدین نعیمی اور مسلم طلبہ علامہ محمد اقبال کے پاس گئے' جبکہ ہندو اور سکھ طلبہ سر چھوٹو رام اور جوگندر سنگھ کے پاس پہنچے۔ آخر احتجاج رنگ لایا۔ ان بزرگوں کی کوششوں سے معاملہ پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا اور بالآخر انگریز حکومت نے مجبور ہو کر سب کا وظیفہ ایک جیسا مقرر کر دیا۔

محمد عمر الدین نعیمی کی زندگی ایک پاکباز مسلمان کی زندگی تھی۔ سات سال کی عمر میں پہلی مرتبہ روزہ رکھا اور پھر تمام عمر ماہ رمضان کے روزے باقاعدگی سے رکھتے رہے۔ اپنی دادی جان سے غیر معمولی محبت کرتے تھے کیونکہ وہ نہایت نیک خاتون اور عابدہ اور زاہدہ عورت تھیں۔ انہوں نے اپنے پوتے کی شاندار طریق سے پرورش کی۔ یہ ان کی دینی تربیت کا اثر تھا کہ کبھی طبیعت برائیوں کی طرف راغب نہ ہوئی۔ انگریز کے دور حکومت میں مخلوط تقاریب ہوتیں' جہاں شراب پانی کی طرح پی جاتی مگر آپ صرف سوڈا واٹر پی لیتے اور کبھی شراب یا کسی اور نشے کو ہاتھ نہ لگایا۔

جب تحریکِ پاکستان چلی اور مسلم لیگ کا پرچم ہر جگہ لہرانے لگا تو آپ نے سرکاری ملازم ہوتے ہوئے بھی پاکستان اور قائداعظم کے پیغام کو دوسروں تک پہنچایا۔ ۱۹۴۶ء میں بعض علاقوں میں ریفرنڈم کا مسئلہ آیا' اور پھر انتخابات کا وقت آیا تو آپ نے پاکستان کی بھرپور حمایت کی۔ آپ ان دنوں جالندھر میں ملازم تھے جو باطل قوتوں کا گڑھ تھا۔ جہاں آپ رہتے تھے وہاں سے سکھوں کا گوردوارہ پاس تھا جہاں روزانہ مسلمانوں کو گالیاں دی جاتیں مگر آپ نہ گھبرائے۔ جب تقسیم ملک کا

وقت آیا تو آپ نے اپنی سرکاری ملازمت کا بالکل خیال نہ کیا اور پوری تندہی اور خلوص کے ساتھ مسلمانوں کو پاکستان لانے کی جدوجہد کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان چلے آئے اور پھر بقیہ ملازمت یہیں مکمل کی۔

آپ کو عین جوانی کے عالم میں ۱۹۲۶ء میں شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس مردِ کامل کو دیکھنے کیلئے آپ دوران تعلیم سائیکل پر لاہور سے شرقپور شریف گئے۔ بعد میں آپ نے حضور شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور ولی کامل حضرت قبلہ میاں رحمت علی کھنگ شریف (رحمۃ اللہ علیہ) کے دست اقدس پر بیعت کر لی اور تمام زندگی اس مرد کامل سے عقیدت کا دامن تھامے رکھا۔ ۱۹۵۷ء میں جب آپ سمہ سٹہ میں ملازمت کر رہے تھے تو ایک مشکل آن پڑی۔ آپ ایک بڑے افسر تھے' آپ کا باس مسٹر خان راشی افسر تھا۔ ملازمین کے تقرر کا مسئلہ درپیش ہوا تو آپ نے رشوت لئے بغیر ملازمین کو ان کی قابلیت کی بناء پر بھرتی کر لیا' جس کا آپ کے بڑے افسر کو شدید رنج پہنچا۔ اس نے ٹریننگ کے بہانے آپ کو کراچی بھیج دیا اور ایک جونیئر آدمی کو ترقی دے کر آپ کی سیٹ پر بٹھا دیا۔ جب آپ ٹریننگ کے بعد کراچی سے واپس آئے تو آپ کو زبردستی ترقی کے نام پر خانیوال بھیج دیا گیا۔ آپ کے افسر کا منصوبہ تھا کہ وہ بعد میں آپ کی ترقی منسوخ کر دے گا۔ آپ سخت احتجاج کے بعد اپنے پیر کامل حضرت قبلہ میاں رحمت علی کے پاس کھنگ شریف پہنچے اور دُعا کے طالب ہوئے۔ انہوں نے مرزا محمد عمرالدین نعیمی کی کامیابی کیلئے دعا کی اور فرمایا وہی ہوگا جو تم چاہتے ہو اور پھر ایسا ہی ہوا۔ معاملہ حکام بالا تک پہنچ گیا۔ آپ کے افسر اعلیٰ نے آپ سے معافی مانگی مگر

درویش کی دعا اپنا کام کر چکی تھی۔ آپ کا افسر اعلیٰ مسٹر خان سخت ذلیل وخوار ہو کر نوکری سے برخواست ہوا جبکہ اس کے مقابلہ میں یہ مردِ کامل پوری شان استغنا کے ساتھ نوکری مکمل کرتا رہا۔

یہی وہ لوگ ہیں جن پر جہاں کو ناز ہوتا ہے
ہر اک لمحہ جہاں کا آپ کا دمساز ہوتا ہے

۱۹۶۴ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو کئی طرح کے کاروبار کرنے کی کوشش کی چونکہ بنیادی طور پر انجینئر تھے اس لئے سٹین لیس سٹیل کے کام کو اپنایا اور "کراؤن مغل انڈسٹریز" کے نام سے ایک فیکٹری کی داغ بیل ڈالی۔ یہ کاروبار اگرچہ بہت مختصر تھا مگر آپ کے رزقِ حلال کمانے کے جذبے اور محبت کی عملی تصویر تھا۔ آپ نے عام کارکن کی حیثیت سے کام کیا اور اسے ترقی دی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادگان اس کاروبار کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

مرزا محمد عمر الدین نعیمی پابند صوم وصلوٰۃ اور دین اسلام پر کاربند شخصیت تھے۔ پہلے ملازمت اور پھر کاروباری مصروفیات میں کافی وقت دینے کے باوجود کبھی بھی شوکت اسلام کے دامن کو نہ چھوڑا۔ ملازمت کے دوران میں تمام عمر مکروہات سے دامن محفوظ رکھا۔ نماز پابندی سے ادا کرتے اور جونہی موقع ملتا غیر مسلموں کے درمیان اسلام کی تبلیغ کرنے لگتے۔ چونکہ خود باعمل اور صاحب کردار تھے اس لئے گھن گرج لہجہ میں جو کچھ کہتے اس کا فوراً دوسروں پر خاطر خواہ اثر ہوتا کیونکہ:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

اسلامی اصولوں پر عمر بھر سختی سے کاربند رہے اور اولاد کو بھی اسلامی اُمور کی بجا آوری کی تلقین کرتے رہے۔ خدا نے متعدد بیٹیوں اور بیٹوں سے نواز رکھا تھا۔

تمام اولاد تعلیم یافتہ' کاروباری اور پیشہ ورانہ زندگی میں مہارت رکھتی ہے۔ آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت قبلہ میاں رحمت علی کھنگ شریف رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت تھی۔ انہی کی عقیدت کے طفیل محبت اولیاء کا درس ملا۔ اسی آستانہ سے تبلیغ اسلام کی سعادت ملی' اور یہ بھی اسی آستانہ ولایت کا فیض تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت وارادت پیدا ہوئی۔ یہ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا تھا کہ آپ زندگی بھر عشق مصطفوی کے انوار پھیلاتے رہے۔ اپنی دل نشیں تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ آپ دوسروں کے دلوں میں محبت رسول کی خوشبو پہنچانے کا اہتمام کرتے رہے۔

آپ پیشہ ور واعظ یا مولوی نہیں تھے' جب بھی کسی مسجد یا حلقہ میں تقریر کرتے تو آپ کا مقصد دنیاوی مقاصد کا حصول یا حصول زر نہ ہوتا' چونکہ خدا نے سب کچھ دینے کے علاوہ غنی دل سے نواز رکھا تھا' اس لئے دوسروں کی خدمت کر کے خوش ہوتے۔ کئی مساجد میں آپ نے مسلسل مختلف اسلامی و دینی موضوعات پر تبلیغ اور تقریر کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق تھا کہ اپنے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی صورت تنقید برداشت نہیں کر سکتے تھے' اور اگر کسی سے محبتِ رسول کے خلاف کوئی جملہ سن لیتے تو اس گستاخ رسول کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیتے اور حوالہ جات اور دلائل کی مدد سے غیروں کو عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتے۔

حضور سلطانِ مدینہ ﷺ سے اسی غیر معمولی محبت اور والہانہ عقیدت نے، آپ کو مجبور کیا کہ آپ عظمت و شان مصطفٰے ﷺ پر اعتراضات کرنے والوں کا دندان شکن جواب دیں اور ایسی کتاب لکھیں جس کے ہر صفحہ سے عشق رسول اللہ ﷺ کی خوشبو آتی ہو۔ چنانچہ آپ نے برسوں کی محنت کے بعد ایک خوبصورت تصنیف تخلیق کی اور اس کا نام رکھا:

''عظمتِ خیر الانام (ﷺ)''

یہ کتاب اہل عقیدت کیلئے گلدستۂ رحمت تھی۔ اس پر مشہور و معروف علماء نے تقاریظ لکھیں اور تبصرے تحریر کئے۔ خود راقم (پروفیسر محمد اکرم رضا) نے اس پر منظوم تبصرہ تحریر کیا جو کتاب کے بیک ٹائیٹل پر شائع ہوا۔ اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

اس کو جہانِ شوق میں حاصل دوام ہو
سب کو عزیز ''عظمت خیر الانام'' ہو
سرکار دو جہان کی نسبت سے یہ کتاب
مقبول بارگاہِ خواص و عوام ہو
قاری عمر ہاں صاحب تصنیف دلپذیر
لطف خدا و مصطفٰے ان پر مدام ہو
اے کاش کعب و رومی و عطار کی طرح
عشاقِ مصطفٰے میں رضا کا مقام ہو

''عظمتِ خیر الانام'' کو اشاعت کے بعد اُسے اہل ایمان نے ہاتھوں

ہاتھ لیا۔ اس کی پذیرائی کیلئے "انجمن فروغ نعت محمد ﷺ" کے زیر اہتمام نومبر ۱۹۸۵ء کو مرزا محمد عمرالدین نعیمی کی رہائش گاہ پر ایک تعارفی تقریب منعقد ہوئی' جس کی صدارت راقم تحریر (محمد اکرم رضا) نے کی' جبکہ مہمانِ خصوصی خود صاحب کتاب یعنی مرزا عمرالدین نعیمی تھے۔ اس تعارفی تقریب میں جن اصحاب نے نظم و نثر اور تقاریر کی صورت میں اظہار خیال کیا' ان میں مولانا محمد شریف ہزاروی' مولانا محمد طفیل احمد نقشبندی' مولانا محمد انور نعیمی' مولانا محمد اکبر ہریکوٹی' امین خیال' محمد اقبال نجمی' محمد اقبال چشتی' امجد حمید محسن اور آپ کے صاحبزادے منیر احمد مغل خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس تقریب کو یادگار بنانے کیلئے ویڈیو تیار کی گئی اور اخبارات میں اس کے فوٹو اور خبروں کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ مقررین نے اپنی تقاریر میں اس کتاب کو عشاق مصطفےٰ ﷺ کیلئے تحفۂ بے بہا قرار دیا اور اُمید ظاہر کی کہ اس کی بدولت بے شمار بھٹکے ہوؤں کو نشانِ ہدایت عطا ہوگا۔

جناب محمد عمرالدین نعیمی نے اس کتاب کی اشاعت کے بعد بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ منقطع نہ کیا اور زندگی کے آخری ایام تک محبت رسول اور مقامات ولایت کے حوالے سے تصانیف قلمبند کرتے رہے۔ انہوں نے اپنی یادگار کے طور پر جو تصانیف چھوڑی ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

☆ موت سے عالمِ برزخ تک

☆ خلفائے راشدین سے شہادت امام حسین تک

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر سے سلطان صلاح الدین ایوبی تک

☆ اولیاءاللہ کا مقام

ان کتب کے علاوہ انہوں نے مقاماتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جو یادگار اور قابل قدر علمی ذخیرہ چھوڑا ہے وہ یقیناً ان کی اُخروی سرخروئی' شفاعت رسول اور رحمتِ خداوندی کا باعث بنے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تمام علمی و روحانی تصانیف مرحوم کیلئے صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہیں' لیکن یہ حقیقت ہے کہ جس طرح یہ تصانیف صدقہ جاریہ کی حیثیت کی حامل ہیں اسی طرح نیک اولاد بھی صدقہ جاریہ سمجھی جاتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح ان کے فرزندان نے ان کی زندگی میں ان کی خبر گیری کی اور ''عظمتِ خیرالانام'' کی اشاعت کے سلسلہ میں تعاون کیا' اسی طرح وہ اپنے والدِ گرامی کی وفات کے بعد آپ کے پیغام کو زندہ رکھیں گے اور ان روحانی اور ایمانی تصانیف کی اشاعت کیلئے بھرپور کوشش کریں گے جو مرحوم اپنی علمی یادگار کے طور پر چھوڑ گئے ہیں۔ ان کتابوں کی اشاعت مرحوم کی بلندیٔ درجات کے ساتھ ساتھ ان کے صاحبزادگان کیلئے دینی اور دنیاوی کامرانی کا ذریعہ بھی بنے گی۔ (انشاءاللہ العزیز)

جناب حاجی محمد عمر الدین نعیمی ایک طویل زندگی گزار کر بالآخر ۲۶ جون ۱۹۹۲ء صبح نو بجے جمعہ کے دن اس دارِ فانی سے عالم بقا کو کوچ کر گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ نے کسی گھبراہٹ یا پریشانی کے بغیر اپنی جان خدا کے سپرد کی۔ اس روز شام چھ بجے آپ کی نمازِ جنازہ قبرستان کلاں کی جنازہ گاہ میں پڑھی گئی۔ بہت بڑی تعداد میں علمائے کرام' سیاسی اور سماجی شخصیات نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ آپکو ایصالِ ثواب کیلئے تقریب قرآن خوانی جامع مسجد غوثیہ میں منعقد ہوئی

جس میں عوام کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور بہت سے علمائے کرام' نعت خوانوں اور قرأ حضرات نے آپ کو ایصالِ ثواب نذر کیا۔ اس طرح کی ایصالِ ثواب کی محفل پانچ جولائی کو جامع مسجد غوثیہ ہی میں بعد نماز عصر شروع ہوئی اور نماز مغرب تک جاری رہی۔ آپ کے رشتہ داروں کے علاوہ اہل ایمان نے بڑی تعداد میں شرکت کر کے ثابت کر دیا کہ مرحوم کس قدر ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ اس تقریب میں بھی علمائے کرام نے اپنی جامع اور خوبصورت تقاریر میں مرحوم کی دینی' علمی' روحانی اور سماجی خدمات کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ مرزا محمد عمر الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ عقیدت اور آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کیلئے تعزیتی تقاریب کا ایک سلسلہ دیر تک جاری رہا۔

ہمارا ایمان ہے کہ خدا کے نیک بندے اپنے روشن کردار کی جو شمعیں جلا جاتے ہیں' ان کی روشنی کبھی بھی کم نہیں ہوتی۔ جناب مرزا محمد عمر الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مردِ کامل کی چھوڑی ہوئی یادیں ہمیشہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغوں کی صورت میں دلوں میں فروزاں رہیں گی۔ حق تو یہ ہے کہ یہ لوگ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔

؎ موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی' صبحِ دوامِ زندگی

ان کی زیرِ نظر کتاب ''موت سے عالمِ برزخ تک'' ایک نہایت معلوماتی اور بامقصد تصنیف ہے۔ اس کتاب میں آپ نے زندگی کے اختتام کے بعد حقائق اور تفاصیل کا ذکر قرآنِ حکیم' احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کے ذریعہ ان لوگوں کو آگاہی بخشنے کی کوشش کی ہے جو زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ

ہیں۔ جو بظاہر تو زندہ ہیں مگر ان کے اندر یادِ الٰہی کی کوئی دھڑکن نہیں ہے۔ ذکر الٰہی سے محروم دل کس طرح موت کے بعد آزمائشوں کا سامنا کریں گے۔ اس کتاب کا اوّل و آخر مقصد بھی یہی ہے کہ انسان کو حیات عارضی ہی میں احساس ہو کہ ہماری زندگی چند روزہ ہے اور بالآخر اس دارِ فانی سے کوچ کر کے ہم نے دارِ بقا کی جانب سفر کرنا ہے جہاں ہمارے نیک اعمال ہی ہمارا سب سے بڑا سہارا بن سکیں گے۔

اس کتاب کی بدولت مصنف نے احساس دلانے کی کوشش کی ہے:

؎ جگہ دل لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اس کتاب کی اشاعت کے ضمن میں مرحوم محمد عمر الدین نعیمی (مصنف کتاب) کے سب سے چھوٹے صاحبزادے عزیزم منیر احمد مغل کی خدمات لائق تحسین ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ جب تک وطن عزیز میں رہے والد محترم کی خدمت کا کوئی پہلو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ ان کی یاد میں ایصالِ ثواب کی تقاریب کا باقاعدگی سے انعقاد کرتے۔ اب وہ بغرضِ ملازمت ''نیوجرسی'' (امریکہ) میں مقیم ہیں تو وہاں بھی اس فرزندِ صالح کو عظیم باپ کی یادیں ستائے رکھتی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ''عظمتِ خیر الانام'' کی اشاعت کے سلسلہ میں وہ دوسرے بھائیوں کے ساتھ کس طرح قدم قدم پر والد محترم کی معاونت کرتے رہے۔ اور اب بھی یہ کتاب ''موت سے عالم برزخ تک'' جناب منیر احمد مغل کی خصوصی توجہ اور والد محترم سے محبت کے حوالے سے اشاعت پذیر ہو رہی ہے۔

ہماری دُعا ہے کہ یہ کتاب جہاں جناب محمد عمر الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے ابدی سرخروئی کا باعث ثابت ہو اور انہوں نے جو چراغ جلایا ہے اس سے بے شمار دلوں کو علم و عمل کی روشنی عطا ہو وہاں ہم عزیزم منیر احمد مغل اور ان کے دوسرے بھائیوں خاص طور پر جناب محمد اسلم جواد کی سرفرازیوں کیلئے بھی دعا گو ہیں۔ اور ان کے جو بھائی انتقال کر گئے ہیں ان کیلئے بھی بخشش و رحمت کیلئے دُعا گو ہیں۔

اور بے شمار دُعائیں فاضل شہیر رانا محمد نعیم اللہ خاں کیلئے جو اسلاف کی علمی متاعِ گم گشتہ کو عصر حاضر کے سامنے لانے کیلئے ہر صاحب تصنیف اور مرتب و مدون سے تعاون کرنا اپنے لئے سرمایۂ آخرت تصور کرتے ہیں۔ انہیں کے تعاون سے جناب محمد عمر الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب منظر عام پر آ رہی ہیں اور محترم المقام چوہدری محمد خلیل ڈائریکٹر قادری رضوی کتب خانہ لاہور کیلئے لازوال نیک تمنائیں جنہوں نے اس کتاب کی شایانِ شان اشاعت و طباعت کا اہتمام کیا۔

ع...... ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

عالم برزخ کا بیان

بعد از وفات انسان کے حالات

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

دیباچہ از مصنف

موجودہ پُرفتن اور بھیانک دَور ظاہر کرتا ہے کہ لوگ موت کو بھول چکے ہیں' اسی لئے ایک طوفانِ بدتمیزی بپا ہے۔ عوام محض روٹی' کپڑا اور مکان کے پیچھے بھاگ رہے ہیں مگر خدا کی یاد سے غافل بلکہ بالکل بھول چکے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع اور اطاعت کا خیال دل سے محو کر چکے ہیں۔ لوگ مال کی محبت اور اس کی کثرت کو دل میں جگہ دے چکے ہیں اور فکر آخرت کو بھلا چکے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے نظر آئیں گے جن کو عاقبت سنوارنے کی فکر ہوگی۔ وہ اسی خیال میں مگن نظر آئیں گے کہ دولت اکٹھی کی جائے خواہ ناجائز طریقہ ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا کے فرمان کو یاد دلانا اشد ضروری ہے جس میں ارشاد ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاتَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

(پارہ ۲۹، سورہ الملک، آیت ۲)

کہ اس ذات نے موت اور حیات دونوں کو پیدا کر کے انسان کو ایک امتحان میں مبتلا کر دیا ہے کہ کون اس کے احکامات کی پابندی کرتا ہے اور اس

سرگرم عمل رہتا ہے۔ کیونکہ انسان کیلئے زندگی کی عطا محض عارضی ہے جس کے بعد
اس نے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے اسی لئے ارشاد فرمایا ہے:

الدنیا مزرعة الاخرة کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

خدا کے اس فرمان کو بھولنے والے دنیا کو ابدی قیام گاہ سمجھے ہوئے ہیں
حالانکہ ابدی قیامگاہ عالم آخرت ہے جس کیلئے زادِ راہ بنانا اسی دنیا میں ہو سکتا ہے۔
ملک الموت کے آنے کے بعد کسی کو لحہ کیلئے بھی مہلت نہ دی جائے گی کہ وہ اس کا
انتظام کر سکے لہٰذا ملک الموت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری اشد ضروری ہے۔

لہٰذا موت کے بعد انسان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اس کا حال اور منظر
پیش کرنا انسان کے لئے درس عبرت ہے بلکہ درحقیقت ایک انمول تحفہ ہے کہ جس
طرح حجاج کرام کو سفر حجاز مقدس کے لئے ایک کتابچہ دیا جاتا ہے تاکہ مناسک حج کی
ادائیگی میں ان کی مشکلات دُور ہو جائیں اسی طرح عالم برزخ کا بیان بھی سفر آخرت
کی تیاری کیلئے مشکلات دور کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ جہاں کفار کی بغاوت کے
نتیجہ میں اس کی سزا کا حکم ہے وہاں مومن کی اطاعت کے بدلہ میں اس کے لئے
عطاؤں کا ذکر ہے۔ شہداء کے بارے میں خوشخبری خدا نے قرآن میں فرمادی ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مُردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے
رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر مومن کو صدیق اور شہید کا درجہ

عطا ہو گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے مومن صدیق اور شہید کا درجہ پائیں گے۔ زیر آیت پارہ ۲۷ سورہ الحدید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (پارہ ۲۷، سورہ الحدید، آیت ۱۹)

ترجمہ: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل صدیق اور شہید رب کے نزدیک اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں۔

صادق وہ جس کی زبان سچی ہو صدیق وہ جس کے خیال سچے ہوں صدیق وہ کہ واقعہ اس کے کہنے کے مطابق ہو جو کہہ دے وہی ہو جائے وہ جس کو جنتی کہیں وہ جنتی۔ انتم شهداء الله فى الارض

معلوم ہوا کہ انسان دنیا میں اپنے ایمان کی تکمیل کی فکر کرے اور حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

(بخاری کتاب الایمان، مسلم کتاب الایمان، مشکوٰۃ کتاب الایمان پہلی فصل)

جب تک کسی کے دل میں محبوب خدا کے ساتھ اپنے ماں باپ اور دنیا وما فیہا سے بڑھ کر محبت نہ ہو گی اس کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم کی آیت:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۸۔۹)

پر ایمان لانا ہے کہ حضور قیامت میں سب کے گواہ' خوشخبری سنانے اور ڈر سنانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مقام عطا کر کے بھیجا ہے کہ نہ صرف ایمان لائیں اللہ پر اور اس کے رسول پر بلکہ حضور ﷺ کی عزت وتوقیر کریں اور صبح وشام اللہ کی عبادت کریں' لہٰذا اس پر خاتمہ ہو اور جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا وہی کامیاب ہوا' کیونکہ اسے رب کی طرف سے سلام کا پیغام بوقتِ نزع نصیب ہوتا ہے جیسا کہ قرآنِ مجید فرقان حمید میں ہے:

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓىٕكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۴۳،۴۴)

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے۔ ان کے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کیلئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

اس میں ملنے کے وقت کی دعا سلام سے مراد یہ ہے کہ جان کنی کے وقت ملک الموت خدا کا سلام پہنچاتا ہے۔ قبروں سے نکلتے وقت سلام' جنت میں داخلہ کے وقت سلام رضوان فرشتہ دیتا ہے اور جنت میں بوقت لقاء خدا کا سلام' جو سلام قولا من رب رحیم ہے۔ مگر کفار جہنمی ہیں' ان کو مرنے کے بعد جہنم کی سزا ہوگی۔ یہاں خطاب پہلی قسم والوں سے ہو رہا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جنت میں داخلہ اللہ کے فضل سے ہوگا اور وہاں درجات اپنے عمل سے عطا ہوں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کا خاتمہ بالایمان ہوا اور تقویٰ کے ساتھ

ہوا وہی کامیاب ہوا۔ ایسے مومن کو ملک الموت اور اس کے خدام فرشتے جو جان نکالتے ہیں خدا کا سلام پیش کرتے ہیں اور جنت کی خوشخبریاں دے کر روح قبض کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں خدا نے سلام بھیجا ہے اور جنت میں مقام کا پیغام لائے ہیں۔ اس سے بندۂ مومن کے نزع کا عالم نہایت آسان ہو جاتا ہے' جان کنی کی شدت محسوس نہیں ہوتی' بعینہٖ اسی طرح جس طرح سورۂ یوسف میں مصر کی عورتوں کا حال ہوا تھا کہ جمالِ یوسف علیہ السلام کے وقت انہوں نے پھل کاٹنے کی بجائے اپنے ہاتھ کی اُنگلیاں کاٹ لیں مگر ان کو تکلیف نہ ہوئی۔ سائنس کے دور میں اس کی مثال اس طرح ہے کہ اپریشن کیلئے کلوروفارم سونگھا کر یا ٹیکہ لگا کر بدن سُن کر لیا جاتا ہے تو مریض کو ذرہ بھر تکلیف نہیں ہوتی۔ مرنے والے کی روح کو سکون عطا ہو جاتا ہے۔ اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے تو جنت کی خوشبودار ہوائیں آنے لگتی ہیں۔ یہ بھی فرمان نبی علیہ السلام ہے کہ مومن کی قبر کو حد نگاہ تک وسیع کر دیا جاتا ہے جس میں جنت کا سا سماں تا قیامت قائم رہتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(پارہ ۱۴، سورہ النحل، آیت ۹۷)

ترجمہ: جو نیک اور صالح کام کرے چاہے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایماندار ہو تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی عطا کریں گے اور نیک اجر عطا کریں گے' بسبب نیک اعمال کے۔

اس آیت میں ایماندار کیلئے نیکیوں کا اچھا اجر اس کا بدلہ بیان ہوا ہے جو دنیا میں بھی ملتا ہے۔ گو پورا اجر نہ ملے مگر آخرت میں اس کو پورا ملے گا۔ حیات طیبہ یعنی پاک زندگی خدا کی اعلیٰ نعمت ہے جو ایمان کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی' اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۴۳، ۴۴)

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے (۴۳) ان کیلئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کیلئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (۴۴)

اور سورہ الفجر میں ارشاد ہے:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ ○ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○

(پارہ ۳۰، سورہ الفجر، آیت نمبر ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ: اے اطمینان والی جاں! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی' وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ

انسان کے تین درجے ہیں۔ نفسِ امارہ جو انسان کو برائی کی طرف رغبت دیتی ہے۔ نفسِ لوّامہ جو گنہگار کو گناہ کے بعد ملامت کر کے توبہ کی طرف رغبت دیتی

ہے۔ نفسِ مطمئنہ جو اللہ والوں کو ذکر یار سے اور آخرت میں دیدار یار سے مشرف ہو کر سکون و اطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ (عزیزی)

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عثمان غنی اور حضرت حبیب بن عدی کے حق میں نازل ہوئی مگر حق یہ ہے کہ یہ عام ہے۔ (خازن)

مومنون کیلئے ان کا مقام بتاتی ہے۔ اس میں نفس مطمئنہ کا خطاب سکون و اطمینان والی جان کیلئے ہے جو بغیر دیدار یار صبر نہ کر سکے اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہو کر دنیا کے غم سے آزاد ہو۔ (راوی)

اس کے مقابلہ میں کافر کی جان بے چین اور پریشان' مبتلائے عذاب ہو گی۔ یہ مومن کی جان اطمینان والی ہے جسے کہا جائے گا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ اور واپس ہو۔ یہ فرمان بوقت نزع یا قبر میں داخل ہوتے وقت' یا قبر سے اُٹھتے وقت یا جنت میں داخلہ کے وقت ہوگا' مراد رب کی رحمت و قرب حضور اسی میں ہے درجہ پانے کیلئے حاضر ہے۔ اس کی تھوڑی عبادت پر بھی بڑا ثواب ہوگا کیونکہ دنیا میں یہ مصیبتوں پر صابر اور راحتوں پر شاکر اور راضی' اور اللہ والوں کے ساتھ ذکر میں شامل رہا۔ اس لئے مرنے کے بعد وہ صدیقین شہداء اور صالحین کی جماعت میں شامل ہونے کا حکم پائے گا کیونکہ دنیا میں اس کی ان لوگوں سے محبت اس لئے آخرت میں بھی ایسے محبوبوں کا ساتھ ہوگا اور خدا نے یہ اعلان مرنے سے پہلے ان نعمتوں کا ذکر کر کے سمجھا دیا کہ جس طرح لکڑی کے ساتھ لوہا بھی تیرتا ہے' پھولوں کے ساتھ گھاس بھی تلتا ہے۔ اصحاب کہف کا کتا بھی جنت کا مقام پائے گا' یہ بھی خدا کے بندوں میں شامل ہو کر جنت میں داخل ہوگا۔ لہٰذا جنت میں داخلہ سے پہلے اس

کی شمولیت خدا کے نیک بندوں کے ساتھ ہوگی' تب یہ داخلہ ہوگا۔لہٰذا اولیاء کرام کی صحبت اور ان سے فیض کا حصول ہی جنت میں داخلہ کا حق دار بنائے گا۔اولیاء اللہ کے منکروں اور ان سے نفرت کرنے والوں کو جنت کی ہوا بھی میسر نہ ہوگی کیونکہ جو لوگ نبی کی توہین سے باز نہ آئیں وہ اولیاء اللہ کی صحبت کیونکر کر سکتے ہیں۔لہٰذا قرآن کریم کے اس فرمان کے منکر بھی فلاح نہیں پا سکتے۔

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَ وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَ قِيْلَ مَنْ رَاقٍ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمَسَاقُ

(پارہ ۲۹،سورہ القیامۃ،آیت ۲۲ تا ۳۰)

ترجمہ: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کچھ کیا جائے گا جو کمر توڑ دے۔ہاں ہاں جب جان گلے تک پہنچ جائے گی اور کہیں گے کہ ہے کوئی جو جھاڑ پھونک کرے اور وہ سمجھ لے گا کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے۔

ان آیات میں مومن اور کافر کی پہچان کا ذکر ہے کہ مومن کا چہرہ پر تروتازگی بہ سبب دیدار الٰہی کے جو برحق ہے ظاہر ہوگی' مگر کافر کا منہ کالا بدنما ہوگا جو اس کے دل کا حال ظاہر کرے گا' بعینہٖ جیسے دل وجگر کی بیماری والے کا ہوتا ہے۔جو بسبب سخت عذاب اور رسوائی کے مرتے وقت ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کافر کی جان اس کے جسم سے کھینچ کر نکالی جائے گی جو پاؤں کے ناخنوں سے شروع ہوگی۔اس

وقت کافر جھاڑ پھونک کا مطالبہ کرے گا تا کہ اسے شفا ہو اور وہ بچ جائے یا پھر اس کی جان آسانی سے نکلے یہ سمجھتے ہوئے کہ اب جدائی کی گھڑی ہے اپنے بال بچوں اور گھر بار کو وہ چھوڑ کر جا رہا ہے جس کا اُسے بہت دکھ ہوگا۔ مگر وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر مثل جانوروں کے ہانکا جائے گا۔ ذلت کا عذاب اس کی کمر توڑ دے گا

اس کے برعکس مومن عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گا۔ دیدار الٰہی کا جذبہ اس کے چہرہ سے ظاہر ہوگا بالکل اسی طرح جس طرح پیارا پیارے سے ملتا ہے۔ ان چند آیات کو پیش کرنے کے بعد اور طوالت کے خوف سے مختصر کر کے اب مزید بیان ارشادات نبویہ اور علمائے کرام کے بیان پر مشتمل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام عالم غیب کی خبریں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائیں اور علمائے کرام اور اولیائے کرام نے اسے پیش کیا۔ اس سے اہلسنت و جماعت کے ایمان میں اضافہ اور ارشادات کی روشنی میں مومن کیلئے ہدایت عطا ہوگی تا کہ اس پر عمل کر کے وہ انعامات پانے کا مستحق ہو سکے جو خدا اور رسول نے اور اللہ کے نیک بندوں نے بیان کئے ہیں۔ کیونکہ مومن کیلئے موت کا پیغام حضور ﷺ سے ملنے کا ذریعہ ہے اسی لئے ان کی وفات کے دن کو عرس کہا جاتا ہے کہ دیدار کا دن ہے۔ موت کسی کو چھڑاتی ہے اور کسی کو ملاتی ہے۔ لہٰذا موت کافر کی رسوائی کا وقت ہے اور مومن کی عزت افزائی کا دن ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل ایمان کیلئے قبر میں باکمال لوگوں کی شفاعت بھی آئے گی جو ان کے قریب دفن ہیں بلکہ مومن لوگوں کی دعائیں بھی کام آئیں گی جو مقبول بارگاہِ الٰہی ہیں اور دُنیا میں ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بلکہ

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق میت کو دفن کرنے کے بعد وہ مومن جو دفن کرتے ہیں ان میں سے جو بھی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کلمہ طیبہ کی تلقین کرے اور مَنْ رَّبُّكَ کے جواب میں ربی اللّٰہ کہے اور مَا دِيْنُكَ کے جواب میں دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ کہے اور مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ کے جواب میں هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے اور یوں مرنے والے مومن کو تلقین کرے تو مرنے والے مومن کو منکر نکیر کے سوالات کی سختیوں سے بچالیں گے۔

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سورۂ اخلاص' قل شریف اور الحمد شریف اور قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب جو اہل قبور کر پہنچایا جائے' وہ پہاڑ بن کر میت کو عطا ہوتا ہے اور صاحب قبر اس تلاوت کرنے والے کی قیامت میں شفاعت کریں گے۔ حدیث کے مطابق اہل قبر کو عذاب سے نجات دلانے کی گنجائش یہاں تک ہے کہ اگر کوئی مسلمان شخص درخت کی ٹہنی کاٹ کر گنہگار کی قبر پر لگائے گا' جب تک وہ ٹہنی ہری رہے گی اس کی تسبیح سے اس کے عذاب میں کمی ہو جاتی ہے۔ جب ٹہنی کی تسبیح اس قدر فائدہ دیتی ہے تو تلاوت قرآن کریم کا ثواب پہاڑ بن کر مومن گنہگار کو فائدہ ضرور دیتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کی عمر لمبی ہو اور اس کا عمل اچھا ہو وہ سب سے بہتر ہے۔ اس لئے خدا سے ڈرتے رہنا' اس سے حسن ظن رکھنا' ثواب کا امیدوار بننا اور گناہوں سے ڈرنا سب کچھ باعث نجات ہے۔ خدا سے اچھا گمان رکھنا نجات کا باعث ہے۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے بندے کے ساتھ اس کی ماں کی محبت سے ستر گنا زیادہ محبت رکھتا ہے۔ مومن کیلئے ملک الموت

کا خدا کا سلام پہنچانا خاتمہ بالایمان اور بالخیر کی خبر ہے۔

مومن کی موت کے وقت اس کے پاس کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا یعنی خود کلمہ شریف پڑھ کر اس کو سنانا تا کہ وہ سن کر کلمہ شریف پڑھے' مرنے والے کے خاتمہ بالایمان کے گواہ ہو جاتے ہیں اور وہ جنتی ہو جاتا ہے۔

جس کسی نے وفات کے وقت تین مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ الحلیم الکریم اور تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھا اور تین مرتبہ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں موت کی یاد بہترین عمل ہے' جس کو موت کی یاد خوف زدہ کرتی ہے اس کی قبر جنت کا باغ بنے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ سو رہے ہیں' جب مر جائیں گے تو جاگ اُٹھیں گے۔ اس لئے خواب غفلت سے بیداری اس کی صلاح ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز ایک ہزار مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام جس نے پڑھا وہ مرنے سے پہلے اپنا ٹھکانا جنت میں ضرور دیکھے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کو اپنے ولی کے پاس بھیجتا ہے۔ اس کے ساتھ پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں جو جنت کی خوشبو اور کفن ساتھ لاتے ہیں۔ ہر فرشتہ میت کے ہر عضو پر ہاتھ رکھتا ہے۔

ریشم کو اس کی تھوڑی کے نیچے بچھاتے ہیں' جنت کا دروازہ کھول کر دکھایا جاتا ہے اور اس کا دل جنت کی رغبت کرتا ہے۔ ملک الموت اس پر ماں سے زیادہ مہربان ہوتا ہے کیونکہ یہ خدا کا محبوب ہے۔ اس کی روح اس طرح نکالی جاتی ہے

جس طرح آٹے سے بال۔ فرشتے کہتے ہیں: سلام علیکم ادخل الجنۃ بما کنتم تعملون کہ سلامتی سے جنت میں داخل ہو۔ الغرض آسمان کا ہر وہ دروازہ جس سے اس کا عمل چڑھتا تھا اور رزق نازل ہوتا تھا چالیس روز تک روتا ہے۔

مگر کافر کیلئے نہ آسمان روتا ہے نہ زمین جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ

(پارہ ۲۵، سورہ الدخان، آیت ۲۹)

جب ولی کی روح نکل جاتی ہے' پانچ سو فرشتے اس کے پاس کھڑے ہوتے ہیں۔ جب لوگ اس کو کسی پہلو پر لٹانا چاہتے ہیں۔ یہ فرشتے اسے پہلے ہی لٹا دیتے ہیں۔ لوگوں کے کفن پہنانے سے پہلے اسے کفن پہنا دیتے ہیں۔ خوشبو لگانے سے پہلے خوشبو لگا دیتے ہیں۔ اس کے گھر سے قبر تک دو قطاریں فرشتوں کی کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے استغفار پڑھتی ہیں۔ یہ قدر و منزلت دیکھ کر شیطان چیختا ہے۔ جب ملک الموت اس کی روح کو آسمان پر لے جاتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام معہ ستر ہزار فرشتوں کے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اس کو بشارت دیتے ہیں۔ جب ملک الموت اس کو لے کر عرش پر پہنچتا ہے' وہ روح خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوتا ہے کہ اس کو جنت کے باغوں میں اور نعمتوں کی طرف لے جاؤ۔ الغرض عالم برزخ کے متعلق کتاب کا مطالعہ کرنے سے بڑے بڑے واقعات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو اس لئے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ اہل ایمان جہاں اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھائیں' وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لائیں جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔

بلکہ اپنے علم میں اضافہ کر کے جو عطائیں خدا تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مرحمت فرمائی ہیں ان سے فائدہ حاصل کریں اور انکار کر کے حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات کی تکذیب نہ کریں کیونکہ یہ تمام حضور ﷺ کے دلائل نبوت ہیں' نہ کہ شرک۔ لہٰذا حضور ﷺ کے جملہ مقامات علوم غیبیہ' مقامات حاضر و ناظر' نور مصطفےٰ ﷺ اختیارات مصطفےٰ ﷺ الغرض جملہ کمالات جو خدا کی عطا ہیں ان میں سے کسی کا انکار نہ کریں' ورنہ ایسا انکار مقام نبوت کا انکار ہے۔

اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ کے مطابق ہے کہ یہ حضور ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کے طریقے ہیں۔ اس لئے یہی جماعت حق پر ہے' اسی کو اپنا کر نجات ہوگی جس کی بناء پر کلمہ گو حضور ﷺ کا سچا غلام اور تابعدار بلکہ دیوانہ ہے۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد صرف یہ نہ دیکھیں کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے بلکہ ہر کلمہ گو کو چاہیئے کہ مطالعہ کے بعد اپنے آپ کو موت کیلئے تیار کرلے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی کے لمحات کو غنیمت جان کر اس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائے۔

جس طرح دُنیا میں آنے سے پہلے انسان کی دُنیا ماں کا پیٹ تھا اور ماں کے پیٹ کی حقیقت دنیا کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی' اسے کتنی نسبت دے سکتے ہیں۔ بعینہ اس دنیا کی حقیقت عالم برزخ کے سامنے کچھ نہیں' اسے نسبت دے نہیں سکتے' اور ملک الموت کے سامنے یہ دنیا مثل طشتری کے ہے جو ہمارے کھانے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ ملک الموت اس میں سے جہاں سے چاہے' کسی کو اٹھالے اور اس کی روح قبض کر کے عالم برزخ میں لے جائے' اسے قطعاً کوئی دقت نہیں ہوتی۔

یادرکھیں کہ ملک الموت بھی ایک فرشتہ ہے' جس کا سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہے اور جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے مقام کو نہ جان سکے اور سدرہ پر رُک کر وہیں کے ہو گئے تو خدا کے رسول نے معراج کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ اے جبرائیل! مجھے گھر سے لاکر خود راستہ میں بیٹھ گئے ہو' کیا وجہ ہے' ابھی سفر تو آگے ہے' تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ میرا آخری مقام ہے۔ اس سے آگے بال بھر بھی بڑھوں گا تو میرے یہ پَر تجلیاتِ الٰہیہ سے جل جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا یہ مقام ہے تو اس کے ماتحت عملہ میں ملک الموت کا حال بھی سب کو معلوم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مقام لامکان ہر قاب قوسین کے مقام پر یعنی جہاں پر دو قوس کا فاصلہ تھا اور قوس دائرہ کا ایک حصہ ہے تو خدا کے نور کے دائرہ اور نبی کریم ﷺ کے نور کے دائرہ کی قوسین یہاں مل گئیں بلکہ اَوْ اَدْنٰی یعنی اس سے بھی کم کہ قوسیں آپس میں کٹ گئیں اور خدا کے نور نے حضور کے نور کو اپنے اندر ایسے لے لیا جس طرح کہ دائرہ کے اندر نقطہ کا مقام ہے تو وہاں پر حضور ﷺ نے خدا تعالیٰ کا دیدار کیا اور فرمایا رائیت ربی فی احسن صورۃ۔ اور سورۃ النجم میں خدا نے فرمایا: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

(پارہ ۲۷، سورہ النجم آیت ۱۷)

کہ حضور ﷺ نے اس طرح ٹکٹکی باندھ کر خدا کا دیدار کیا کہ آنکھ نہ پھری' نہ جھپکی اور دل بھی ہوش میں رہا اور جو آنکھ نے دیکھا اس کی تصدیق کرتا رہا جیسا کہ ارشاد ربی: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۱۱)

یہاں پر راز و نیاز کی باتیں بھی ہوئیں کہ خدا نے فرمایا:

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۱۰)

معلوم ہوا جب ملک الموت حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ماتحت عمل ہو کر یہ مقام رکھے کہ دنیا اس کے سامنے مثل طشت ہو اور جہاں سے چاہے اُٹھا لے تو حضور ﷺ کے علم کا کیا مقام ہے۔ لہٰذا عالم برزخ کے حالات سے باخبر ہو کر کلمہ گو کو چاہیئے کہ وہ حقیقت کو نہ جھٹلائے بلکہ اپنی تیاری کرے کہ ایک دن اس نے بھی موت کا مزہ چکھنا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال خدا کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ جمعہ کو ماں باپ پر ان کی اولاد کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ جب اہل قبور کو ان کے رشتہ داروں کے نیک اعمال کی اطلاع ملتی ہے تو ان کے چہرے خوشی سے کھلتے ہیں۔ اس لئے اے بندگان خدا اپنے بد اعمال سے اپنے رشتہ داروں کو قبر میں ایذا نہ دو۔ کفار کا کیا حال ہے کہ وہ تو خود عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں انہیں دوسروں کی کیا فکر۔

ا۔ اللہ کی اطاعت میں زندگی کا مقام:

- طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بہتر آدمی کی خبر نہ دوں؟

اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ فرمایئے یا رسول اللہ۔ تب حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں اسلام کی حالت میں جس کی عمر زیادہ ہو اور اس نے کام اچھے کئے۔

❁ احمد اور بزار نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے نزدیک اس شخص سے زیادہ اچھا کوئی نہیں جو اسلام میں بوڑھا ہوا اور اس نے تسبیح و تکبیر زیادہ کی ہو۔

❁ ابونعیم نے خود حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان کی ہر دن کی زندگی غنیمت ہے کیونکہ اس میں وہ فرائض، دیگر نمازیں اور ذکر و فکر جو میسر ہوتا ہے، وہ کرتا ہے۔

❁ احمد اور ترمذی نے حضرت ابوبکرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر کون ہے؟ تو فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور اس کا عمل اچھا ہو۔ یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔

۲۔ خدا سے حسن ظن رکھنا اور اس سے ڈرتے رہنا:

☆ ابن ابی الدنیا نے حسن الظن میں روایت کیا ہے کہ بعض قوموں کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے ہلاک کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمان تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَذَالِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدَاكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ (پارہ ۲۴، سورہ حم، السجدہ، آیت ۲۳)

اور یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا تو اب تم نقصان اُٹھانے والوں میں ہو گئے۔

❁ احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور

نبی کریم ﷺ ایک نوجوان کے پاس نزع کے وقت تشریف لے گئے اور اس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ اللہ سے ثواب کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں جس شخص کے دل میں جمع ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی اُمید بر لائے گا اور اسے ڈر سے محفوظ رکھے گا۔

❁ حضرت ابن مبارک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب تم کسی شخص کو نزع میں دیکھو تو اسے تلقین کرو کہ اپنے رب سے ثواب و نجات کیلئے اچھا گمان رکھتے ہوئے ملے اور جب کسی زندہ کو ملو تو اسے عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔

❁ حضرت ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کہ بندہ اللہ سے جو اچھا گمان کرلے خدا اسے پورا کرتا ہے۔

❁ ابن مبارک، احمد اور طبرانی نے کبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو میں تم کو بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں سب سے پہلے مومنوں سے کیا کہے گا اور مومن اس کا کیا جواب دیں گے؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم میری ملاقات کو پسند کرتے ہو؟ تو وہ جواب دیں گے ہاں، تو پوچھے گا، کیوں؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے تیرے عفو اور مغفرت کی اُمید پر ملاقات کو پسند کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تب میری مغفرت تمہارے لئے واجب ہوگئی۔

❁ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں روایت کیا ہے کہ

فرماتے ہیں کہ میں شام میں قیس کے ایک بہترین شخص کے پاس گیا۔ اس کا ایک سرکش بھتیجا تھا۔ ہر چند اس کو نصیحت کرتا مگر وہ ہدایت پر نہ آتا۔ اتفاق سے وہ بیمار ہو گیا اور اس نے اپنے چچا کو بلوایا مگر اس نے انکار کر دیا لیکن بالآخر میں اسے مجبور کر کے لے آیا۔ اس نے آتے ہی اپنے بھتیجے کو گالیاں دیں اور کہا کہ اے دشمن خدا تم نے یہ کیا' وہ کیا۔ اس پر نوجوان نے چچا سے پوچھا کہ مجھ کو اللہ میری ماں کے سپرد کر دیتا تو وہ کیا کرتی؟ اس پر چچا نے جواب دیا کہ وہ تجھے جنت میں داخل کرتی۔ اس پر نوجوان نے کہا کہ میرا خدا مجھ پر میری ماں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ وہ نوجوان مر گیا' اس کے چچا نے اس کو دفن کرنے کیلئے اینٹیں رکھیں کہ ایک اینٹ گر پڑی اور اس کا چچا ایک طرف ہٹ گیا۔ جب میں نے اس سے پوچھا کہ بھائی کیا معاملہ ہے تو اس نے جواب دیا کہ اس کی قبر نور سے بھر گئی ہے اور حد نظر تک قبر وسیع ہو گئی ہے۔

۳۔ موت کے قاصد:

قرطبی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ملک الموت سے سوال کیا کہ کیا آپ کے پاس کوئی قاصد ہیں' جن کو آپ نے آنے سے پہلے روانہ کر کے لوگوں کو بتا دیا ہوتا کہ لوگ ڈر جائیں۔ ملک الموت نے کہا کہ بخدا میرے لئے بہت سے قاصد ہیں۔ مثلاً علامات بڑھاپا' مرض' کانوں اور آنکھوں کا متغیر ہو جانا تا کہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ جب وہ نصیحت نہیں پکڑتے تو میں ندا کرتا ہوں کہ یکے بعد دیگرے میرے قاصد تمہارے پاس آئے اب میں خود آ رہا ہوں کہ میرے بعد اب کوئی قاصد نہ آئے گا۔

۴۔خاتمہ بالخیر کی علامت:

ابن ابی الدنیا نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے مرنے سے ایک سال پہلے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کو راہ راست پر لگاتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ خیر پر مر جاتا ہے۔اور لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اچھی حالت پر فوت ہوا ہے۔ جب ایسا شخص مرنے لگتا ہے تو اس کے جان نکلنے میں جلدی ہوتی ہے، وہ اس وقت خدا سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور خدا اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔اور اللہ جب کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو مرنے سے پہلے ایک سال پہلے شیطان اس پر مسلط کر دیتا ہے جو اسے گمراہ کرتا رہتا ہے۔حتیٰ کہ وہ اپنے بدترین وقت میں مرتا ہے۔اس کے پاس موت آتی ہے تو اس کی جان اٹکنے لگتی ہے کیونکہ وہ خدا کو ملنا پسند نہیں کرتا اور خدا اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔برے خاتمے کے چار اسباب ہیں جسے علماء کرام نے بیان کیا ہے۔

۱۔ نماز میں سستی

۲۔ شراب خوری

۳۔ مسلمانوں کو تکلیف دینا

۴۔ والدین کی نافرمانی

۵۔موت کی یاد میں مدد دینے والی چیزیں:

❁ حاکم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے کہ تمہیں زیارت قبور سے روکا تھا اب حکم دیتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ یہ عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

❁ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبروں کی زیارت کرو تا کہ آخرت یاد آئے اور مردہ کو نہلاؤ کہ فانی جسم کو چھونا بہت بڑی نصیحت ہے اور جنازہ کی نماز پڑھو تا کہ تم کو غمگین کرے کیونکہ غمگین اللہ کے سایہ میں ہوتا ہے اور نیکی کا کام کرتا ہے۔

۶۔مرض الموت کے وقت انسان کیا کہتا ہے

اور اس کے پاس کیا پڑھنا چاہیئے؟

❁ احمدؒ ابن ابی الدنیا اور دیلمی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرنے والے کے سرہانے سورۂ یٰسین پڑھی جائے اس پر موت آسان ہوتی ہے۔

❁ ابونعیم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (پارہ ۲۸، سورہ الطلاق، آیت ۲) کی تفسیر میں ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کو دنیا کے شبہات سے نجات دیتا ہے اور موت کے وقت بے چینی سے نجات ہوتی ہے اور قیامت کے دن اس کی ہولناکیوں سے نجات ملتی ہے۔

☆ بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ سناؤ اور اپنے مردوں کو بھی کیونکہ جس شخص کا اوّل اور آخر کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے وہ ہزار سال بھی

زندہ رہے تو اس کے کسی گناہ کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔

طبرانی اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑکا ایسا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے مگر وہ کلمہ پڑھنے کی قوت نہیں رکھتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ لڑکے سے فرمایا کہ پڑھو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ میں اپنی والدہ کا نافرمان تھا اور وہ زندہ ہے۔ اس کی ماں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا: ہاں اسی کا بیٹا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی آگ جلا کر اس میں ڈال دیں گے ورنہ اس کو معاف کر دو۔ عورت نے اس پر معاف کر دیا اور کہا کہ میں اس سے راضی ہوگئی۔ اب لڑکے سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھو تو اس نے کلمہ شریف پڑھ لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے میرے صدقہ میں اس کو جہنم سے نجات دلائی۔

ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن محاربی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اس سے کلمہ پڑھنے کو کہا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کے پڑھنے پر قادر نہیں کیونکہ میں ایسے لوگوں سے صحبت رکھتا تھا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے تھے اور اس کی تلقین کرتے تھے۔

حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ اسم اعظم بتادوں جو یونس (علیہ السلام) کی دعا تھی

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

(پارہ ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۸۷)

جس شخص نے اپنی مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھی پھر اس مرض میں اس کا انتقال ہو گیا تو اسے شہید کا ثواب ملے گا۔ اگر تندرست ہو گیا تو گناہوں سے پاک ہو گیا۔

ابن ابی الدنیا ''کتاب المرض والکفارات'' میں اور ابن منیع نے اپنی ''مسند'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! کیا میں ایسی حق بات بتاؤں جس کو مریض مرض کی ابتداء میں پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بتایئے۔ فرمایا کہ وہ کلمات یہ ہیں۔

لا اله الا اللّٰه یحیی و یمیت وهو حیی لا یموت و سبحان اللّٰه رب العباد والبلادِ والحمد للّٰه حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه علی کل حال واللّٰه اکبر کبیرا کبریاء و جلاله و قدرته بکل مکان۔ اللهم ان کنت مرضتنی لتقبض روحی فی مرض هذا فاجعل روحی لی ارواح من سبقت لهم منك الحسنی واعذنی من النار کما اعذت اولئك الذین سبقت لهم منك الحسنی

تو اگر تم مرض میں مر جاؤ تو تمہارے لئے رضوانِ خداوندی (رب کریم عزوجل کی خوشنودی) اور جنت ہے اور اگر تم گنہگار ہو تو تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

❁ ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے وفات کے وقت ان کلمات کو پڑھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ تین مرتبہ: لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم

تین مرتبہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ تین مرتبہ: تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

❁ مروزی نے بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کی ہے کہ جب تم کسی مردہ کی آنکھیں بند کرو تو پڑھو بسم اللہ و علی ملة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

❁ طبرانی نے اوسط' میں حضرت ابوبکر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس مرض الموت میں تشریف فرما تھے تو جب ان کی آنکھیں پھٹنے لگیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بند فرمایا تو گھر والے چیخنے لگے۔ آپ نے ان کو خاموش کرا دیا اور فرمایا کہ جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے' جب کوئی شخص مرتا ہے تو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور گھر والے جو کچھ کہتے ہیں وہ اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! ابوسلمہ کو ہدایت یافتہ لوگوں کے درجہ میں پہنچا اور ان کے پسماندگان میں ان کا جانشین مقرر فرما' ہماری اور ان کی قیامت کے دن مغفرت فرما۔

۷۔ ہر سال عمروں کا منقطع ہونا:

❁ ابویعلیٰ نے اپنی سند سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پورا شعبان روزے رکھتے۔ میں نے ان سے

دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اس سال ہر مرنے والے ہر آدمی کا نام اس ماہ لکھا جاتا ہے؟ تو میں پسند کرتا ہوں کہ جب خدا سے ملوں تو روزہ دار ملوں۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت عطا بن یسار سے روایت کی ہے کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں جتنے آدمی ہیں ان کی روحیں قبض کرو انسان درخت لگاتا ہے' نکاح کرتا ہے' گھر بناتا ہے' اس کے اولاد ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں محمد بن حماد سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک درخت ہے۔ اس میں ہر مخلوق کا ایک پتہ ہے' جس بندے کا پتہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی روح نکل جاتی ہے۔ یہی معنی ہیں خدا کے اس فرمان کے۔

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا (پارہ ۷، سورہ الانعام آیت ۵۹)

جو پتہ گرتا ہے اللہ اس کو جانتا ہے۔

۸۔ موت کا ذکر اور اس کی تیاری:

حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا شہداء کے ساتھ کسی اور کا بھی حشر ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں جو شب و روز میں موت کو یاد کرتا رہے اور بیس مرتبہ اسے یاد کرے۔ اور حضرت سدی نے اس آیت

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

(پارہ ۲۹، سورہ الملک، آیت ۲)

کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ کون تم میں سے موت کو زیادہ یاد کرتا ہے' اور کون اس کیلئے زائد تیاری کرتا ہے' کون زیادہ ڈرتا ہے۔

بعض بزرگانِ دین کا کہنا ہے کہ جس نے موت کو بکثرت یاد رکھا اسے تین انعامات ملیں گے۔

۱۔ توبہ کی جلدی توفیق ہوگی

۲۔ دل میں قناعت نصیب ہوگی

۳۔ عبادت میں خوشی ہوگی

جس نے موت کو بھلایا اس پر تین مصیبتیں نازل ہوں گی۔

۱۔ توبہ میں دیر

۲۔ بے صبری

۳۔ عبادت میں سستی

❁ تمیمی نے فرمایا ہے کہ دو چیزوں نے میرے لئے دنیا کی لذتوں کو بے حقیقت بنا دیا ہے۔ موت کی یاد خدا کی بارگاہ میں کھڑا ہونا۔

❁ ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ بعض حضرات اللہ کے فرمان وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (پارہ ۲۰، سورہ القصص، آیت ۷۷) کی تفسیر کفن سے کی ہے۔ اور اس سے پہلی آیت میں فرمایا:

وَابْتَغِ فِيْمَا اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ (پارہ ۲۰، سورہ القصص، آیت ۷۷)

دنیا کی چیزیں ایسی راہوں میں خرچ کرو کہ اس کے بدلہ میں آخرت میں جنت ملے۔

یاد رکھو تم ہر چیز چھوڑ کر چلے جاؤ گے سوائے اپنے حصہ کے اور وہ کفن ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ:

نصیبك مما تجمع الدهر كله

ردآ ان تلوی فیما و حنوط

جو کچھ تو نے زمانہ میں جمع کیا اس میں تیرا حصہ صرف دو چادریں ہیں جن میں تو لپیٹا جائے گا اور خوشبو۔

❁ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں بہتر زہد موت کی یاد ہے اور بہتر عبادت تفکر ہے۔ جس کو موت کی یاد خوف زدہ کرتی ہے' اس کی قبر جنت کا باغ بنے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ سو رہے ہیں' جب مر جائیں گے تو اس وقت جاگ اُٹھیں گے۔

حافظ ابوالفضل عراقی نے کیا خوب کہا ہے:

وانما الناس نیام من یمت

منهم ازال الموت عنه و سنه

لوگ سو رہے ہوئے ہیں ان میں جو مر جائے گا موت اس کی نیند کو ختم کر دے گی۔

❁ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی مرتا ہے پشیمان ہو جاتا ہے۔ جب صحابہ نے عرض کیا کہ اس کی پشیمانی کیا ہے تو فرمایا: نیکوکار ہے تو اس پر شرمندہ ہوتا ہے کہ زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں' بدکار ہے تو اس امر پر شرمندہ ہے کہ بُرائیاں کیوں نہ چھوڑیں۔

۹۔ میت کے پاس ملائکہ کا آنا' بشارت سنانا یا ڈرسنایا جانا اور مرنے والا جو دیکھتا ہے اس کا بیان:

❁ اصبہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ مجھ پر درود پڑھا وہ مرنے سے پہلے اپنا ٹھکانا جنت میں ضرور دیکھے گا۔

❁ ابن عساکر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ

(پارہ ۶، سورہ النساء، آیت ۱۵۹)

سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں ہے' جب ملک الموت ان کی روح قبض کرنے کو آتے ہیں تو ان کے ہمراہ ایک فرشتہ آگ کے شعلے لئے ہوئے آتا ہے اور ان کے منہ اور دبر پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ بتاؤ مانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں یا نہیں؟ تو اس وقت تک مارتا رہتا ہے جب تک وہ مان نہیں لیتا' جب وہ اقرار کر لیتا ہے تو ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔

❁ ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ملک الموت! میرے ولی کے پاس جاؤ اور اسے لے آؤ۔ کیونکہ میں نے اسے رنج و راحت دونوں میں آزمایا اور اسے اپنی رضا کے

مطابق پایا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے دنیا کے غموں سے نجات دلا دوں۔ تب ملک الموت پانچ سو ملائکہ کے ساتھ چلتے ہیں' ان کے پاس جنت کی خوشبو والے کفن ہوتے ہیں اور ان کے پاس پھولوں کی شاخیں ہوتی ہیں' بیسیوں رنگ والی مہکتی ہوئی' ان کے پاس مشک میں بسا ہوا سفید ریشم ہوتا ہے۔ پھر ملک الموت فرشتوں کے ہمراہ بیٹھ جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے ایک ایک عضو پر رکھتا ہے۔ مشک میں بسے ہوئے ریشم کو اس کی تھوڑی کے نیچے بچھا دیتا ہے۔ ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیتا ہے۔ اب اس کا دل جنت کی جانب رغبت کرتا ہے۔ کبھی جنتی ازواج کی طرف دیکھتا ہے' کبھی لباس کی طرف اور کبھی جنتی پھولوں کی طرف ۔ گویا اس طرح کہ جس طرح بچہ کو سلایا جاتا ہے' اس کا دل بہلایا جاتا ہے۔ اس کی طرف جنتی حوریں اس وقت خوش ہوتی ہیں اور اس خوش نصیب بندے کی روح کو دتی ہے۔ فرشتہ کہتا ہے کہ اے پاک نفس! اچھے درختوں اور ان کے دراز سایوں اور بہتے ہوئے پانیوں کی طرف چل ۔ ملک الموت اس پر ماں سے بھی زیادہ شفقت کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ روح اللہ کے نزدیک محبوب ہے۔ اس لئے وہ اس پر نرمی کرتے ہوئے خدا کی رضا چاہتا ہے۔ پس اس کی روح اس طرح نکالی جاتی ہے جس طرح آٹے سے بال ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ادھر روح نکلتی ہے' ادھر فرشتے کہتے ہیں:

سَلَامٌ عَلَیْکُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(سورہ النحل، آیت نمبر ۳۲)

تم پر سلامتی ہو' داخل ہو جنت میں اپنے اعمال کا صلہ ہے اللہ تعالیٰ کے

اس فرمان کہ وہ لوگ جن کو فرشتے موت دیتے ہیں' پاک روحوں کو سلام ملتا ہے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ مومن کیلئے تو راحت اور خوشبوئیں اور اس کیلئے نعمتوں سے پُر جنتیں ہوتی ہیں۔ جب ملک الموت ان کی روح نکالتے ہیں تو روح جسم کو مبارک دیتی ہے اور کہتی ہے' اے جسم! تو مجھے اللہ کی اطاعت کی طرف جلدی سے لے جاتا تھا اور مصیبت سے پرہیز کراتا تھا' آج تجھ کو مبارک ہو کہ خود بھی نجات پائی اور مجھ کو بھی نجات دلائی۔ اور جسم بھی روح کو یہی مبارک باد دیتا ہے' اور زمین کے وہ حصے جن پر یہ نیک بندہ عبادت کرتا تھا' اس پر روتے ہیں اور آسمان کا ہر دروازہ جس سے اس کا عمل چڑھتا تھا جو خیر تھا اور رزق نازل ہوتا تھا' چالیس روز تک روتا ہے۔ جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو پانچ سو فرشتے اس کے پاس کھڑے ہوتے ہیں۔ جب انسان اس کو کسی پہلو پر لٹانا چاہتے ہیں' فرشتے اسے پہلے ہی لٹا دیتے ہیں۔ انسانوں کے کفن پہنانے سے پہلے کفن پہنا دیتے ہیں۔ ان کی خوشبو لگانے سے پہلے خوشبو لگا دیتے ہیں۔ اس کے گھر سے لے کر قبر تک فرشتوں کی دورویہ قطاریں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے استغفار پڑھتی ہیں۔ اس وقت شیطان اس کی قدر و منزلت دیکھ کر چیختا ہے اور چلاتا ہے اور اپنے لشکر سے کہتا ہے کہ تمہارے لئے خرابی ہو' اس بندے کا اتنا اچھا انجام ہوا' اور جواب پاتا ہے کہ یہ بندہ گناہوں سے بچتا تھا۔ جب ملک الموت اس کی روح کو آسمان پر پہنچاتے ہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام استقبال کرتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے استقبال کرتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ ہر فرشتہ اس کی بشارت دیتا ہے۔ جب ملک الموت اس کو لے کر عرش پر پہنچتا ہے تو وہ روح

خدا کی بارگاہ میں سجدہ کرتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے کہ میرے بندے کی روح کو لے کر سرسبز و شاداب درختوں اور بہتے ہوئے پانی کے مقام پر پہنچا دو۔

جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو نماز اس کی دائیں طرف اور روزے بائیں طرف اور قرآن اور ذکر الٰہی سر کی جانب ہوتے ہیں۔ اس کا نمازوں کی طرف چلنا قدموں کی طرف سے آتا ہے۔ اس کا صبر قبر کے ایک گوشے میں آتا ہے۔ جب اللہ عذاب کو بھیجتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ پیچھے ہٹ کہ یہ ساری زندگی تکالیف برداشت کرتا رہا۔ اب آرام سے لیٹے رہنے دو۔ جب عذاب بائیں جانب آتا ہے تو روزے یہی جواب دیتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ عذاب سر کی جانب ہوتا ہے تو یہی جواب قرآن اور ذکر اذکار کا ہوتا ہے۔ پس عذاب کسی جانب سے اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا اور وہ واپس لوٹتا ہے۔

اس وقت صبر تمام اعمال سے کہتا ہے کہ میں اس لئے نہ بولا کہ اگر تم سب عاضر ہو جاتے تب میں بولتا۔ اب میں اس کیلئے پل صراط پر اور میزان پر کام آؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو بھیجے گا جن کا نام منکر نکیر ہے۔ ان کی نگاہیں اچک لینے والی بجلی کی مانند' آواز کڑک دار بجلی کی طرح' دانت سینگوں کے مانند' سانسیں شعلوں کی مانند' وہ اپنے بالوں کو روندتے ہوئے چل کر آئیں گے۔ دونوں کے کندھوں کے درمیان عظیم فاصلہ ہوگا' سوائے مومن کے ان کے دل میں کسی کیلئے مہربانی اور رحم نہ ہوگا۔ ان کے ہاتھوں میں ایک ایک ہتھوڑا' جس کو سارے جن و انس جمع ہو کر اٹھا نہ سکیں۔ وہ آ کر مردے سے کہیں گے کہ بیٹھ جاؤ' وہ بیٹھ جائے گا

اور اس کے کفن کے کپڑے اس کے بدن سے گر کر نیچے آ جائیں گے۔ وہ اس وقت سوال کریں گے کہ تمہارا رب کون ہے؟ مَنْ رَّبُّكَ ۔ تمہارا دین کیا ہے؟ ما دینك۔ رسول کون ہے؟ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ۔ بندہ مومن کہے گا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ رَبِّيَ اللّٰهُ۔ میرا دین سلام ہے۔ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ۔ اور میرے رسول حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ اس پر وہ کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کو قبر میں رکھ کر ہر جانب سے فراخ کر دیں گے' پھر اس سے کہیں گے ذرا اُوپر دیکھو۔ اب جو بندہ دیکھے گا تو جنت کی طرف دروازہ کھلا ہوا ہوگا۔ پھر وہ کہیں گے کہ اے اللہ کے ولی! جنت میں یہ تیرا مقام ہے کیونکہ تو اطاعت خداوندی میں رہا۔

خدا کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بخدا اس وقت بندے کو ایسی فرحت ہوگی کہ اسے کبھی نہ بھولے گا۔ اب اسے کہا جائے گا کہ ذرا نیچے کی طرف دیکھو۔ وہ دیکھے گا کہ جہنم کی طرف ایک دروازہ کھلا ہوگا۔ وہ دو فرشتے کہیں گے کہ اے اللہ کے ولی تو نے اس سے نجات پائی۔ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت بندہ یہ سن کر ایسی خوشی پائے گا جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس کیلئے جنت کے ستر دروازے کھولے جائیں گے جن سے جنت کی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی اور یہ اس وقت تک قائم رہے گا کہ اسے حشر کے دن قبر سے اٹھایا جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ملک الموت! تم میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اس کو لے کر آؤ۔ میں نے اس کے رزق میں کشادگی کی' اسے نعمتوں سے نوازا' لیکن وہ میرا شکر کرنے سے ہمیشہ انکار کرتا رہا۔ آج اس کیلئے بُرا دن ہے۔ اس پر ملک الموت اس کے پاس بدترین شکل میں

پہنچتے ہیں۔ اس کی بارہ آنکھیں ہوتی ہیں اور جہنمی کانٹوں کی سلاخیں اس کے پاس ہوتی ہیں۔ ملک الموت کے ہمراہ پانچ سو فرشتے اس طرح آتے ہیں' ہر ایک کے پاس تانبا' جہنمی چنگاریاں' بھڑکتے ہوئے کوڑے ہوتے ہیں۔ ملک الموت یہ خادار سلاخیں اس منکر اور کافر کو اس طرح مارتے ہیں کہ ہر کانٹا جڑ تک اس شخص کے رگ و پے میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر ان سلاخوں کو سختی کے ساتھ موڑتے ہیں تو اس کی روح اس کے قدموں کے ناخنوں سے نکلتی ہے۔ اس وقت خدا کے دشمن پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ فرشتے اس کی پیٹھ' چہرے پر کوڑے مارتے ہیں اور مارتے مارتے اس کے حلق تک آ جاتے ہیں۔ پھر وہ گرم تانبے اور چنگاریاں اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیتے ہیں' پھر ملک الموت فرماتے ہیں' اے ملعون! باد سموم! گرم پانی اور گرمی کی شدت کی طرف چل۔ جب ملک الموت روح نکال لیتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے:

اے جسم! اللہ تجھ کو میری طرف سے بدترین سزا دے کیونکہ مجھے مصیبت کی طرف تو ہی لے جاتا تھا اور نیکی سے پیچھے رکھتا تھا' تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاکت میں ڈالا۔ جسم بھی روح سے یہی کچھ کہتا ہے۔ زمین کے وہ حصے جن پر وہ نگاہ رکھتا تھا' لعنت کرتے ہیں۔ ابلیس کے لشکر ابلیس کو خوشخبری دیتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدم زاد کو جہنم رسید کر دیا۔ جب اس کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف نکل جاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس سیاہ سانپ بھیجتا ہے جو اس کو ڈستے ہیں۔ پھر خدا کے دو فرشتے آ کر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا

ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے، مجھے معلوم نہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ تو نے اس کو جاننا نہ چاہا، پھر اس کو ایسے گرز مارتے ہیں کہ قبر میں چنگاریاں اُڑتی ہیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اوپر دیکھو۔ جب وہ اوپر دیکھتا ہے تو جنت کا دروازہ نظر آتا ہے، فرشتے کہتے ہیں کہ اگر تو اللہ کی اطاعت کرتا تو تیرا یہ مقام ہوتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بخدا اس وقت اس کے دل میں ایسی حسرت پیدا ہوتی ہے جو کبھی نہیں ہوتی۔ پھر اس کو جہنم کا دروازہ کھول کر دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے دشمن نافرمانیوں کی وجہ سے اب تیرا یہ مقام ہوا ہے اور ستر دروازے جہنم کے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں گرمی اور بادِ سموم آتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔

❁ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا (پارہ ۳۰، سورہ النازعات، آیت ۱) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روح کو نکالتے ہیں اور وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا (النازعات:۲) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کافروں کی روحوں کو کولہوں اور ناخنوں کے درمیان سے کھینچتے ہیں اور وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا (النازعات:۳) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی روحوں کو لے کر آسمان وزمین کے درمیان تیرتے ہیں اور فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا (النازعات:۴) سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مسلمانوں کی روحوں کو لے کر ایک دوسرے سے سبقت کرنا چاہتے ہیں۔

❁ حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو رحمت کے فرشتے

سفید ریشم لے کر آتے ہیں اور روح سے کہتے ہیں: اے روح! اللہ کی رحمت اور مہربانی کی جانب اور اس کی رضا کی طرف آ۔ وہ ایسے نکلتی ہے جیسے بہترین خوشبو مہکتی ہے۔ حتیٰ کہ فرشتے اسے لے کر ایک دوسرے کو سنگھاتے ہیں' پھر اس کو آسمانوں کی جانب لے جاتے ہیں۔ جس آسمان پر پہنچتی ہے اس آسمان والے کہتے ہیں کہ کیا ہی پاک روح اس زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پھر اس کو دوسرے ارواح مومنین کی طرف لے جاتے ہیں تو ان کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جیسے کوئی کسی کا غائب شدہ رشتہ دار واپس آ جائے۔ جب اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کا کیا حال ہے تو وہ روح کہتی ہے' اُسے چھوڑ دو وہ دُنیا کے غم میں ہے' عنقریب ہی راحت حاصل کر لے گا۔ بعض کے بارے میں وہ روح کہتی ہے کہ فلاں بن فلاں کیا تمہارے پاس نہیں پہنچا۔ تو وہ روحیں جواب دیتی ہیں کہ اس کا ذکر چھوڑ دو وہ جہنم میں ہے اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں: اے روح! اللہ کے عتاب کی طرف چل' تو خدا سے ناراض اور خدا تجھ سے ناراض۔ تو بدروح بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے۔ فرشتے اسے زمین کے دروازے پر لے جاتے ہیں تو جس دروازے پر پہنچتی ہیں یہی ندا آتی ہے کہ کتنی بدبودار رُوح آئی ہے۔ حتیٰ کہ اسے کفار کی روحوں میں لا کر ملا دیتے ہیں۔

❁ ابن السدی۔ نے کتاب الزہد میں اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور طبرانی نے کبیر میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس کے راوی سب ثقہ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب انسان خدا کی راہ میں شہید ہوتا ہے تو سب سے پہلا قطرہ جو زمین پر گرتا ہے اُس کے سبب اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گناہ

معاف فرماتا ہے' آسمان سے ایک چادر آتی ہے جس میں اس کے نفس کو لیا جاتا ہے اور ایک جسم میں اس کی روح کو رکھا جاتا ہے۔ پھر فرشتوں کی ہمراہی میں اُسے جنت کی جانب لے جایا جاتا ہے۔ گویا وہ ہمیشہ ان فرشتوں کی ہمراہی میں ہی رہتا ہے۔ پھر اس کو بارگاہ ایزدی میں حاضر کیا جاتا ہے تو یہ ملائکہ سے پہلے ہی سجدہ ریز ہو کر سجدہ کرتا ہے اور بعد میں فرشتے سجدہ کرتے ہیں' تب اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اس کو پاک کر کے حکم دیا جاتا ہے کہ اس کو شہیدوں میں لے جاؤ جو سبزہ زاروں اور ریشم کے قبوں میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں یہ بیل اور مچھلی کو کھاتے ہیں' اس انداز سے کہ مچھلی جنت کی نہروں میں پھر رہی ہوگی کہ شام کو بیل موقع پا کر اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ تب اہل جنت اس کے گوشت کو کھاتے ہیں اور اُس میں جنت کی خوشبو پاتے ہیں۔ پھر شام کے وقت بیل جنت کی چراگاہوں میں چر رہا ہوگا کہ مچھلی اس پر اپنی دم مار کر ہلاک کر دے گی اور اہل جنت اُس کو کھائیں گے اور جنت کے ہر میوے کی خوشبو اُس میں پائیں گے۔ وہ اپنے مقامات کا مشاہدہ کر کے قیامت کے جلد قائم ہونے کی دُعا کریں گے۔

جب اللہ تعالیٰ مومن کو وفات دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے جنت کے کپڑے لے کر آتے ہیں۔ ان کے پاس جنت کے پھول ہوتے ہیں اور فرشتے کہتے ہیں: اے پاک روح! رب کی رحمت اور مہربانی کی طرف آ۔ اس رب کی طرف جو تجھ سے خوش ہے اور تیرے اعمال مقبول ہیں۔ اس پر وہ بہترین مہکتی خوشبو کے مانند نکلتا ہے۔

ادھر آسمان کے کنارے پر فرشتے کہتے ہیں: سبحان اللہ' آج زمین سے

پاک روح آئی ہے۔ وہ جس دروازہ سے گزرتا ہے کھول دیا جاتا ہے۔ جس فرشتے کے پاس سے اُسکا گزر ہوتا ہے وہ اُس کے لئے دُعائے مغفرت کرتا ہے اور شفاعت کرتا ہے۔ اب وہ بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوتا ہے اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ فرشتے اس کیلئے سربسجود ہو کر عرض کرتے ہیں: یاالٰہی! یہ تیرا بندہ ہے جس کو ہم نے وفات دی' تو ہم سے بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو سجدہ کا حکم دو' تب وہ سجدہ کرتا ہے۔ پھر حضرت میکائیل علیہ السلام کو بلا کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس جان کو بھی مومنوں میں شامل کر دو' تاکہ اس کے بارے میں قیامت کے روز میں تم سے سوال کروں۔ پھر اس کی قبر میں وسعت کی جاتی ہے' ستر گز لمبائی ستر گز چوڑائی۔ اس میں پھول بکھیر دیئے جاتے ہیں اور ریشم بچھا دیئے جاتے ہیں اور اگر اس نے کچھ قرآن کریم پڑھا ہوتا ہے تو وہی اُس کے لئے قبر میں نور بن جاتا ہے' ورنہ اس کو سورج کی مانند ایک نور دیا جاتا ہے' پھر ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے تاکہ وہ جنت والی قیام گاہ صبح و شام دیکھتا رہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی کافر کو موت دینا چاہتا ہے تو اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور وہ ایک بدترین بدبودار چادر کا ٹکڑا لے کر آتے ہیں جو بہت کھردرا ہوتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: اے خبیث نفس! جہنم اور عذاب الیم کی طرف آ اور اس رب کی طرف چل جو تجھ پر ناراض ہے' کیونکہ تیرے اعمال بہت ہی خراب ہیں۔ تب وہ روح نہایت ہی بدبودار مردے کی طرح نکلتی ہے۔ ہر آسمان کے کناروں پر فرشتے کہتے ہیں خدایا! کس قدر خبیث رُوح زمین سے آسمانوں کی طرف آ رہی ہے۔ اس پر اس کیلئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھلتے' پھر جسم کو قبر میں ڈال کر قبر کو تنگ

کر دیا جاتا ہے اور بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح قبر میں سانپ بھر دیئے جاتے ہیں جو اس کے گوشت کو ہڈیوں سے چھڑا کر کھاتے رہتے ہیں۔ پھر گرز اُٹھائے دو فرشتے آتے ہیں جو دیکھتے نہیں' نہ اُس پر رحم کھاتے ہیں' جو سنتے نہیں کہ اُس کی دردناک آوازیں سن کر رحم کھائیں۔ وہ گرزوں سے اُس کو مارتے ہیں۔ پھر جہنم کا ایک دروازہ قبر تک کھل جاتا ہے تا کہ وہ اپنے جہنم کے قیام کی جگہ کو صبح و شام دیکھ سکے۔ جہنم کے عذاب کی سختی دیکھ کر وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا کہ مجھے اسی قبر میں رہنے دے تا کہ میں اس عذاب شدید کو نہ چکھوں اور عذاب قبر جاری رہتا ہے۔

☆ ابو نعیم نے حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مسلسل گناہ کرتا ہے۔ اس نے ۹۹ آدمی قتل کر دیئے اور سب ناحق قتل کئے تھے۔ وہ ایک عبادت گاہ میں پہنچا تا کہ معلوم کرے کہ اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔ راہب نے سنا تو اُس نے کہا کہ توبہ قبول نہ ہوگی۔ اُس نے راہب کو بھی مار ڈالا۔ پھر دُوسرے راہب کے پاس گیا۔ اُس سے بھی یہی سوال کیا اور اس نے بھی کہا کہ توبہ قبول نہ ہوگی۔ اس پر دوسرے راہب کو بھی مار ڈالا۔ پھر اس کے بعد تیسرے راہب کے پاس گیا اور اس سے بھی وہی سوال کیا۔ اس نے جواب دیا کہ اگر یہ کہوں کہ توبہ کرنے والے کی توبہ خدا قبول نہیں کرتا تو میں جھوٹا ہوں گا۔ اس نے اس آدمی کو ایک عبادت گاہ کا پتہ بتایا جس میں خدا کے بندے عبادت گزار رہتے تھے۔ کہا کہ وہاں جا کر ان کے ساتھ خدا کی عبادت کرو' توبہ قبول ہو جائے گی۔ یہ شخص توبہ کی غرض سے اس عبادت گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ راستہ میں سفر ہی کر رہا تھا کہ اُس کی موت واقع ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے

عذاب اور رحمت کے فرشتے اس کے پاس بھیج دیئے وہ آئے اور دونوں آپس میں اختلاف کرنے لگے۔اس پر ایک فرشتہ کو منصف بنا کر اُن کے پاس بھیجا گیا۔

اُس نے کہا کہ اگر گنہگار کی بستی جدھر سے آیا ہے قریب ہے تو اس کو عذاب کے فرشتے لے جائیں اور اگر نیک بندوں کی بستی قریب پائی گئی جدھر وہ جا رہا تھا تو رحمت کے فرشتے اس کو لے جاویں۔اب زمین کو ناپا گیا تو نیکوں کی بستی قریب پائی گئی۔صرف انگلی کے ایک پورے کے برابر فرق تھا' اس کی مغفرت ہو گئی۔اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا نے بُرے لوگوں کی بستی کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور نیک لوگوں کی بستی کو حکم دیا کہ قریب ہو جائے۔صحیحین میں یہ روایت ہے کہ اُس آدمی نے ۹۹ آدمی قتل کئے تھے اور پھر راہب کو قتل کر کے ۱۰۰ پورے کئے پھر بعد والے راہب کا اُمید افزاء جواب پا کر اولیاء اللہ کی بستی کو روانہ ہوا کہ راستہ میں موت آ گئی۔اس نے اپنا منہ اولیاء اللہ کی طرف بڑھایا اور مر گیا۔زمین ناپی گئی جتنا منہ بڑھایا تھا اتنا ہی قریب نکلا۔

معلوم ہوا کہ عالم عابد' بے علم عابد سے افضل ہے۔خدا کی رحمتیں نیک بندوں کی بستی پر ہوتی ہیں۔دُعا کیلئے کہ قبولیت ہو نیک لوگوں کی طرف سفر کر کے جانا باعث نجات ہے۔اگر بستی میں پہنچنا میسر نہ ہو سکے اُدھر منہ کر لیا جائے تو مغفرت ہو جاتی ہے اور نیک بندوں کی خاطر زمین کا فاصلہ بڑھایا بھی جاتا ہے اور کم بھی کیا جاتا ہے تاکہ نیک بندوں کی بستی قریب ہو اور بروں کی بستی دور ہو۔

❁ ابن عساکر نے ابن ماجشون سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ

میرے باپ ماجشون کا انتقال ہو گیا تو ہم نے ان کو تخت پر نہلانے کیلئے رکھا' جب غسل دینے داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ اُن کی ایک رگ حرکت کر رہی ہے جوان کے قدم کے نچلے حصہ کی تھی' تو ہم نے اُن کو دفن نہ کیا۔ تین دن کے بعد وہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا کہ ستو لاؤ' ہم نے ستو پیش کئے اور انہوں نے ستو پی لئے۔ ہم نے کہا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا' اس کی خبر ہمیں بھی دو۔ اُنہوں نے کہا کہ میری روح کو ایک فرشتہ لے کر آسمانِ دُنیا میں پہنچا۔ اُس نے دروازہ کھلوایا' دروازہ کھلا' اس طرح وہ ساتویں آسمان پر لے گئے۔ جب آسمان پر پہنچے تو فرشتے سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے' فرشتے نے کہا: ماجشون۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ابھی تو اس کا وقت نہیں ہوا' ابھی اس کی عمر اتنی باقی ہے۔ پھر میں نیچے آیا تو حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دائیں بائیں پایا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ان کے سامنے پایا۔ میں نے اپنے ساتھ والے فرشتے سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ ہم ان کو پہچانتے نہیں؟ میں نے کہا کہ اپنے علم کو پختہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ عمر بن عبدالعزیز ہیں' میں نے کہا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ سے بہت قریب ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ کیوں نہ ہوں' انہوں نے ظلم اور جور کے زمانہ میں حق وانصاف پر عمل کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حق کے زمانہ میں حق پر عمل کیا۔

❁ ابن ابی شیبہ نے ربعی بن فراش سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب میں گھر پہنچا تو مجھے اطلاع ملی کہ میرا بھائی مر گیا ہے۔ میں دوڑ کر قریب ہوا تو دیکھا کہ اسے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا ہے۔ میں اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ استغفار

پڑھتا رہا کہ اس نے اچانک کپڑا اُٹھا کر کہا: السلام علیکم۔ ہم نے وعلیکم السلام سبحان اللہ کہا۔ اس نے یہ سنا تو کہا: سبحان اللہ! میں تم سے جدا ہو کر خدا کی بارگاہ میں پہنچا، وہاں میں نے اپنے رب سے ملاقات کی۔ وہ مجھ پر راضی تھا، اس نے مجھے بریر سندسی اور استبرق کے لباس پہنائے۔ میں نے اپنا معاملہ اس سے آسان بتایا جتنا تم سمجھتے تھے۔ اب دیر نہ کرو کہ میں نے خدائے تعالیٰ سے اجازت لی تھی کہ تم کو بشارت سنا آؤں۔ جلدی کرو اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے چلو، کیونکہ اُنہوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا۔

بزار اور طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے کہ وہ حضرت سلمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک قریب المرگ انصاری کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا محسوس کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ اچھائی۔ پھر کہا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ہیں، ایک سیاہ اور دوسرا سفید۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ قریب کون ہے؟ اس نے کہا کہ سیاہ قریب ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ خیر کم ہے اور شر زیادہ ہے۔ اس انصاری نے درخواست کی کہ حضور دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے دعا مانگی: اے اللہ! اس کے کثیر گناہوں کو معاف فرمادے اور کم نیکیوں کو مکمل فرمادے۔ پھر پوچھا کہ اب کیا دیکھتے ہو؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھلائی کو بڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں اور بُرائی کو ختم ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

اب سیاہ فرشتہ دُور ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا کون سا عمل اُمید افزاء ہے؟ عرض کی کہ میں پانی پلاتا تھا ... کو جو تکلیف ہو رہی ہے،

میں اسے جانتا ہوں' اس کی کوئی رگ ایسی نہیں جو موت کا درد محسوس نہ کرتی ہے۔

❁ ابن حاتم نے زبیر بن محمد سے روایت کی ہے کہ ملک الموت زمین و آسمان کے درمیان ایک سیڑھی پر بیٹھے ہیں' ان کے کچھ کارندے فرشتے ہیں' جب جان گلے میں ہوتی ہے تو وہ ملک الموت کی سیڑھی کو دیکھتا ہے اور ملک الموت اپنی سیڑھی پر اسکو دیکھتا ہے اور یہ مردے کا آخری وقت ہوتا ہے۔

❁ ابن ابی الدنیا نے حارث غنوی سے روایت کی ہے کہ ربیع بن خراش نے قسم کھائی کہ ہنستے وقت اس کے دانت انہیں اس وقت تک نظر نہ آئیں گے جب تک ان کو آخرت میں اپنا ٹھکانا معلوم نہ ہو جائے۔ پھر وہ مرنے کے بعد ہنسے' ان کے بھائی ربعی نے ان کے بعد قسم کھائی کہ وہ اس وقت تک ہنسیں گے جب تک ان کو پتہ نہ چل جائے کہ وہ جنت میں جائیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ ان کو غسل دینے والے نے مجھ کو بتایا کہ جب تک ہم ان کو غسل دیتے رہے وہ ہنستے رہے۔

❁ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ہم ایک مریض کے پاس گئے' بیٹھے تھے کہ وہ اچانک ٹھنڈا ہو گیا اور مر گیا۔ ہم نے اس کو کپڑوں میں لپیٹ دیا اور کفن دفن کا سامان منگوانے کیلئے آدمی بھیج دیا۔ جب اسے غسل دینے لگے اس میں حرکت آ گئی۔ ہم نے کہا سبحان اللہ' ہم تو یہی سمجھے تھے کہ تو مر گیا ہے۔ اس نے کہا: ہاں میں مر گیا تھا اور مجھے قبر میں پہنچا دیا گیا' ایک خوبصورت اور خوشبو والا آدمی آیا' مجھے قبر میں رکھ کر اس نے پھر کاغذ سے ڈھک دیا۔ اتنے میں ایک بدبودار سیاہ عورت آئی اور اس نے اس بزرگ انسان کے سامنے میرے گناہ گنانے شروع کئے کہ اس نے ایسا کیا' ایسا کیا' یہ سن کر مجھے شرم محسوس ہوئی اور میں نے اس

نیک آدمی سے کہا کہ آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے اور اس کو تنہا چھوڑ دیں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

پھر اس نے کہا چلو میں تمہارا مقدمہ لڑوں گا۔ وہ مجھ کو ایک فراخ مکان میں لے گیا اور اس کے ایک طرف آبشار تھا' دوسری طرف کونے میں مسجد تھی' جہاں کھڑے ہوئے ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے سورہ نحل پڑھی' اس میں تشابہ ہوا تو میں نے لقمہ دیا۔ وہ فوراً میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ آپ کو یہ سورت یاد ہے۔ میں نے کہا ہاں' اس نے کہا یہ تو نعمتوں والی سورت ہے اور پھر اپنے پاس پڑا گتا اُٹھا کر اور صحیفہ نکال کر اسے دیکھنے لگے۔ اتنے میں کالی عورت بھاگ کر آئی اور کہنے لگی کہ میں نے ایسا کیا ویسا کیا مگر اچھے چہرے والے آدمی نے میری نیکیاں شمار کرنی شروع کر دیں' جس پر نماز پڑھنے والے آدمی نے کہا کہ ہے تو یہ شخص ظالم لیکن اللہ نے اس کو معاف کر دیا' اس کی موت کا وقت ابھی نہیں' اس کی موت دوشنبہ کے دن ہو گی۔ یہ کہہ کر اس شخص نے کہا کہ اگر میں پیر کے روز مر جاؤں تو سمجھ لینا کہ بات سچی ہے ورنہ سمجھ لینا کہ یہ ذہنی بات' ہذیان تھا جب پیر کا دن آیا' سارا دن ٹھیک ٹھاک رہا مگر جوں ہی دن ختم ہونے کو آیا وہ اچانک مر گیا۔

❁ ابوالقاسم نے کتاب ''الاحوال'' میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ جب مومن کی روح مائل پرواز ہوتی ہے تو ملک الموت آ کر کہتے ہیں۔ السلام علیک یا ولی اللہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے۔ اس آیت سے اس کا استدلال کیا گیا جس میں ارشاد ہے:

اَلَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَیۡكُمُ

(پارہ ۱۴، سورہ النحل، آیت ۳۲)

مروزی نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مومن کی جان ایک پھول میں نکلتی ہے' پھر یہ آیت پڑھی:

فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِیۡمٍ

(پارہ ۲۷، سورہ الواقعہ، آیت ۸۸، ۸۹)

☆ حافظ ابو محمد خلال نے کتاب ''کرامات الاولیاء'' میں حسن بن صالح ساجی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی علی بن صالح نے اپنی وفات کی رات کو کہا۔ اے بھائی! مجھے پانی پلاؤ' میں نماز میں مصروف تھا۔ نماز پڑھ کر میں نے پانی دیا اور کہا کہ پی لو۔ انہوں نے کہا کہ ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پانی پلایا ہے اور کہا ہے کہ تم' تمہارا بھائی اور تمہاری ماں اُن حضرات سے ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۶۹) یہ کہا اور وفات پا گئے۔

۱۰۔ ملک الموت اور ان کے مددگار فرشتے:

☆ ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو عرش اٹھانے والے فرشتہ کو بھیجا کہ زمین سے کچھ مٹی اُٹھا کر لائے۔ جب فرشتہ مٹی اٹھانے کو آیا تو زمین نے فرشتہ کو کہا کہ میں تجھے اس ذات کی قسم دیتی ہوں' جس نے تجھے میرے پاس

بھیجا ہے کہ میری مٹی نہ لے جاؤ کہ کل اسے آگ میں چلنا پڑے۔ جب فرشتہ خدا کی بارگاہ میں پہنچا۔ اس سے پوچھا گیا کہ مٹی کیوں نہ لائے تو فرشتے نے جواب میں عرض کی کہ مولا جب زمین نے تیری عظمت کا واسطہ دیا تو میں نے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد دوسرے فرشتے کو خدا نے بھیجا۔ اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوا۔ حتیٰ کہ آخر میں ملک الموت کو بھیجا۔ زمین نے اسے بھی خدا کی عظمت کی قسم اور واسطہ دیا تو ملک الموت نے کہا کہ جس نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے وہ تجھ سے زیادہ اطاعت وفرماں برداری کے لائق ہے' اس کے حکم کے سامنے تیری بات نہیں مانی جا سکتی۔ چنانچہ زمین کے مختلف حصوں سے تھوڑی مٹی لے کر ملک الموت خدا کے دربار میں پہنچ گئے۔ پھر اس مٹی کو جنت کے پانی سے گوندھا گیا تو وہ کیچڑ بن گئی اور اُس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی اور اس کا ڈھانچہ تیار کیا۔ یہ روایت ابن اسحاق وابن عساکر سے بھی اسی طرح ہے۔

❁ طبرانی نے کبیر میں ابونعیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک میت کے پاس دیکھا کہ حضور اس وقت ملک الموت کو خطاب فرمارہے تھے کہ اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کرو کیونکہ وہ مومن ہے۔ اس پر ملک الموت نے جواب دیا کہ حضور آپ کا دل خوش اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں' میں ہر مومن پر نرمی کرتا ہوں۔ میں جب روح قبض کرتا ہوں اس وقت چیخنے والے چیختے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ بخدا میں کسی پر ظلم نہیں کرتا کہ اس کو وقت سے پہلے موت نہیں دیتا' نہ موت دے کر گناہ کیا ہے' میں خدا کے فرمان کا پابند ہوں' تم اس کے کئے پر راضی ہو تو مستحق اجر ہو گے ورنہ لائق عذاب اور نہیں تو بار بار تمہارے

پاس آنا ہوتا ہے' خواہ تم کچے مکانوں میں رہو یا خیموں میں' پہاڑی علاقہ میں رہو یا ہموار زمین پر' ہر رات اور دن سب کے چہرے ایک ایک کر کے دیکھتا ہوں' ایک ایک کو پہچانتا ہوں' میں بغیر اذن الٰہی کسی کی روح قبض نہیں کر سکتا۔ جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ ملک الموت پنجگانہ نمازوں کے اوقات میں سب چہروں کو دیکھتے ہیں۔ اگر کسی ایک شخص نمازی کی موت قریب ہو تو شیطان کو اس سے دور کرتے ہیں اور اس کو کلمہ طیبہ کی تعلیم دیتے ہیں۔

❁ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز اپنے گھر پر تشریف فرما تھے کہ اچانک گھر میں ایک خوبصورت شخص داخل ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! تجھے گھر میں کس نے داخل کیا۔ اس نے جواب دیا کہ گھر والے نے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک صاحب خانہ کو اختیار ہے' بتاؤ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں ملک الموت ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری چند نشانیاں بتائی گئی ہیں مگر ان میں سے ایک بھی نہیں۔ اس پر ملک الموت نے پیٹھ پھیر لی۔ اب جو دیکھا تو جسم پر آنکھیں ہی آنکھیں تھیں اور جسم کا ہر بال نوک دار تیر کی طرح کھڑا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر نعوذ باللہ پڑھا اور کہا کہ اپنی پہلی صورت' شکل پر آئیں۔ ملک الموت نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو وفات دیتا ہے اس کی ملاقات کو وہ بہتر جانتا ہے تو ملک الموت کو اسی شکل میں جانے کا حکم دیتا ہے۔ برے لوگوں کی روح کو قبض کرنے پر جو مقرر ہے وہ اس کے عذاب کیلئے ہے۔

❁ حضرت ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایت میں بیان ہے کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ اے ملک الموت! آپ مجھے وہ صورت دکھائیں جس میں آپ کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ یہ آپ کی طاقت سے باہر ہے۔ مگر جب اصرار کیا تو وہ صورت دکھانی شروع کی۔ کہا کہ آپ منہ موڑ لیں۔ اب جو دیکھا کہ ایک سیاہ شخص ہے جس کے سر میں سے شعلے آگ کے نکل رہے ہیں۔ اس کے جسم سے بال کی بجائے منہ میں آگ لئے ہوئے تیر نکل رہے ہیں۔ کانوں سے بھی آگ نکل رہی ہے۔ یہ حالت دیکھی تو غشی طاری ہوگئی۔ اب جو دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔ آپ نے ملک الموت سے کہا کہ کافر تمہاری شکل ہی دیکھ لے تو برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اب بتایئے کہ مومن کی روح کس قالب میں آ کر نکالتے ہو۔ فرشتے نے کہا: ذرا منہ پھیریئے۔ منہ پھیرا تو ایک نہایت حسین نوجوان تھے جس کا جسم خوشبو سے مہک رہا تھا' کپڑے سفید تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مومن کو آپ کے دیدار کی دولت ہی کافی ہے۔

❁ ابن ابی الدنیا نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ ملک الموت بیٹھے ہوئے ہیں۔ دنیا ان کے دونوں گھٹنوں کے سامنے ہے۔ لوحِ محفوظ جس میں عمریں ہیں وہ بھی ان کے سامنے ہیں۔ کچھ فرشتے ان کی خدمت میں ہمہ تن کھڑے ہیں۔ جوں ہی کسی کی موت کا وقت آتا ہے وہ فرشتے کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

❁ ابن ابی شیبہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں آئے۔ ان کے پاس بیٹھے ہوئے دو ساتھیوں میں سے ایک کی طرف گھور کر دیکھنے لگے۔ جب ملک الموت چلے گئے تو

اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے۔آپ نے بتایا کہ وہ ملک الموت تھے۔اس نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت سلمان علیہ السلام نے کہا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے۔اس آدمی نے کہا کہ آپ ہواؤں کو حکم دیں کہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچادیں۔ چنانچہ حکم ملنے پر ہوائیں اس کو ہند کی زمین پر چھوڑ آئیں۔ ملک الموت جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پھر آئے تو ان سے پوچھا کہ میرے ساتھی کو کیوں گھور کر دیکھتے تھے۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ میں تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس کی روح ہند میں قبض کروں مگر وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ہند کیسے پہنچے گا۔ چنانچہ جہاں کا حکم تھا وہ پہنچ گیا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک فرشتے نے اجازت طلب کی کہ وہ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس جائے۔ چنانچہ وہ ان کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ اس سے حضرت ادریس علیہ السلام نے پوچھا کہ ملک الموت کے ساتھ آپ کا تعلق ہے؟ فرشتے نے کہا کہ میرے بھائی ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے پوچھا کہ اس سے مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو۔ فرشتے نے ملک الموت سے کہا کہ آپ سے بات کرنا ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں مگر اس وقت ان کی زندگی کا آدھا لمحہ باقی ہے'۔ زندوں سے ان کا نام مٹ چکا ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کا وصال فرشتے کے بازوؤں پر ہی ہو گیا۔

احمد' بزار اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ملک الموت پہلے لوگوں کے پاس کھلم کھلا آتے تھے اور اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے جب پوچھا کہ آپ کون ہیں تو ملک الموت نے بتایا کہ وہ ملک الموت ہیں' جان لینے آئے ہیں۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام جلال میں آ گئے۔ ایک ایسا تھپڑ ان کے منہ پر مارا کہ ان کی آنکھ کا ڈیلا نکل گیا۔ وہ خدا کی بارگاہ میں پہنچے اور شکایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھ پھوڑ ڈالی ہے۔ وہ آپ کے مکرم بندے تھے اس لئے میں نے سختی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ درست کر دی اور حکم دیا کہ میرے بندے کے پاس پھر جاؤ اور کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل پر رکھ دیں' جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے عوض ایک سال کے حساب سے عمر میں توسیع کر دی جائے گی۔ ملک الموت نے یہ پیغام دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟ تو جواب میں ملک الموت نے کہا کہ اس کے بعد موت ہوگی۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ابھی روح قبض کر لو۔ چنانچہ ملک الموت نے سونگھا تو ان کی موت واقع ہو گئی۔ اس روز سے ملک الموت چھپ کر آتے ہیں اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ نبی (علیہ السلام) کا احترام بھی واجب ہے کہ ملک الموت ان سے اعلیٰ نہیں' یہ سبق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیا۔

ابوحذیفہ اسحاق نے کتاب الشدائد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں خدا کا خلیل ہوں۔ کیا خلیل اور دوست کی بھی جان نکالی جاتی ہے۔ تب ملک الموت نے خدا سے عرض کیا کہ اے اللہ عزوجل! تیرے بندے حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو موت سے بہت ڈر لگتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ دوستوں سے ملے ہوئے زیادہ عرصہ گزر جائے تو ملاقات کا شوق ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ سے ملاقات کا مشتاق ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی تو بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ مولیٰ میں بھی تیری ملاقات کا مشتاق ہوں' اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک پھول ان کے لئے بھیجا' جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھول سونگھا تو روح قبض ہو گئی۔

❁ طبرانی نے حضرت حسین سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے' مزاج پرسی کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں بے چین ہوں۔ اتنے میں ملک الموت تشریف لے آئے' حاضری کی اجازت چاہی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ ملک الموت حاضری کی آپ سے اجازت چاہتے ہیں۔ انہوں نے کسی سے اجازت نہ چاہی اور آپ کے بعد بھی اجازت نہیں چاہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔ وہ حاضر ہوئے اور سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ فرمائیں گے تو روح قبض کروں گا اور نہ چاہیں گے تو قبض نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا "اے ملک الموت! تم حکم الٰہی بجا لاؤ" تو اس پر انہوں نے روح قبض کر لی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللھم الرفیق الاعلی تو رفیق اعلیٰ سے وصال ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی وصال قبول فرمایا۔

❁ ابوالشیخ اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کی روحیں تسبیح میں ہیں' جب ان کی

تسبیح ختم ہو جاتی ہے تو ان کو موت آ جاتی ہے۔ ان کی موت ملک الموت کے قبضہ میں نہیں۔ جو یبر نے اپنی تفسیر میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ ملک الموت انسانوں کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ ایک فرشتہ جنات کی اور ایک شیاطین کی اور ایک پرندوں، چوپایوں، درندوں اور مچھلیوں کی اور فرشتے خود بھی صعقہ اولیٰ میں مر جائیں گے، اور ملک الموت ان کی روحیں قبض کرنے کے بعد مر جائیں گے، اور جو راہِ خدا میں سمندر کا سفر کرتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں، خدا ان کی ارواح خود قبض کرتا ہے کہ انہوں نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بہت ہی باغیرت تھے۔ جب گھر سے نکلتے تو دروازوں پر تالے لگاتے تا کہ کوئی شخص گھر میں نہ جائے۔ ایک دن وہ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص گھر کے اندر کھڑا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب ملا، جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا۔ میرے لئے کوئی حجاب اور پردہ نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ تم ملک الموت معلوم ہوتے ہو، میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ انہوں نے کمبل اوڑھا تو آپ کی روح قبض ہو گئی۔

۱۱۔ مردے کی روح نکلتی ہے تو دوسرے سے ملتی ہے اور آپس میں گفتگو کرتی ہے:

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دو مومن دوست تھے اور دو کافر دوست۔ مومن دوستوں میں سے ایک مر گیا تو جنت کی

بشارت دی گئی۔ اسے اپنے دوست کی یاد آئی تو خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے اللہ! میرا فلاں دوست مجھ کو تیرے رسولوں کی اطاعت کا حکم دیتا تھا۔ نیکی کی ترغیب دلاتا' برائی سے روکتا تھا اور کہتا تھا کہ خدا سے ضرور ملے گا۔ میرے مولا! اب اس کو میرے بعد گمراہ نہ کرنا۔ حتیٰ کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے اور اس کے ساتھ اسی طرح راضی ہونا جس طرح تو اب مجھ پر ہوا ہے۔ آخر جب دوسرا مرتا ہے تو دونوں ملتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی تعریف کرو۔ چنانچہ دونوں آپس میں اچھے مصاحب اور بھائی کی حیثیت میں تعریف کرتے ہیں۔ مگر جب کافر دوستوں میں سے کوئی مرتا ہے اور اس کو جہنم کا ٹھکانا بتایا جاتا ہے تو وہ اپنے دوست کے بارے میں کہتا ہے۔ اے اللہ! وہ مجھے تیری اور تیرے رسولوں کی نافرمانی کرنے اور بُرائی کی ترغیب دیتا تھا' بھلائی سے روکتا تھا' کہتا تھا کہ خدا سے کبھی نہیں ملنا۔ مولا اس کو میرے بعد ہدایت نہ دینا۔ حتیٰ کہ وہ مجھ سے آ کر ملے۔ تو اس پر بھی اسی طرح ناراض رہنا جس طرح تو مجھ سے ہے۔ جب دوسرا مرتا ہے' دونوں آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو برا ساتھی اور برا بھائی بیان کرتے ہیں۔

❁ ابو نعیم نے لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص شام والوں میں سے شہید ہو گیا تو وہ ہر جمعہ کی رات کو خواب میں اپنے باپ کے پاس آتا اور گفتگو کرتا مگر ایک جمعہ کی رات کو نہ آیا پھر دوسرے جمعہ کی رات کو آیا' باپ نے اس سے شکایت کی کہ کیوں نہ آیا۔ اس نے بتایا کہ تمام شہداء کو حکم تھا کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے جنازے میں شرکت کریں جو اس وقت فوت ہوئے تھے اور ہر واقعہ ٹھیک تھا۔

۱۲۔ میت اپنے غسل دینے والے اور تجہیز و تکفین کرنے والے کی باتوں کو سنتی ہے' ان کو پہچانتی ہے۔

ابو نعیم نے عمر بن دینار سے روایت کی ہے کہ جو بھی مرتا ہے اس کی روح ایک فرشتے کے قبضہ میں رہتی ہے' جو اس کے جسم کی طرف دیکھتا ہے کہ کیسے غسل دیا جا رہا ہے' کیسے اس کو لے جایا جا رہا ہے' وہ فرشتہ اس شخص سے کہتا ہے کہ لوگوں سے تعریف اپنے بارے میں سن۔

ابوالشیخ نے (مرسل) عبید بن مرزوق سے روایت کی ہے کہ مدینہ میں ایک عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی' وہ مر گئی اور اس کی خبر حضور ﷺ کو نہ دی گئی۔ مگر ایک روز اس کی قبر سے حضور ﷺ کا گزر ہوا تو پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ تو صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اُم محجن کی قبر ہے جو مسجد کی صفائی کا کام کرتی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صف باندھو' پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی' پھر حضور نبی کریم ﷺ نے عورت کو مخاطب کیا' کہا کہ کون سا عمل اچھا پایا؟ صحابہ نے عرض کیا: کیا یہ عورت سنتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم سے زیادہ سنتی ہے۔ پھر عورت نے جواب دیا کہ مسجد کی صفائی اچھا عمل پایا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ''القبور'' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میت کو اس کے تخت پر رکھ کر تین قدم پیچھے انسان ہوتا ہے وہ بات کرتی ہے' جن وانس کے علاوہ سب اس کے کلام کو سنتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میرے بھائیو! میری نعش کو اٹھانے والو! تم کو دھوکا میں نہ

ڈالے جیسے مجھے ڈالا۔ زمانہ تم سے کھیل نہ کرے جیسے مجھ سے کیا۔ جو میرے پاس تھا وارثوں کیلئے چھوڑ دیا۔ قرض خواہ قیامت کے روز مجھ سے جھگڑا کرے گا اور حساب کرے گا۔ تم مجھ کو چھوڑ کر جا رہے ہو۔

❁ احمد نے زہد میں اُم الدرداء سے روایت کی ہے' کہتے ہیں کہ میں نے ایک مردہ کو غسل دیا۔ میں غسل دے رہا تھا کہ اچانک اس نے آنکھیں کھولیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے ابو محمد! اس دن کیلئے اچھی تیاری کر لو۔

۱۳۔ مومن کی موت پر آسمان وزمین کا رونا:

❁ ترمذی' ابو نعیم' ابو یعلیٰ اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان کے دو دروازے ہیں۔ ایک در سے عمل چڑھتے ہیں' دوسرے سے اس کا رزق آتا ہے۔ جب مومن مرتا ہے تو دونوں دروازے روتے ہیں اس لئے کہ یہ بند ہو جاتے ہیں۔

❁ ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا کسی پر آسمان وزمین روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر انسان کے دو دروازے ہیں' ایک وہ جس سے اس کا عمل جاتا ہے۔ دوسرا وہ جس سے اس کا رزق آتا ہے' جب مومن مرتا ہے تو یہ دونوں اس کیلئے روتے ہیں کیونکہ یہ دونوں بند ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے وہ زمین جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور خدا کا ذکر کرتا تھا' روتی ہے' مگر کافر اور فرعون کی قوم کیلئے نہ اچھا نشان تھا' نہ اچھے عمل جو آسمان پر جاتے' پس اس کے مرنے پر نہ آسمان رویا' نہ زمین اور یہی معنی خدا کے فرمان

فَمَا بَکَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (پارہ ۲۵، سورہ الدخان، آیت ۲۹) کے ہیں۔

۱۴۔ انسان کا اسی زمین میں دفن ہونا جس سے وہ پیدا ہوا:

حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک فرشتہ رحم پر مقرر ہے۔ وہ نطفہ کو رحم سے لے کر کہتا ہے کہ اے رب! اس کو پیدا کرے گا یا نہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا ہوگا تو پوچھتا ہے کہ اس کا رزق کیا ہے، موت کا وقت کیا ہے، عمل کیا ہے؟ اس پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوح محفوظ میں دیکھو، تب وہ لوح محفوظ میں دیکھتا ہے تو سارے حالات لوح محفوظ میں لکھے دیکھتا ہے۔ اس کے بعد وہ اس کے دفن کی جگہ کی مٹی لے کر اس میں گوندھتا ہے۔ نطفہ کا اس مٹی میں گوندھا جانا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (پارہ ۱۶، سورہ طٰہٰ، آیت ۵۵) کی دلیل ہے۔ اگر جواب ملتا ہے کہ پیدا ہونے والا نہیں تو رحم اسے پھینک دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک فرشتہ رحم پر مقرر ہے۔ جب نطفہ رحم میں ٹھہرتا ہے تو فرشتہ اسے اپنے ہاتھ میں لے کر پوچھتا ہے کہ اے اللہ! یہ پیدا ہونے والا ہے یا نہیں؟ اگر جواب ملتا ہے کہ پیدا ہونے والا نہیں تو رحم اُسے پھینک دیتا ہے۔ اگر جواب ملتا ہے کہ پیدا ہونے والا ہے تو پھر فرشتہ پوچھتا ہے اے اللہ! یہ مرد ہے یا عورت، بد بخت ہے یا نیک بخت، اس کی موت کا وقت کیا ہے، اثر کیا ہے، رزق کیا ہے، کس زمین میں مرے گا تو جواب ملتا ہے کہ سب کچھ لوح محفوظ میں سے دیکھو۔ پھر نطفہ سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا

ہے اللہ، پھر پوچھا جاتا ہے تیرا رازق کون ہے تو کہتا ہے، اللہ تو اسے پیدا کر دیا جاتا ہے۔ اپنے نشانات قدم بناتا ہے، جب موت آتی ہے تو مرنے کے بعد اسی جگہ دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا تھا۔

ابن ابی الدنیا نے ''قبور'' میں عبداللہ بن نافع مزنی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مدینہ میں مر گیا۔ اسے ایک شخص نے دیکھا کہ وہ جہنمی ہے تو اس پر اسے غم ہوا۔ اس کے آٹھ روز بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ اہل جنت سے ہے تو اس پر اس کے مرنے والے سے معاملہ دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے قرب میں ایک آدمی دفن کیا گیا ہے جس نے چالیس آدمیوں کیلئے شفاعت کی اور ان میں وہ بھی شامل تھا۔

ابن نجار نے تاریخ بغداد میں محمد بن عبداللہ اسدی سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد علی کے خاندان میں سے ایک فرد کے جنازے میں شریک ہوا، وہ لوگوں کو جلدی کرنے کو کہہ رہے تھے کہ شام سے ہم کو آرام دلاؤ۔ جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے دادا نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

۱۵۔ دفن کرنے اور تلقین کے وقت کیا کہنا چاہیئے۔

بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب جنازہ قبر پر پہنچ جائے اور لوگ بیٹھ جائیں تو تم نہ بیٹھو بلکہ اس قبر کے کنارے پر کھڑے ہو جاؤ۔
جب مُردے کو قبر میں اُتارا جائے تو پڑھو:

بسم الله و علی ملة رسول الله ' اللهم عبدك نزل بك وانت خير منزول به خلف الدنيا خلف ظهره ماجعل ما قدم عليه خيرا فما خلف فانك قلت ما عند الله خير الابرار۔

کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر۔ اے اللہ! تیرا بندہ تیرے پاس آتا ہے اور تو سب سے بہتر میزبان ہے۔ دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہے تو جس کی طرف وہ آیا ہے اسے اس کیلئے بہتر بنا۔ کیونکہ تو نے فرمایا ہے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکو کاروں کیلئے اچھا ہے۔

❁ طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن علاء سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے وصیت کی کہ اے میرے بیٹے! جب تم مجھے قبر میں رکھو تو یہ کہنا:

بسم الله و علی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

پھر مجھ پر مٹی ڈالنا' پھر میرے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۱ تا ۵) تک اور آمَنَ الرَّسُوْلُ تا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۸۵، ۲۸۶) تک کہ یہی خدا کے رسول کا فرمان ہے۔

❁ ابن ماجہ اور بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں حضرت ابن مسیب سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی لڑکی کے جنازہ میں شریک ہوا۔ انہوں نے اس کو قبر میں اتارتے وقت پڑھا:

بسم الله و فی سبیل الله

(اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کی راہ میں)

اور جب مٹی برابر کی گئی تو کہا:

اللھم اجرھا من الشیطان وعذاب القبر

(اے اللہ تعالیٰ! اس کو شیطان اور عذاب قبر سے محفوظ فرما)

جب سب کام پورا ہو چکا تو ایک طرف کھڑے ہو گئے اور کہا: اے اللہ! اس کے دونوں پہلوؤں سے زمین کو دور کر دے اور اس کی روح کو اُوپر بلا لے اور اپنی رضامندی اسے عطا کر۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا۔

❁ طبرانی نے کبیر میں اور ابن مندہ نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اس پر مٹی ڈالو۔ جب مٹی ڈال چکو تو کوئی آدمی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر پکارے' اے فلاں بن فلانیہ' اس کی یہ آواز میت سنے گی مگر جواب نہ دے گی۔ پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے تو وہ اُٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے تو کہے گا: خدا تجھ پر رحم کرے' مجھے ہدایت کی بات بتا' لیکن تم اس کی یہ بات نہ سن سکو گے مگر باہر والے کو کہنا کہ وہی کلمہ طیبہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے یعنی باہر والا پڑھے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

یعنی کلمہ شہادت پڑھے' پھر کہے کہ میں نے خدا کو اپنا رب اور محمد ﷺ کو اپنا نبی اور اسلام کو اپنا دین اور قرآن کو امام مان لیا ہے۔ ایسا کہنے کے بعد منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس ہم کیا کریں گے جس کو اس کی حجت بتا دی گئی ہے' اللہ ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ کسی صحابی نے حضور نبی

کریم ﷺ سے پوچھا کہ اس میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو پھر کیا کہیں؟ تو فرمایا پھر کہے: ابن حوا

❁ سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے کہا کہ جب میت کی قبر بن چکے تو اس وقت یہ پڑھنا مستحب ہے۔ یا فلان قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ تین مرتبہ کہے پھر کہے یا فلان قُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَ نَبِیُّ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۱۶۔ قبر ہر ایک کو دباتی ہے:

❁ ابن ابی الدنیا نے محمد تیمی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قبر کے دبانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اسی مٹی سے پیدا ہوئے اور اب عرصہ دراز غائب رہنے کے بعد اس سے ملے ہیں تو قبر خدا کے فرمانبردار کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں چھٹے ہوئے بچے کو دباتی ہے اور یہ دبانا بطور محبت کے ہوتا ہے مگر نافرمان کا دبانا سختی کیلئے بطور ناراضگی کے ہوتا ہے۔

❁ ابو نعیم نے ''حلیہ'' میں عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مرض الموت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سورۂ اخلاص پڑھ لی وہ قبر کے دبانے سے محفوظ رہا۔ ملائکہ اس کو پروں پر اُٹھا کر پل صراط سے پار لگائیں گے۔

۱۷۔ قبر کا مُردے سے خطاب:

ابن مندہ نے ''کتاب الارواح'' میں بسند مجاہد رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو

ایک فرشتہ اچھی صورت میں خوشبودار مہک کے ساتھ آتا ہے۔ وہ رُوح قبض کرنے کے بعد بیٹھ جاتا ہے' اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں' وہ جنت کی خوشبو اور کفن لاتے ہیں اور اس سے دور بیٹھ جاتے ہیں۔ جب ملک الموت رُوح نکالتا ہے تو دونوں فرشتے اس سے لیتے ہیں۔ جنت کی خوشبو لگا کر کفن میں رکھ کر جنت کی طرف لے جاتے ہیں۔ آسمان کے دروازے اس کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمان کے فرشتے اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ وہ اس کا اچھا نام لے کر پوچھتے ہیں کہ کس کی رُوح ہے' اور ان کو بتایا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں کی روح ہے۔ وہ جس آسمان پر پہنچتا ہے' اس کی عزت افزائی ہوتی ہے۔ مقربین فرشتے ساتھ ہو کر عرشِ الٰہی کے نیچے اس کو رکھ دیتے ہیں۔ اس کے اعمال علیّون سے نکالے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان فرشتوں کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہے کہ اس عمل والے کی مغفرت فرمادی ہے۔ اور اس کی کتاب کو مہر لگا کر علیّون میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر خدا کا حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے کی رُوح کو زمین کی طرف لے جاؤ اور میرا وعدہ ہے کہ میں اس کو اسی مٹی سے اُٹھاؤں گا۔ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو زمین کہتی ہے کہ جب تو میری پیٹھ پر چلتا تھا تو میرے نزدیک پسندیدہ تھا۔ اب تو میرے پیٹ میں آگیا ہے' تیرے ساتھ کیا کروں گی ظاہر ہو جائے گا۔ حد نگاہ تک اس کی قبر فراخ ہو جاتی ہے اور پاؤں کی جانب جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کہ میٹھی نیند سو جاؤ مگر اس کے نزدیک قیامت جلد ہی قائم ہو جائے بہت پسندیدہ ہوتی ہے۔

❁ ابن ابی الدنیا نے ''قبور'' میں محمد بن صبیح سے روایت کی ہے کہ جب

مردے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کو عذاب ہوتا ہے تو اس کے مُردے پڑوسی اُس کو پکار کر کہتے ہیں۔ اسے دنیا سے آنے والے تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ ہمارے اعمال کیسے ختم ہوئے اور تجھے عمل کی گنجائش تھی مگر تو نے وقت ضائع کر دیا۔ قبر کے گوشے سے اس کو پکارا جائے گا' اے زمین پر اکڑنے والے کیا تو نے مرنے والوں سے عبرت حاصل نہ کی' کس طرح تیرے رشتہ داروں کو اُٹھا کر لوگ قبر تک لے گئے۔

❁ بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو دو دنوں اور دو راتوں کی خبر نہ دوں۔ ایک دن وہ جب تمہارے پاس ''بشیر'' آئے گا اور وہ خدا کی رضا مندی یا ناراضگی کا پیغام لائے گا۔ دوسرا دن جب تم بارگاہِ ایزدی میں کھڑے ہو گے۔ تمہارا نامۂ اعمال تمہارے ہاتھ میں دائیں بائیں دیا جائے گا' ایک وہ رات جب میر قبر میں پہلی رات گزارے گی' ایک وہ رات جس کی صبح قیامت ہوگی' اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی۔

۱۸۔ فتنۂ قبر اور فرشتوں کے سوال کا بیان:

❁ حمید بن نجویہ نے ''فضائل الاعمال'' میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تم رات کو قرآن پڑھو تو بلند آواز سے پڑھو کیونکہ اس سے شیاطین اور سرکش جن بھاگ جاتے ہیں اور ہوا میں رہنے والے فرشتے نیز گھر کے رہنے والے سنتے ہیں' نیز جب کوئی قرآن نماز میں پڑھتا ہے تو لوگ اس کو دیکھ کر نماز پڑھتے ہیں اور گھر والے بھی پڑھتے ہیں۔ جب یہ رات گزر جاتی ہے تو یہ

رات اگلی رات کو وصیت کر دیتی ہے کہ اس عبادت گزار بندے کو اسی طرح رات کو جگا دینا اور اس کیلئے تو آسان ہو جانا۔ پھر جب موت کا وقت آتا ہے تو قرآن اس کے سر کے پاس آ کر ٹھہر جاتا ہے۔ جب لوگ اسے غسل دے کر فارغ ہوتے ہیں تو قرآن اس کے سینہ اور کفن میں داخل ہو جاتا ہے اور جب قبر میں اس کے پاس منکر نکیر آتے ہیں تو قرآن بندے اور ان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے' تو وہ کہتے ہیں کہ تو درمیان سے ہٹ جا' ہم اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تو قرآن کہتا ہے کہ بخدا میں اس شخص کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ تو اگر تم کو اس کے بارے میں کچھ حکم دیا گیا ہے تو تم اسے پورا کرو۔ پھر قرآن مُردے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ تو مجھ کو دیکھ کر پہچانا یا نہیں پہچانا؟ وہ کہے گا کہ نہیں۔ قرآن کہے گا کہ میں قرآن ہوں جو تجھ کو رات بھر بیدار رکھتا تھا اور دن میں پیاسا رکھتا' نفسانی خواہشات سے منع کرتا خواہ وہ آنکھ کی ہوں یا کان کی تو اب تو مجھے سب سے بہتر دوست اور سچا بھائی پائے گا' تو اب تو بشارت سن کہ تجھ سے منکر نکیر کا سوال نہ ہوگا۔ پھر منکر نکیر اس کے پاس سے اُٹھ جاتے ہیں اور قرآن خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور اس مُردے کیلئے بچھونا اور چادر طلب کر کے لاتا ہے' جنت کے قندیل اور یاسمین کے پھول ایک ہزار مقرب فرشتے اُٹھا کر لاتے ہیں' لیکن قرآن ان سے پہلے قبر میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تو میرے بعد وحشت زدہ تو نہ ہوا؟ میں تو صرف اس لئے بارگاہ ایزدی میں پہنچا تھا کہ اس سے بستر اور چادر اور چراغ کی سفارش کروں۔ اب یہ تمام چیزیں لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر فرشتے آ کر اس کا بستر کرتے ہیں' چادر قدموں کے نیچے رکھتے ہیں اور

یاسمین کے پھول سینے کے پاس۔ وہ شخص ان کو قیامِ قیامت تک سونگھتا رہے گا' پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہر روز ایک یا دو مرتبہ آتا ہے اور ان کیلئے سربلندی اور بھلائی کی دعا کرتا ہے۔ اگر اس کی اولاد میں سے کوئی قرآن حفظ کرتا ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے' اور اگر کوئی بُرا ہو جاتا ہے تو وہ اس پر افسوس کرتا ہے اور روتا ہے' اور یہ طرز عمل صور پھونکے جانے تک ہوگا۔ حافظ ابو موسیٰ مدنی کہتے ہیں کہ یہ خبر حسن ہے' اس کو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابو خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

جو یبر نے اپنی تفسیر میں ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم قبرستان پہنچے۔ ایک انصاری کے جنازہ کے بعد قبر کے کھودے جانے میں انتظار کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ حضور ایک قبر کے پاس تشریف فرما تھے۔ ہم ہمہ تن گوش تھے' ایسے کہ سروں پر پرند بیٹھے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس سے زمین کریدنے لگے پھر تین مرتبہ فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اور آسمان کی طرف نظر اُٹھائی' پھر فرمایا کہ مومن کی وفات کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتے ہیں اور سر کی جانب بیٹھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے جنتی خوشبوئیں اور جنتی تحائف لے کر اور جنتی لباس لے کر صف بستہ ہو کر حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ ملک الموت بشارت کی ابتداء کرتے ہیں' ان کے بعد تمام فرشتے بشارت سناتے ہیں تو سب کی روح اس طرح نکلتی ہے جس طرح مشکیزہ سے قطرہ۔ جونہی ملک الموت اس کی روح نکالتے ہیں۔ فرشتے فوراً اس روح کو لے کر ان جنتی تحفوں کے درمیان رکھ لیتے

ہیں۔ جس سے خوشبو اتنی مہکتی ہے کہ زمین و آسمان کی فضائیں مہک جاتی ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں یہ کیسی خوشبو ہے؟ تو زمین کے فرشتے کہتے ہیں کہ فلاں مومن کے نفس کی خوشبو ہے جو آج انتقال کر گیا۔ فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ جب فرشتے اس کو آسمان کے دروازوں تک پہنچاتے ہیں' دروازے کھل جاتے ہیں۔ ہر دروازہ مشتاق ہوتا ہے کہ اس سے داخل ہو۔ حتیٰ کہ یہ اعمال کے دروازے سے داخل ہوتا ہے' وہ دروازہ روتا ہے' وہ جس دروازے سے گزرتا ہے فرشتے کہتے ہیں کیا ہی خوشبودار نفس ہے جس نے خدا کے احکام کی پابندی کی۔ حتیٰ کہ وہ فرشتے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ جاتے ہیں۔ ملک الموت اور وہ فرشتے جو روح قبض کرتے وقت موجود تھے' کہتے ہیں اے رب! ہم نے فلاں بن فلاں کی روح قبض کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے اس کو اسی سے پیدا کیا اور اسی میں ملاؤں گا اور دوسری مرتبہ اٹھاؤں گا اسی سے۔ میت لوگوں کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے۔ حتیٰ کہ ہاتھ کے جھاڑنے کی آواز تک کو سنتی ہے۔ جب لوگ اس کو دفنا کر واپس چلتے ہیں' اس کے پاس تین فرشتے آ جاتے ہیں۔ دو رحمت کے اور ایک عذاب کا' اس کے نیک اعمال اس کو گھیر لیتے ہیں۔ نماز پیروں کی جانب' سینہ کے جانب روزہ' زکوٰۃ دائیں جانب' صدقہ بائیں جانب' نیکی اور خوش خلقی اس کے سینے میں۔ جس طرف سے عذاب کا فرشتہ آتا ہے اس کا عمل اس کو بھگا دیتا ہے۔ پھر وہ بہت بڑا ہتھوڑا لے کر کھڑا ہوتا ہے جس کو اہل منیٰ مل کر نہ اُٹھا سکیں۔

وہ کہتا ہے کہ نیک بندے تیرا نماز' روزہ' صدقہ' زکوٰۃ تجھے گھیر نہ لیتے تو

میں ہتھوڑا تجھ کو مارتا جس سے قبر آگ سے بھر جاتی۔ اے رحمت کے فرشتو! یہ بندہ تمہارے لئے ہے' تم اس کو لے جا سکتے ہو۔ یہ کہہ کر عذاب کا فرشتہ چلا جاتا ہے۔ رحمت کے فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کے ولی کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آؤ۔ وہ سخت ہولناکی سے گزر کر آیا ہے۔ پھر پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں: تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا علم کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا علم اللہ کی کتاب جس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کی۔ یہ سوالات سخت لہجے میں ہوتے ہیں اور یہی مومن کیلئے قبر کی آزمائش ہے۔ پھر آسمان سے ندا آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کیلئے جنت کا فرش بچھاؤ' جنت کا لباس پہناؤ۔ جنت کی خوشبوئیں لے کر لگاؤ۔ حد نگاہ تک اس کی قبر کشادہ کر دو۔ پھر جنت کا ایک دروازہ قدموں کی جانب' دوسرا سر کی جانب کھول دو۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں سو جا جس طرح دلہن شب عروسی میں سوتی ہے۔ تجھے عذاب قبر کا ذائقہ تک نہ ملے گا۔ وہ کہے گا کہ اے اللہ! قیامت قائم فرما تا کہ میں اپنے اہل و عیال میں چلا جاؤں۔ تیری عطا کردہ نعمتوں کو حاصل کر لوں' وہ قیامت کو ہی اٹھایا جائے گا۔

❁ بیہقی نے بسند صحیح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازے میں شریک ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اُمت اپنی قبروں میں آزمائش میں ڈالی جائے گی۔ جب میت کو دفن کرنے والے اس کو دفن کر کے رخصت ہوتے ہیں تو ملک الموت اپنے ہاتھ

میں ہتھوڑا لے کر آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ میت اگر مومن ہے تو کہے گا

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

فرشتہ یہ سن کر کہے گا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کیلئے ایک دروازہ جہنم کا کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اگر تو ایمان نہ لاتا تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا' لیکن اس کی بجائے تیرا ٹھکانا جنت میں کر دیا گیا ہے۔ وہ جنت کا دروازہ دیکھ کر اس کی طرف جائے گا تا کہ داخل ہو جائے تو اس سے کہا جائے گا کہ ابھی یہیں ٹھہرو۔ پھر اس کی قبر میں وسعت کر دی جائے گی۔ لیکن وہ شخص اگر کافر یا منافق ہو گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ جواب دے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا' لوگ جو کہتے تھے وہی میں بھی کہتا تھا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو نے کچھ بھی نہ مانا اور تجھے ہدایت نہ ملی۔ پھر اس کیلئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اگر تو ایمان لاتو تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا' لیکن چونکہ کفر کیا اس لئے اس کی بجائے جہنم ٹھکانا ہے۔ پھر ایک دروازہ جہنم کی طرف کھول دیا جائے گا اور فرشتہ ایک گرز لے کر اس زور سے مارے گا کہ جن وانس کے علاوہ ہر چیز اس کی آواز سنے گی۔ جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو کسی صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! جب فرشتہ گرز لے کر کھڑا ہو گا تو کون ہو گا جس پر اس کی ہیبت طاری نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے' اللہ ان کو ثابت قدم رکھے گا' قول ثابت کی وجہ سے' جو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

❁ لالکائی نے ''السنۃ'' میں اپنی سند سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ

میرے والد نماز جنازہ پڑھنے پر بہت حریص تھے۔ وہ ہر ایک کی نماز پڑھتے تھے خواہ وہ اس کو جانیں یا نہ جانیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ ایک شخص کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جب اس میت کو دفن کر کے اکثر لوگ چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس کی قبر میں دو شخص نازل ہوئے ان میں ایک تو نکل آیا مگر دوسرا اندر ہی رہا۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم مردہ کے ساتھ زندہ کو دفن کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ قبر میں کوئی زندہ ہے تو نہیں۔ اس پر میں نے سوچا کہ شاید مجھے شبہ ہوا ہے واپس ہوا' پھر جب میں واپس ہوا تو دل نے کہا کہ یقیناً دو آدمیوں کو جاتے ہوئے دیکھا۔ انہیں میں سے ایک تو نکل آیا' اس لئے اس راز کو ضرور معلوم کر کے رہوں گا۔ میں واپس قبر پر آیا اور دس مرتبہ سورۃ یٰسین اور تبارک الذی (سورہ ملک) پڑھ کر دعا کی اور رویا اور کہا اے مولیٰ! جو میں نے دیکھا ہے' اس کو میرے لئے کھول دے' کیونکہ مجھے اپنی عقل اور دین کا خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک شخص قبر سے نکلا اور پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ میں نے کہا کہ تجھ کو تیرے معبود کی قسم' ٹھہر جا اور مجھے ماجرا بتا۔ تین بار اصرار کرنے پر وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ کہنے لگا کہ تم نصر سنار ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا تم مجھ کو نہیں جانتے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ ہم رحمت کے فرشتے ہیں' اہلسنت پر مقرر ہیں کہ ان کی قبروں میں جا کر ان کو ان کی حجت کی تلقین کریں۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔

- بعض علماء کا خیال ہے کہ سولی زدہ کو زندہ کرنے کے بارے میں یا جس شخص کے جسم کے ٹکڑے ہوتے ہیں ان میں جان ڈالنے کے بارے میں کہ کیسے زندہ ہوتا ہے' اس کو خدا کا فرمان یاد ہونا چاہئے کہ جب اس نے ارادہ کیا تو حضرت

آدم علیہ السلام کے صلب سے ذریت کو نکالا اور پھر ان سے سوال کیا گیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔تو سب نے جواب دیا" کیوں نہیں"۔

حکیم ترمذی کے مطابق' قبر میں سوال کرنے والے فرشتوں کو منکر نکیر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی شکل وصورت عجیب سی ہے۔نہ انسانوں سے ملتی ہے' نہ فرشتوں سے' نہ جو پایوں سے' نہ کیڑے مکوڑوں سے۔ان کے سوال میں جھڑکیاں پائی جاتی ہیں کیونکہ ان کی سیرت میں کرختگی ہے۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مومن کیلئے باعث عزت واحترام اور وجہ بصیرت بتایا ہے' مگر منافق کیلئے پردہ دری کا باعث ہوں گے۔ابن یونس شافعی کے مطابق مومن کے پاس آنے والے فرشتوں کا نام مبشر اور بشیر ہے۔

بزاری حنفی نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ میت جس مقام پر مرے گی وہیں اس پر سوال ہوگا۔اگر درندے کے پیٹ میں ہوگا' وہیں پر سوال ہوگا۔

۱۹۔جن سے قبر میں سوال نہیں ہوگا ان کا بیان:

نسائی اور طبرانی نے"اوسط" میں ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دشمن سے صبر کے ساتھ مقابلہ کیا حتیٰ کہ غائب ہوا یا شہید ہوا تو اسے عذاب قبر نہ ہوگا۔

مسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن رات اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے جو سرحد پر مستعدر ہا تو اس کا یہ عمل ایک ماہ کی نماز اور روزوں سے بہتر ہے۔اگر وہ اس حالت میں مر گیا تو اس

کے عمل میں اضافہ ہوتا رہے گا کیونکہ وہ قیامت تک نماز روزہ کی حالت میں رہے گا' اسے منکر نکیر سے بھی نجات ہوگی۔

❁ ترمذی نے حضرت فضالہ بن عبید سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو راہ خدا میں جہاد کی تیاری میں ہو۔ اس کا یہ عمل قیامت تک بڑھتا ہی رہتا ہے اور وہ فتنۂ قبر سے بھی محفوظ رہے گا' بلکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ شخص قیامت کی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہے گا۔

❁ ابن ماجہ و بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرض میں مرا وہ شہید ہوا اور وہ عذابِ قبر سے بچ گیا۔ صبح و شام اس کا رزق جنت سے اس کو پیش کیا جائے گا۔ یہ مرض استسقاء یا اسہال ہے جو بہ قائمی ہوش و حواس ہوتا ہے' تو اب اس سے مزید سوال نہ ہوگا بخلاف دوسرے امراض میں مرنے والوں کے جن کے ہوش و حواس گم ہو جاتے ہیں۔

❁ جویبر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے سورہ ملک ہر رات تلاوت کی' وہ فتنۂ قبر سے محفوظ رہا' اور جو شخص

اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ (پارہ ۲۳، سورہ یٰسین، آیت ۲۵)

پابندی سے پڑھتا ہے اس پر منکر نکیر کے سوالات آسان ہوں گے۔

❁ احمد' ترمذی' ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے روز یا جمعہ کی رات کو انتقال کر گیا' وہ عذاب قبر سے محفوظ ہوگا۔

طاعون سے مرنے والا بھی عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا' کیونکہ وہ معرکہ میں شہید ہونے والوں کی طرح ہے کہ اس نے صبر کیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مقرر تھا۔

حکیم ترمذی نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے اس سے سوالِ قبر اس لئے نہ ہو گا کہ اپنے آپ کو اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ کیلئے اس نے روک رکھا۔ جب اسی حالت میں مر گیا تو اس کی صداقت ظاہر ہو گی۔ عذاب قبر سے محفوظ گیا۔ جو شخص جمعہ کو مرتا ہے اس پر بھی انعامات کے حجابات اُٹھ گئے جو اللہ نے تیار کر رکھے ہیں کیونکہ جمعہ کے روز جہنم بھڑکایا نہیں جاتا' نہ جہنم کے دروازے کھلتے ہیں۔ اس دن کسی روح کا قبض ہونا اس کی سعادت مندی کی دلیل ہے۔ جو جمعہ کو مرتا ہے شہید کا درجہ پاتا ہے' قیامت کے دن اس پر شہید کی مہر ہو گی۔

نسفی نے ''بحر الکلام'' میں بیان کیا ہے کہ انبیاء اور مومنین کے بچوں سے حساب نہ ہو گا' نہ ہی منکر نکیر کا سوال ہو گا۔ علمائے شافعیہ فرماتے ہیں کہ دفن کے بعد بچہ کو تلقین نہ کی جائے کہ یہ صرف بالغ کیلئے ہے۔ علامہ نووی نے الروضہ میں یہی بیان کیا ہے۔

۲۰۔ قبر کی گھبراہٹ مگر مومن کیلئے فراخ ہونا اور آسان ہونا:

ابن ماجہ اور ہناد نے 'زاہد' میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی۔ جب ان سے کہا جاتا کہ جب آپ جنت کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے مگر قبر کو دیکھ کر روتے ہیں؟ تو فرماتے کہ قبر پہلی منزل ہے' جس نے اس

سے نجات پالی بعد کی منازل اس پر آسان ہوں گی' اگر پہلی منزل میں نجات نہ پائی تو بعد والی منازل اس سے زیادہ کٹھن اور دشوار ہوں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبر کا منظر ہر منظر سے زیادہ ہولناک ہے۔

❁ علی بن معبد نے حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ اُم المومنین سے دریافت کیا کہ آپ بتائے کہ مردے کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مومن ہے تو اس کی قبر چالیس ہاتھ فراخ کر دی جاتی ہے اور کافر کی قبر مسلسل تنگ ہی رہے گی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ روضة من رياض الجنة او حفرة من حفرة النار۔ کہ قبر یا تو جنت کی کیاری ہے یا پھر آگ کا گڑھا ہے۔ یہ حقیقت پر محمول ہے' مجازی معنی نہیں۔ مومن کی قبر سبزہ سے بھر جاتی ہے اور حدِ نگاہ تک فراخ ہو جاتی ہے۔

❁ ابن ابی الدنیا نے کتاب المختصرین" میں ابو غالب سے روایت کی ہے کہ ملک شام میں ایک شخص کی موت کا وقت قریب آ گیا۔ اس نے اپنے چچا سے کہا کہ اللہ مجھ کو میری ماں کی طرف لوٹا دے تو بتائے وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ انہوں نے کہا کہ بخدا وہ تم کو جنت میں داخل کرے گی۔ اس پر اس نے کہا کہ اللہ مجھ پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ اس نوجوان کا اس کے بعد انتقال ہو گیا۔ میں اس کے چچا کے ساتھ قبر میں داخل ہوا' اچانک ایک اینٹ گر پڑی۔ اس کا چچا کود کر آگے بڑھا پھر رُک گیا۔ جب میں نے پوچھا کہ کیا دیکھا ہے تو اس نے کہا کہ قبر نور سے بھر گئی ہے اور حد نگاہ تک وسیع ہو گئی ہے۔

❁ ابو اسحاق ابراہیم بن ابی سفیان کی کتاب الدیباج میں بیان ہے کہ مجھے

ایک قبر کھودنے والے نے بتایا کہ میں دو قبریں کھود چکا تو تیسری قبر میں لگ گیا۔ دھوپ بہت سخت تھی۔ میں نے گڑھے کے اوپر چادر ڈال دی اور اندر بیٹھ گیا۔ اتنے میں دو آدمی سفید گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور پہلی قبر پر کھڑے ہو گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ لکھو۔ دوسرے نے کہا کہ کیا لکھوں؟ اس نے کہا تین مربع میل لکھو۔ پھر دوسری قبر پر پہنچے اور کہا کہ لکھو حدِ نگاہ تک۔ پھر وہ اس قبر پر آ گئے جس میں میں تھا۔ کہا کہ لکھو۔ دوسرے نے کہا کہ کیا لکھوں۔ کہا فتر فی فتر۔ اس کے بعد میں قبر کھود کر جنازوں کا انتظار کرنے لگا۔ ایک جنازہ چند آدمیوں کے ساتھ آیا اور پہلی قبر پر رُک گیا۔ میں نے کہا کہ یہ کس کی میت ہے؟ جواب ملا کہ ایک بہشتی کی (جو پانی بھرنے والا تھا) کثیر العیال تھا مر گیا ہے۔ چندہ کر کے اس کے دفن کا انتظام کیا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ میں بھی کچھ نہ لوں گا۔ یہ رقم اس کے بچوں کو دے دینا۔ میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور دفن کرایا۔ دوسرا جنازہ آیا تو اس کے ساتھ صرف اُٹھانے والے ہی تھے۔ اس قبر پر رک گئے جس کے بارے میں حد نگاہ تک وسعت تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مسافر کی جو گھوڑے پر مر گیا۔ اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ میں نے اس سے کچھ نہ لیا۔ اس کے بعد تیسرے کا انتظار تھا کہ عشاء کے قریب ایک سردار کی عورت کو لائے۔ میں نے دفن کر کے پیسے مانگے۔ انہوں نے میرے سر پر جوتے مارے اور چل دیے۔

- ابوداؤد نے اپنی ''سنن'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب نجاشی کا (بادشاہ حبشہ کا) انتقال ہوا تو ہم اس کی قبر پر مسلسل نور دیکھتے تھے۔
- ابن ابی الدنیا نے ابو عاصم حنبلی سے روایت کیا ہے، یہ روایت مرفوعاً ہے

کہ سب سے پہلا تحفہ مومن کو اس کی قبر میں یہ ملتا ہے کہ تو خوش ہو جا کہ جن لوگوں نے تیرے جنازے کا ساتھ دیا' ان کی مغفرت ہوگئی۔

❁ مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبریں تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں پر میری دعا سے ان کو منور فرمائے گا۔

❁ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مسجد میں ہنسنا قبر میں تاریکی کا باعث ہوگا۔

❁ کتاب التہجد میں ابن ابی الدنیا نے سری بن مخلد سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم کہیں سفر پر جاتے ہو تو کتنی تیاری کرتے ہو' تو قیامت کی تیاری کا کیا عالم ہوگا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت گرمی کے موسم میں حشر کیلئے روزے اور رات کی تاریکی میں دو رکعتیں پڑھنا قبر میں روشنی کا باعث ہوں گی۔

❁ ابونعیم و ابن عبداللہ نے "تمہید" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دن میں سو مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ الملك الحق المبین پڑھا' وہ فقر سے محفوظ رہے گا اور قبر میں وحشت نہ ہوگی' اس کیلئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے۔

❁ لالکائی نے "سنۃ" میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ جب میں نے ایک جنازہ کو اُٹھایا تو کہا: اے اللہ! میرے لئے موت میں برکت دے۔ اس پر کوئی بولنے والا میت کے تخت سے بولا اور "موت کے بعد بھی"

یہ سن کر مجھے خوف ہوا۔ جب میت کو دفن کر کے لوگ چلے گئے تو میں قبر کے پاس متفکر ہو گیا۔ اچانک قبر سے ایک شخص نکلا' جس کے کپڑے صاف' چہرہ حسین اور خوشبو سے مہک رہا تھا۔ اس نے کہا: اے ابراہیم! میں نے کہا: لبیک۔ پھر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ تخت پر سے "موت کے بعد بھی" کہنے والا میں ہی ہوں۔ میں نے نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام سنت ہے۔ میں دنیا میں انسان کی سی مگر قبر میں غم خوار اور قیامت میں رہنما ہوں۔

❁ دیلمی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کی کہ مریض کی عیادت کرنے والے کو کیا اجر ملے گا؟ جواب ملا کہ اس کیلئے دو فرشتے مقرر ہیں جو قبر میں ہر روز اس کی عیادت کریں گے حتیٰ کہ قیامت آ جائے گی۔

۲۱۔ عذاب قبر کا بیان:

❁ ابن مندہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی قبر میں باغ ہوتا ہے اور قبر ستر گز تک اس کیلئے فراخ کر دی جاتی ہے۔ قبر کے اندر چودھویں کے چاند کی طرح روشنی ہوتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو آیت فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا (پارہ ۱۶، سورہ طٰہٰ، آیت ۱۲۴)
معلوم ہے کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ اعلم ورسولہ۔ آپ نے فرمایا کہ کافر کے عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے'

کافر پر اس کی قبر میں ۹۹ اژدھے مسلط ہوتے ہیں جو قیامت تک اس کو ڈستے رہتے ہیں اور پھنکارتے رہتے ہیں۔

❁ ابن ابی شیبہ اور شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ایک ان میں پیشاب سے نہ بچتا تھا۔ دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ درخت سے لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ہر ایک قبر پر لگا دیئے۔ اور فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں گی عذاب میں کمی رہے گی کیونکہ یہ شاخ تسبیح بیان کرتی ہے اور اس کی تسبیح کی برکت سے عذاب میں کمی رہے گی۔ (درختوں کی تسبیح کا یہ مقام ہے تو مومن کا قرآن پڑھ کر اس کا ثواب ایصال کرنا اس سے وراء الورا ہے)

❁ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھا سے نکلا۔ اس کی گردن میں زنجیر تھی۔ اس نے پکار کر مجھے کہا: اے عبداللہ! مجھے پانی پلاؤ۔ اس کے پیچھے ایک آدمی کوڑا لے کر نکلا اور کہا عبداللہ! اس کو پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر اسے کوڑے مار کر واپس گڑھے کی طرف لوٹا دیا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا تھا' وہ اللہ کا دشمن ابو جہل تھا' اس کو یہ عذاب قیامت تک ملتا رہے گا۔

❁ بخاری اور بیہقی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سے بسا اوقات پوچھتے کہ کیا تم میں سے کسی نے

آج خواب دیکھا ہے؟ ایک روز آپ نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ میں ان کے ساتھ ہولیا اور وہ ارض مقدس لے آئے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہوا ہے۔ اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اُٹھائے کھڑا ہے اور پے در پے اس پتھر سے اس کا سر کچل رہا ہے۔ ہر مرتبہ سر کچلنے کے بعد سر ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے ان فرشتوں سے پوچھا: سبحان اللہ! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ ہم اس کے بعد ایک شخص کے پاس پہنچے جو گدی کے بل سو رہا تھا اور ایک شخص لوہے کا چمٹا لئے اس پر کھڑا تھا اور وہ اس کے باچھیں ایک طرف سے پکڑ کر اس کی گدی کی طرف کھینچتا۔ اس کے نتھنے اور آنکھیں بھی گدی کی طرف اور پھر وہ دوسری جانب سے بھی ایسا ہی کرتا تھا۔ ایک جانب اپنا کام کرتا تھا کہ دوسری جانب ٹھیک ہو جاتی اور پھر وہ اسی کام میں لگ جاتا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ آگے چل کر ہم ایک تنور پر پہنچے، جس میں شور و غل کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اندر جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورت ننگے تھے۔ نیچے سے ان کی طرف شعلے لپکتے تھے۔ جب شعلے ان کی جانب بڑھتے تو وہ شور مچاتے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو کہا گیا کہ آگے چلئے۔ ہم آگے چل کر ایک نہر پر پہنچے جو سرخ خون کی تھی۔ نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر بہت بڑا پتھر لئے ایک آدمی کھڑا تھا۔ یہ تیرنے والا شخص اس کنارے والے آدمی کے سامنے آ کر منہ پھاڑتا تو اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ پھر وہ کچھ دیر تیر کر واپس آ جاتا اور منہ پھاڑتا۔ دوسرا پھر اس کے منہ میں پتھر رکھ دیتا۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ

آگے چلئے۔ آگے چل کر ہم ایک بدترین شکل والے آدمی کے پاس پہنچے۔ اس کے پاس آگ تھی وہ اس کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلئے۔ پھر ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں فصل بہار کا ہر پھول تھا۔ باغ میں ایک شخص اس قدر لمبا تھا کہ اس کا سر آسمان سے لگتا تھا۔ اس کے پاس کچھ بچے تھے جن کو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے پھر کہا کہ آگے چلئے تو ہم ایک عظیم باغ میں پہنچے کہ اس سے بڑا باغ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ اس سے زیادہ حسین باغ کبھی نگاہ سے گزرا تھا۔ انہوں نے پھر کہا کہ آگے چلئے۔ تب ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو ہم ایک ایسے شہر میں پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا تھا۔ ہم نے شہر کے دروازے پر پہنچ کر اس کو کھلوایا' جب اندر داخل ہوئے تو وہاں کے لوگ عجیب تھے۔ ان کا کچھ جسم تو حسین ترین اور کچھ بدترین تھا۔ ان فرشتوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اس نہر میں داخل ہو جاؤ کیونکہ سامنے ایک نہر تھی جس کا پانی سفید تھا۔ وہ اس میں داخل ہو گئے۔ جب واپس ہوئے تو ان کی بدصورتی حسن میں تبدیل ہو گئی۔ ان فرشتوں نے کہا کہ یہ "جناتِ عدن" ہے اور یہ آپ کا ٹھکانا ہے۔ اب جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک محل سفید بادل کی مانند تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ بارک اللہ اب مجھ کو چھوڑ دو تا کہ اپنے محل میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا آپ داخل تو ہوں گے مگر ابھی نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ جو چیزیں میں نے دیکھی ہیں ان کی تشریح کریں۔ انہوں نے کہا کہ پہلا شخص وہ تھا جس نے قرآن پڑھ کر چھوڑ دیا تھا اور فرض نمازوں کے وقت سو جانے کا عادی تھا۔ اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا۔ دوسرا شخص جھوٹا تھا' اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہو

گا۔ ننگے مرد اور عورتیں زانی اور زانیہ تھیں۔ نہر میں تیرنے والا سود خور تھا۔ آگ کے پاس گھومنے والا شخص مالک داروغہ جہنم ہے۔ باغ میں کھڑا ہونے والا دراز قد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ان کے پاس کھڑے بچے وہ ہیں جو فطرت پر مر گئے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی شامل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ جو لوگ آدھے خوبصورت' آدھے بدصورت تھے' وہ اچھے اور برے دونوں کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو درگزر فرمایا اور میں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ میکائیل ہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ خواب عذاب برزخ میں نص ہے کیونکہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔

''شعب الایمان'' میں ابن ابی الدینا اور بیہقی نے عبدالحمید بن محمود سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے بتایا کہ ہم حج کو گئے۔ ہمارے ساتھ ایک ساتھی تھا۔

جب ہم ذات الصفاح کے مقام پر پہنچے تو اس کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا۔ جب قبر کھودی تو سانپوں سے بھری ہوئی تھی' تو ہم نے وہ قبر چھوڑ کر دوسری قبر کھودی تو وہ بھی سانپوں سے بھری ہوئی تھی۔ تو اب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس کینہ کی وجہ سے ہے جو وہ اپنے دل میں رکھتا تھا۔ بیہقی کے الفاظ یہ ہیں کہ یہ اس کے اعمال کی سزا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک میں دفن کر دیا کہ جہاں بھی قبر کھودلو وہی حال ہوگا۔ اس کی عورت سے اس کے اعمال کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ یہ کھانا بیچتا تھا۔ اس میں سے کچھ گھر والوں کیلئے نکال لیتا

اور کمی پوری کرنے کیلئے اس میں ملاوٹ کر دیتا تھا۔

۲۲۔ان چیزوں کا بیان جو عذاب قبر سے نجات دیتی ہیں:

طبرانی نے ''کبیر'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ آج رات میں نے عجیب خواب دیکھا کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کو ملک الموت تشریف لائے لیکن اس کا ماں باپ کی اطاعت کرنا سامنے آ گیا اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اس کے وضو نے اسے بچالیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے ہے، حوض پر جاتا مگر لوٹا دیا جاتا۔ اتنے میں اس کے روزے آ گئے اور اس کو سیراب کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کے حلقے میں جانا چاہتا تھا مگر وہ دھتکار دیا جاتا گیا کہ اس کا غسل جنابت آیا اور اس کو میرے پاس بٹھا دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے گرد تاریکی چھائی ہوئی ہے کہ اس کا حج و عمرہ کام آ گیا اور اسکو منور کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا تھا لیکن کوئی اسے منہ نہ لگاتا، تو صلہ رحمی اس کے کام آ گئی۔ مومنین سے کہا کہ تم اس سے کلام کرو۔ ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی تھی اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا تھا تو اس کا صدقہ کام آ گیا اور اس کو بچالیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے مگر اس کے اور خدا کے درمیان حجاب ہے۔ اس کے حسن خلق نے خدا سے ملا دیا۔ ایک شخص کو اس کا صحیفہ بائیں ہاتھ میں دیا گیا مگر خدا کا خوف آ گیا اس کی وجہ سے صحیفہ اس کے دائیں

ہاتھ میں دیا گیا۔ ایک شخص کی نیکیوں کا وزن ہلکا تھا کہ اس کی سخاوت نے وزن بڑھا دیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے کھڑا تھا کہ خدا سے ڈرنا اس کے سامنے آ گیا اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص جہنم میں گر گیا' اس کے وہ آنسو جو خدا کے خوف سے نکلتے تھے' آئے اور اس کی وجہ سے وہ بچ گیا۔ ایک شخص جنت میں داخل ہو گیا اور دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے' میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کی ان کی زبانوں سے لٹکا دیا گیا میں نے جبریل سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں ہر بلا وجہ الزام گناہ لگانے والے ہیں۔ یہ حدیث بہت عظیم ہے کہ اس میں ایسے اعمال کا ذکر ہے جو آفات سے محفوظ رکھیں گے۔

- ترمذی اور بیہقی نے خالد بن عرفطہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پیٹ کی بیماری میں مرا' جنت میں داخل ہوگا۔ ابن ماجہ نے اسے حسن کہا۔

- عبد نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ایک شخص سے کہا' کیا میں تم کو ایک حدیث کا تحفہ دوں جس سے تم خوش ہو جاؤ۔ اس نے کہا بتاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ سورۃ ملک خود پڑھو' اپنے بیوی بچوں کو اور گھر میں رہنے والے بچوں کو نیز پڑوسیوں کو پڑھاؤ کیونکہ یہ نجات دلانے والی ہے۔ خدا سے جھگڑا کر کے نجات دلائے گی۔

- روض الریاحین میں بعض یمنی صالحین سے مروی ہے کہ وہ ایک میت کو دفن کر کے واپس ہونے لگے تو انہوں نے قبر میں مارنے اور کوٹنے کی آواز سنی۔ پھر قبر سے کالا کتا نکلا۔ شیخ نے کہا: تیری خرابی ہو' تو کون ہے؟ کیا تیری پٹائی ہو رہی

تھی؟ اس نے کہا کہ میں میت کا عمل ہوں۔ پھر کہا کہ میت کے پاس سورہ یٰسین اور دوسری سورتیں تھیں، وہ آ گئیں اور مجھے مار بھگایا۔

❁ ''ترغیب'' میں اصبہانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جس نے جمعہ کے دن مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ زلزال کو پڑھا تو اس پر عذابِ سکرات اور عذاب قبر آسان ہوگا اور قیامت کے روز وہ پل صراط سے بآسانی گزرے گا۔

❁ بیہقی نے کہا کہ ابن رجب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رمضان المبارک میں عذابِ قبر مردوں پر نہیں ہوتا۔

۲۳۔ قبر میں مرنے والوں کی حالت:

❁ طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ گو لوگوں پر نہ موت کے وقت خوف اور وحشت ہوگی، نہ قبر میں نہ حشر میں۔

❁ ابو یعلیٰ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہ السلام زندہ ہیں اور قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

❁ مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔

❁ ابو نعیم نے یوسف سے اور انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے ثابت سے کہ ثابت حمید طویل سے کہتے تھے۔ اے حمید! کیا تمہیں ایسی حدیث معلوم ہے

جس سے پتہ چلتا ہو کہ انبیاء کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر ثابت بنانی نے دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو ثابت کو ضرور دینا۔ جبیر کہتے ہیں کہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ثابت بنانی کو قبر میں اُتارا اور میرے ساتھ حمید بھی تھے' جب ہم اینٹیں رکھ چکے تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی اور میں نے ثابت کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے' کیونکہ خدا نے ان کی دعا کو رد نہ فرمایا۔

❁ ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک صحابی نے کسی قبر پر اپنا خیمہ لگایا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ انہوں نے سنا کہ اندر کوئی شخص سورۂ ملک پڑھ رہا ہے جب وہ پوری سورۂ ملک پڑھ چکا تو بعد میں اس صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واقعہ بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ عذاب قبر سے نجات دلانے اور عذاب کو روکنے والی ہے۔

❁ کتاب الروضہ میں ابوالحسن بن براء نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ابراہیم گورکن نے مجھے اطلاع دی کہ قبر کھودتے وقت اسے ایک اینٹ ملی کہ اس سے مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ اس پر میں نے قبر کے اندر دیکھا تو ایک بوڑھا بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا ہے۔

❁ حافظ ابوبکر خطیب نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ عیسٰی بن محمد نے کہا کہ میں نے ایک رات ابوبکر بن مجاہد کو خواب میں دیکھا کہ وہ پڑھ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ تو مُردہ ہیں' کیسے پڑھ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں ہر نماز کے

بعد اور ختم قرآن کے بعد دُعا کرتا تھا کہ اے اللہ! مجھے قبر میں تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمانا' اس لئے میں پڑھتا ہوں۔

- نسائی' حاکم اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو گیا اور اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ میں نے ایک قاری کو قرآن پڑھتے دیکھا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: یہ حال فرمانبردار کا ہے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں فرمانبردار تھے۔

- مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب کسی میت کا بچہ صالح ہوتا ہے تو قبر میں میت کو اس کی بشارت دی جاتی ہے۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کے فرمان

وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ

(پارہ ۴، سورہ آل عمران آیت ۱۷۰)

کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ شہید کے پاس ایک کتاب لائی جاتی ہے' جس میں ان لوگوں کے نام درج ہوتے ہیں جو اس سے ملاقات کرنے کیلئے جلد ہی آنے والے ہوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے' بالکل اسی طرح جس طرح دنیا میں اپنے کسی مسافر کے آنے پر خوش ہوتے ہیں۔

- ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں انتقال کر گئے تو میں ان کے جنازہ میں شریک ہوا۔ میں نے ایک سفید پرند دیکھا جو ان کے ہمراہ قبر میں داخل ہو گیا مگر اسے نکلتے نہ دیکھا۔ جب وہ دفن کر دیئے گئے تو کسی نے یہ آیت پڑھی مگر پڑھنے والا نظر نہ آیا۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

(پارہ ۳۰، سورہ الفجر، آیت ۲۷، ۲۸)

عام طور پر اس قسم کے پرند کو مردے کے عمل کی مثالی صورت سمجھا جاتا ہے۔

ابن عساکر نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے دیکھا کہ آپ دحیہ کلبی سے کلام فرما رہے ہیں۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام کو قطع کر دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری نگاہ جاتی رہے گی اور موت کے قریب خدا اس کو واپس کر دے گا۔ چنانچہ جب ان کو غسل کیلئے تختہ پر رکھا گیا تو ایک پرند سفید آیا اور کفن میں داخل ہو گیا۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حیرت سے کہا کہ یہ کیا ہے جب ان کو دفن کر دیا گیا تو یہ آیت سنی گئی۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

(پارہ ۳۰، سورہ الفجر، آیت ۲۷، ۲۸)

اسی حدیث کی دیگر روایات میں بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نگاہ ان کی آخری عمر میں ٹھیک ہو گئی۔

''دلائل'' میں بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا اور اس پر حضرت علاء بن خضرمی کو کمانڈر مقرر کیا' میں بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ واپسی پر ان کا انتقال ہو گیا اور ہم نے اس کو دفن کر دیا۔ دفن کے بعد ایک شخص آیا اور کہا کہ یہ زمین مردوں کو قبول نہیں

کرتی' باہر پھینک دیتی ہے۔ اس کو دو میل کے فاصلہ پر دفن کر دو۔ جب ان کو نکالنے لگے اور لحد تک پہنچے تو وہ وہاں پر موجود نہ تھے۔ قبر حدِ نگاہ تک وسیع ہو چکی تھی اور نور سے معمور تھی اس لئے ہم نے قبر کو بند کر دیا اور کوچ کر گئے۔

❁ حافظ ابوبکر خطیب نے محمد بن مخلد سے روایت کی ہے کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ میں ان کو قبر میں اُتارنے کیلئے اُترا تو دیکھا کہ پاس والی قبر سے کچھ حصہ کھل گیا تو مجھے ایک شخص نظر آیا جو نئے کفن میں ملبوس تھا۔ اس کے سینہ پر چمبیلی کے پھول کا ایک گلدستہ رکھا تھا۔ میں نے اُسے اُٹھایا' وہ بالکل تر و تازہ تھا۔ دوسرے حضرات نے بھی سونگھا' پھر اس کو وہیں رکھ دیا اور سوراخ کو بند کر دیا۔

❁ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ اپنی سواری سے گر پڑا اور فوت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھکا کم مگر نعمتیں زیادہ لے گیا کہ مشرف باسلام ہوتے ہی بلا اعمالِ صالح جنت میں داخل ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھوکا تھا' بے شک اس کی دونوں بیویوں کو جنت میں دیکھا جو حوریں ہیں اور اس کے منہ میں جنت کے پھل رکھ رہی ہیں۔

❁ ''شعب الایمان'' میں بیہقی نے اپنی سند سے قاسم بن عثمان بن جدعی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو طواف کرتے دیکھا۔ میں اس کے پاس آیا تو اسے یہ لفظ کہتے سنا۔ اللھم قضیت حاجۃ المتاجیں و حاجتی لم تقض۔ اے اللہ! تو نے محتاجوں کی حاجتوں کو پورا فرمایا اور میری

حاجت کو تو نے پورا نہ فرمایا۔ وہ صرف یہی دُعا مانگتا تھا اور اس سے زائد کچھ نہ کہتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس سے زیادہ دُعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا کہ اس کے پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم مختلف شہروں کے رہنے والے سات دوست تھے۔ ہم نے دشمن کی زمین پر پہنچ کر جنگ کی اور اس میں قیدی بنائے گئے اور ہم کو علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا تا کہ مار ڈالا جائے۔

میں نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ سات جنتوں کے دروازے کھلے ہیں' ہر دروازے پر ایک حور ہے۔ جب ہمارے ایک ساتھی کو قتل کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک حور اُتری جس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ اس طرح چھ ساتھی شہید ہو گئے مگر میں بچ رہا اور میرا دروازہ بھی' کیونکہ جب مجھے قتل کیلئے پیش کیا گیا تو کسی نے بادشاہ سے مانگ لیا۔ اس وقت میں نے حور کو دیکھا جو کہتی تھی' اے محروم انسان! بہت بڑی چیز تجھ سے فوت ہو گئی۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اسی وقت سے وہ حسرت اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ قاسم بن عثمان کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ شخص سب سے افضل تھا کہ اس نے وہ کچھ دیکھا جو ہم نے نہ دیکھا اور شوق و محبت میں اتنا سرگرم عمل تھا اور صالح تھا۔

۲۴۔ قبروں کی زیارت کا بیان اور مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا اور دیکھنا:

- ''رسالہ قشیریہ'' میں ہے کہ ایک کفن چور چھپ کر رات کے وقت ہر نئی میت کا کفن اُتار کر بیچ ڈالتا تھا۔ ایک عورت صالحہ غالباً حضرت رابعہ بصری کے

بارے میں بیان ہے کہ اس نے مرنے سے پہلے کفن چور کو بلا کر رقم دے دی تاکہ کفن نہ اُتارے۔ مگر چونکہ وہ ہر جنازہ میں شریک ہوتا تھا کہ معلوم کر لے کہ کتنا اچھا کفن ہے۔ اس نے اس عورت کے جنازے میں شرکت کی اور رات کو اپنی عادت کے مطابق قبر کھود کر کفن اُتارنے لگا تو عورت بول اُٹھی کہ ایک جنتی اور بخشا ہوا بھائی اپنی بہن کا کفن کیوں اُتار رہا ہے اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ چور نے کہا کہ یہ بات بتاؤ کہ کفن چور کیسے جنتی اور بخشا گیا؟ عورت نے کہا کہ جب میرا جنازہ پڑھا گیا تو خدا نے میری مغفرت کے ساتھ تمام لوگوں کی بخشش کر دی جنہوں نے میرا جنازہ پڑھا' اور تو بھی انہیں میں شریک تھا۔ یہ سن کر کفن چور سچے دل سے تائب ہو گیا اور جنتی مقام پا کر آئندہ اس کی حفاظت کرنے لگا۔

احمد اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں اپنے حجرے میں کپڑا اُتار کر داخل ہو جاتی کیونکہ جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دفن رہے میں پردہ نہ کرتی کہ ایک تو میرے شوہر نامدار اور دُوسرے میرے باپ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب دفن کیا گیا تو میں بڑے احتیاط کے ساتھ کپڑا اوڑھ کر داخل ہوتی اور حضرت عمر سے شرم وحیا کی بناء پر یہ پردہ تھا (کہ سب زندہ ہیں)

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپسی پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر ٹھہرے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے نزدیک زندہ ہو۔ تو اے لوگو! ان سے ملاقات کرو تو انہیں سلام کرو کیونکہ یہ قیامت تک جواب دینے والے ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا کہ شب معراج حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ اس امر پر دلیل ہے کہ نماز کا پڑھنا ایک زندہ جسم ہی کی صفت ہے۔

جسمانی زندگی کی طرح کھانا پینا اور اس کا پایا جانا ضروری نہیں کیونکہ عالم برزخ میں احکام بدل جاتے ہیں۔ البتہ ادراکات مثلاً علم کا ہونا' سننا' جواب دینا' شہداء اور غیر شہداء سب کیلئے ثابت ہے۔ شہداء کی جسمانی زندگی کا یہ ثبوت ہے کہ اُن۔ کے جسم گلتے اور سڑتے نہیں۔ علامہ سبکی نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں رُوح کا جسم میں واپس آنا مُردے کیلئے ثابت ہے' اس لئے شہداء کا تو کہنا ہی کیا مگر یہ بات کہ روح جسم میں باقی رہتی ہے یا نہیں اور یہ زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہے یا مختلف' اس کی وضاحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبر میں نماز پڑھنے سے واضح ہو جاتی ہے۔

''کتاب الاعتقاد'' میں بیہقی نے بیان کیا ہے کہ وفات کے بعد انبیاء کی ارواح کو واپس کر دیا جاتا ہے اور وہ شہداء کی مانند اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ ابن قیم نے ارواح کی باہمی ملاقات کے ذکر میں کہا ہے کہ ارواح کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ کہ جن پر عذاب ہو رہا ہے اس لئے ان کو ملاقات کی اجازت نہیں۔ دوسرے وہ جو انعام و اکرام پانے والی ہیں' وہ آزاد ہیں اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتی ہیں' جو دنیا میں ہو چکا اس پر بحث کرتی ہیں اور جو دنیا والے کرتے ہیں اس کے بارے میں گفتگو کرتی ہیں اور ارشاد خداوندی کے مطابق جو خدا اور رسول

کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کے انعام پانے والے حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہمراہ ہوں گے، جو بہت اچھے ساتھی ہیں۔ یہ ساتھی دنیا میں بھی، عالم برزخ میں بھی اور عالم آخرت میں بھی۔ ان تینوں مقامات پر ان کے ہمراہ ہوں گے جس کے ساتھ ان کی محبت ہوگی۔

شیخ اسماعیل حضرمی سے روایت ہے کہ وہ قبرستان سے گزرے اور ایک قبر پر کھڑے ہو کر بہت روئے اور تھوڑی دیر کے بعد بے ساختہ ہنسنے لگے۔ جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے قبرستان والوں کا حال معلوم ہوا تو پتہ چلا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے۔ اس پر میں نے بارگاہِ ایزدی میں آہ وزاری کی۔ اس پر مجھے بتایا گیا کہ ہم نے ان کے بارے میں تمہاری شفاعت قبول کر لی ہے۔ تو اس قبر والی عورت بولی کہ اے فقیہ اسماعیل! میں ایک گانے بجانے والی عورت تھی، کیا میری بھی مغفرت ہوئی۔ میں نے کہا: ہاں، تو بھی ان میں شامل ہے، یہی چیز میری ہنسی کا باعث ہوئی۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ منہال بن عمرو نے کہا کہ میں دمشق میں تھا تو بخدا میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لے جاتے ہوئے دیکھا۔ سر کے سامنے ایک شخص سورہ کہف تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا

(پارہ ۱۵، سورہ الکہف، آیت ۹)

تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو طاقتِ گویائی عطا فرمائی اور وہ بزبانِ فصیح پکار اُٹھے:

اعجب من اصحاب الکھف قتلی و حملی۔ کہ اصحاب کہف کے واقعہ سے عجیب تر میرا قتل اور اُٹھایا جانا ہے کہ نماز والے اور تختی والے خدا کی نشانیوں میں سے تھے اور میرا قتل اس سے بڑھ گیا۔

❁ شیخ نجم الدین اصبہانی نے کہا کہ میں ایک شخص کی تدفین کے وقت حاضر تھا۔ میت کو کلمہ طیبہ کی تلقین کیلئے ایک شخص بیٹھا تھا۔ جب اسے تلقین کرنے لگا تو میت نے کہا: اے لوگو! تعجب ہے اس بات پر کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔

❁ بیہقی نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ہاشم بن محمد عمری نے کہا کہ مجھے میرے والد جمعہ کے روز فجر کے وقت شہداء کی قبور کی زیارت کیلئے گئے۔ جب ہم قبرستان پہنچے تو انہوں نے باواز بلند کہا:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

تو جواب دیا۔ **وعلیکم السلام یا ابا عبد اللہ۔**

میرے باپ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیا تم نے جواب دیا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے دائیں کر لیا اور پھر دوبارہ سلام کیا تو دوبارہ جواب آیا۔ تین بار ایسا ہی کیا اور تین بار جواب آیا۔ میرے والد شکر بجالائے۔

❁ بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء اُحد کی قبور کی زیارت کو تشریف لے جاتے' جب گھاٹی کو پہنچتے تو باواز بلند فرماتے:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

(پارہ ۱۳، سورہ الرعد، آیت ۲۴)

کہ تم پر سلامتی ہو اس لئے کہ تم نے مصائب پر صبر کیا اور دارِ آخرت انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے۔

یہی معمول حضرت ابوبکر' حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا رہا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آ کر دعا کرتی تھیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آ کر سلام کرتے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ ان کو سلام کرو جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

ابن عساکر نے اپنی سند سے ابوایوب خزاعی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان عبادت گزار تھا جو ہمہ وقت مسجد میں مصروفِ عبادت رہتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ بہت پسند تھا۔ اس کا ایک بوڑھا باپ تھا' رات کو وہ اس کے پاس چلا جاتا اور اس کی خدمت کرتا۔ اس کے راستہ میں ایک فاحشہ عورت کا گھر تھا' وہ اس نوجوان پر عاشق ہو گئی۔ وہ ہر روز اس کے راستہ میں کھڑی ہو جاتی تھی' حتیٰ کہ ایک روز وہ اس کو اپنے دروازے پر لے گئی۔ جب وہ داخل ہونے لگا تو اس کو خدا کی یاد آئی۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ (پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۲۰۱)

بے شک متقی لوگ وہ ہیں کہ جب شیطان کا کوئی وسوسہ ان کے پاس آتا ہے' وہ یاد خدا اپنے دل میں لاتے ہیں اور ہوش میں آ جاتے ہیں۔

یہ آیت پڑھی اور نوجوان بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس عورت نے باندی کو بلایا اور دونوں نے اس نوجوان کو گھسیٹ کر اس کے دروازے کے باہر پھینک دیا۔ جب باپ اس کی تلاش میں نکلا تو دیکھا کہ دروازے کے باہر بے ہوش پڑا ہے۔ وہ اس کو اُٹھا کر اندر لے گیا۔ رات گئے اس کو ہوش آیا۔ باپ نے ماجرا دریافت کیا تو بیٹے نے واقعہ سنایا۔ باپ نے پوچھا کہ کون سی آیت پڑھی تھی؟ اس نے وہی آیت دُہرائی۔ پڑھتے ہی بے ہوش گیا۔ لوگوں نے ہلایا جلایا مگر وہ مر چکا تھا۔ اسے راتوں رات دفن کر دیا گیا۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا تو وہ اس کے باپ کے پاس تعزیت کو گئے اور کہا کہ مجھے خبر کیوں نہ کی؟ اس کے باپ نے کہا کہ اے امیر المومنین رات کا وقت تھا اس لئے آپ کو تکلیف نہ دی۔ آپ اس کی قبر پر گئے اور کہا:

(یا فلاں!) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

(اے فلاں) جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (پارہ ۲۷، سورہ الرحمٰن، آیت نمبر ۴۶)

اس پر نوجوان نے قبر سے جواب دیا:

یا عمر اعطانیھما ربی فی الجنۃ مرتین

(یعنی میرے رب نے وہ دونوں جنتیں مجھ کو عطا فرما دیں)

❁ ''امالی'' میں محاملی نے حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ شام میں تھا۔ ان کا ایک لڑکا شہید ہو چکا تھا۔ ایک دن اس نے اچانک ایک سوار کو آتے دیکھا۔ اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہمارا

بیٹا آ رہا ہے۔ عورت نے کہا کہ بیٹا تو عرصہ سے شہید ہو چکا ہے' اب کہاں سے آئے گا۔ وہ آدمی استغفار پڑھ کر خاموش ہو گیا' مگر سوار قریب آ گیا تو شبہ دُور ہوا کہ واقعی وہ ان کا بیٹا ہے۔ باپ نے کہا: بیٹا تو شہید ہو گیا تھا' اب کہاں سے آ گئے؟ اس نے کہا کہ واقعی وہ شہید ہو چکا تھا مگر آج حضرت عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کا وصال ہو گیا ہے' شہداء نے خدا سے اجازت چاہی کہ وہ اس جنازہ میں شرکت کریں تو میں نے بھی خدا سے اجازت لی کہ آپ کو سلام کر آؤں۔ پھر ان کی دعا کے بعد وہ چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وصال اسی وقت ہوا تھا۔

یہ روایات آئمہ حدیث نے اپنی کتب میں نقل فرمائی ہیں۔ اس کے بیان سے عوام کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرنا مقصود ہے۔

❁ علامہ یافعی نے فرمایا ہے کہ مردوں کا اچھی یا بُری حالت میں دیکھنا ایک قسم کا کشف ہے' جس سے کبھی بشارت اور کبھی نصیحت مراد ہوتی ہے' کبھی بہت فائدہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس کو ایصالِ ثواب کیا جائے یا اس کا قرض اُتارا جائے۔ پھر مُردوں کا دیکھنا بحالتِ خواب ہوتا ہے اور کبھی جاگتے میں بھی' جو کرامت اولیاء اللہ ہے۔ بعض اوقات روحیں علیین یا سجین سے آ کر اپنے جسموں کے ساتھ قبر میں متعلق ہو جاتی ہے' بالخصوص جمعہ کی رات کو روحیں آپس میں بیٹھتی اور کلام کرتی ہیں۔ مستحقِ اِنعام پر انعام ہوتا ہے اور مستحقِ عذاب پر عذاب ہوتا ہے۔ روحوں کو علیین اور سجین میں ثواب و عذاب جب ہوتا ہے تو صرف ارواح کو ہوتا ہے مگر جب ارواح قبر میں ہوتی ہے تو ثواب وعذاب جسم مع روح دونوں کو ہوتا ہے۔

ابنِ قیم کے نزدیک احادیث وآثار اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی قبر پر آتا ہے تو صاحب قبر کو اس کی آمد کا علم ہوتا ہے اور وہ اس کا کلام سنتا ہے' اس سے اُنس حاصل کرتا ہے' اس کے سلام کا جواب دیتا ہے' اور یہ شہداء اور غیر شہداء کو عام ہے' اس میں وقت کی بھی تخصیص نہیں' پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اہل قبر کے سننے اور دیکھنے والوں سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عثمان بن سورہ سے روایت کی ہے کہ جب میری ماں کا انتقال ہو گیا تو میں ہر جمعہ کی رات کو ان کے پاس آتا تھا اور ان کیلئے اور تمام اہل قبور کیلئے دُعائے مغفرت کرتا تھا۔ ایک رات میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور مزاج پوچھا' تو ماں نے کہا کہ موت کی تکلیف سخت ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ برزخ میں بہترین حالت میں ہوں۔ پھولوں کا بستر بچھاتی ہوں اور سندس اور استبرق کا تکیہ ہوتا ہے۔ پوچھا کہ ماں تجھ کو کیا کچھ حاجت ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے میری زیارت کرنا چھوڑ دی ہے' ایسا نہ کرو' تمہارے آنے سے مجھے اُنس ہوتا ہے' جب تم آتے ہو تو دوسرے مُردے مجھے بشارت دیتے ہیں کہ تمہارے گھر سے زیارت کرنے والا آ رہا ہے اور وہ خود بھی خوش ہوتے ہیں۔

ابن قیم نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ زندہ انسانوں کو سلام کرتے وقت لفظ سلام اس لئے مقدم کرتے ہیں کہ ان سے جواب کی توقع ہے' اس لئے دعا کو مدعولہٗ پر مقدم کر دیا گیا' لیکن مردے سے یہ توقع نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مُردے میں بھی جواب کی توقع ہے جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوا۔

دعائے خیر میں دعا کے الفاظ کو اس شخص کے ذکر پر مقدم کیا جاتا ہے

جس کیلئے دعا کی جاتی ہے جیسے سلامٌ علی نوحٍ' سلامٌ علی ابراھیم' سلامٌ علیکم بما صبرتم ترجمہ: نوح علیہ السلام پر سلام ہو' سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر' تمہارے صبر کی وجہ سے تم پر سلام ہو۔

مگر بد دعا میں اس شخص کا ذکر پہلے کرتے ہیں جس کے واسطے دعا کی گئی ہو۔ وان علیك لعنتی۔ اے شیطان تم پر بے شک میری لعنت ہو۔ وعلیکم دائرۃ السوء اور ان پر برائی کا گھیرا ہو۔ وعلیھم غضب اور ان پر ناراضگی ہے۔

موت کا بہترین وقت:

ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا انتقال ختم رمضان پر ہوا' جنت میں داخل ہوگا۔ جس کا انتقال ختم عرفہ پر ہوا' جنت میں داخل ہوگا۔ جس کا انتقال صدقہ کے اختتام پر ہوا' وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

احمد بن حذیفہ سے روایت ہے کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کلمہ طیبہ محض اللہ کی رضا مندی کیلئے پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا' جس نے اللہ کی رضا کیلئے روزہ رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا' جس نے اللہ کی رضا کیلئے صدقہ کیا اس کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پائے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

Marfat.com

"ترغیب" میں حمید نے اپنی سند سے ابوجعفر سے روایت کی کہ جمعہ کی رات روشن اور دن جھلملاتا ہے۔ جو جمعہ کی رات کو مرے گا عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا' جو جمعہ کے دن مرے گا' عذاب جہنم سے آزاد ہو گا۔

۲۵۔ وہ اعمال جو جنت میں جلد پہنچنے کا ذریعہ ہیں:

نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں اور دار قطنی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی' وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا۔ بیہقی نے بھی یہی روایت کی ہے۔

۲۶۔ میت کے گلنے سڑنے کا بیان' مگر انبیاء اور بعض چند اشخاص اس میں مستثنیٰ ہیں:

مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کی ہر چیز گل سڑ جاتی ہے' ریڑھ کی ہڈی کے سوائے' اسی سے قیامت کے دن اس کی ترکیب ہو گی کہ یہ بمنزلہ بنیاد کے ہے' باقی اعضاء اس کے ساتھ آ کر ملیں گے۔

ابوداؤد اور حاکم نے اوس بن اوس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر صلوٰۃ و سلام بکثرت پڑھو کیونکہ تمہارا صلوٰۃ و سلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے جب یہ کہا کہ یارسول اللہ! آپ تو مٹی میں مل چکے ہوں گے تو درود کیسے بھیجیں؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اِنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزُقُ (ابن ماجہ:۶۷، مشکوٰۃ ص ۵۲۱)

مالک نے عبدالرحمٰن بن ابی صعصہ سے روایت کی ہے کہ ان کو معلوم ہوا کہ عمرو بن جموع اور عبداللہ بن عمرو کی قبروں کو سیلاب نے کھول دیا۔ دونوں ایک ہی قبر میں دفن تھے۔ وہ جنگ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ لوگوں نے جب کھود کر دوسری جگہ منتقل کرنا چاہا تو معلوم ہوا کہ ان کو ابھی دفن کیا گیا ہے۔ ان میں ایک اپنے زخم پر ہاتھ رکھے تھے۔ ہاتھ ہٹایا گیا مگر انہوں نے پھر وہیں رکھ لیا' حالانکہ یہ واقعہ غزوہ اُحد کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔

بیہقی نے ''دلائل'' میں دوسری سند سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ جب ان کا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا' اس پر ہاتھ جب واپس رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ پھر یہ بھی بیان ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ پانی کا چشمہ نکالیں تو اعلان کر دیا کہ یہاں پر جس کا ساتھی ہے اس کیلئے آ جائے۔ لوگ آئے اور اپنے مردوں کو دیکھا تو بالکل تازہ تھے' حتیٰ کہ ایک کے پاؤں پر بھاوڑا لگ گیا تو خون بہہ نکلا۔ لوگ مٹی کھودتے تو مٹی سے مشک کی خوشبو آتی۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی شخص شہداء کی حیات کا انکار نہ کرے گا۔

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلبِ ثواب کیلئے اذان کہنے والا شخص مثل شہید کے ہے' جب وہ مر جاتا ہے اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑتے' نہ کھاتے ہیں۔

۲۷۔قبر پر میت کیلئے قرآن خوانی:

❁ عبدالعزیز جو ضلال کے ساتھی تھے' ان سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے قبرستان میں سورہ یٰسین پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا اور پڑھنے والے کو مُردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ قرطبی سے روایت ہے کہ مردوں کے پاس یٰسین پڑھنا اس کے دو مقام ہیں' مرتے وقت' دوسرا قبر پر۔

❁ امام غزالی نے احیاء العلوم میں اور مولانا عبدالحق نے احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہوئے ''عاقبت'' میں بیان کیا ہے کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورہ فاتحہ' معوذتین' اخلاص پڑھو' اس کا ثواب اہل قبر کو پہنچا دو کہ یہ ثواب پہنچتا ہے۔

❁ قرطبی نے بیان کیا ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میت کو سننے کا ثواب ہے۔ نص قرآن کے مطابق سننے والے پر رحم ہوتا ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

(پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۲۰۴)

لہٰذا خدا کے کرم کے بعید نہیں کہ پڑھنے اور سننے والا دونوں کا ثواب میت کو پہنچا دے۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہیے وہ قبر کے پاس پڑھے' ورنہ قرآن جہاں چاہے پڑھے' خدا ہر جگہ سے اس کی قرأت سنتا ہے اور ثواب عطا کرتا ہے۔ میت کو ثواب عطا ہوتا ہے۔

قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا۔ ایک قبر کے پاس سو گیا۔ دیکھا کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت آ گئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں' البتہ ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر سب کو اس کا ثواب پہنچایا' وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

ابن سعد نے مورق سے روایت کی ہے' کہتے ہیں کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھ دی جائیں اور تاریخ ابن نجار میں کثیر بن سالم کے تذکرے میں ہے کہ انہوں نے وصیت کی کہ جب ان کی قبر مٹ جائے اس کی دوبارہ تعمیر نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم فرماتا ہے جن کی قبریں مٹ جاتی ہیں' اس لئے میں تمنا رکھتا ہوں کہ میرا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جائے۔ چنانچہ ابن نجار کے مطابق آثار میں اس قسم کی روایات ملتی ہیں۔ چنانچہ اپنی سند سے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ایسی قبروں سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا' اس کے ایک سال بعد گزرے تو عذاب ختم ہو چکا تھا۔ بارگاہِ ایزدی میں سوال کرنے پر آسمان سے ندا آئی کہ ان کے کفن پھٹ گئے' بال بکھر گئے' قبریں مٹ گئیں' میں نے ان پر رحم کھایا کیونکہ میں ایسے لوگوں پر رحم کیا کرتا ہوں۔

۲۸۔ میت کی قبر میں نفع دینے والی چیزوں کا بیان:

ابن ابی الدنیا نے ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس سے جنت کا ایک بچھونا بچھایا جاتا ہے اور کہا جاتا

ہے کہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں' آرام سے سو' اور خدا تجھ سے راضی ہو' اور حدِ نگاہ تک اس کی قبر میں وسعت کر دی جاتی ہے اور ایک کھڑکی جنت کی جانب کھول دی جاتی ہے' وہ جنت کی نعمتوں اور خوشبوؤں سے لطف اندوز ہوتا ہے' اس کے پاس اس کے نیک اعمال آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تجھ کو پیاسا رکھا' بیدار رکھا اور مصیبت میں ڈالا' تو آج ہم تیرے مونس و غمگسار ہیں حتیٰ کہ تو جنت میں داخل ہو۔

❁ شیخین علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے تو تین چیزیں اس کے ہمراہ جاتی ہیں' دو واپس آ جاتی ہیں اور ایک رہ جاتی ہے۔ گھر والے' مال' عمل' یہ تین چیزیں ہیں' پہلی دو واپس آ جاتی ہیں اور عمل رہ جاتا ہے۔

❁ ابن ابی الدنیا نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو مومن کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ نماز' روزہ' حج' جہاد' صدقہ' اب جب عذاب کے فرشتے پیروں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے کہ پیچھے ہٹ کیونکہ ان پیروں سے کھڑا ہو کر یہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا' تو عذاب سر کی جانب سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے کہ دُور رہو کہ یہ خدا کیلئے پیاسا رہا' تو عذاب جسم کی طرف سے آتا ہے تو حج اور جہاد آڑے آتے ہیں' تو عذاب ہاتھوں کی جانب بڑھتا ہے تو صدقہ حائل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ ان ہاتھوں کو کیوں عذاب ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رزق بانٹتے تھے۔ پھر اس انسان کو مبارکباد دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تو زندگی اور موت دونوں ہی میں کامیاب رہا۔ پھر فرشتے اس کیلئے

جنتی بچھونا بچھاتے ہیں اور اس کی قبر کو حد نگاہ تک وسیع کر دیا جاتا ہے اور ایک قندیل کو قیامت تک کیلئے وہاں روشن کر دیا جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے یزید بن ابی منصور سے روایت کی کہ ایک شخص قرآن پڑھتا تھا' جب اس کی موت کا وقت آیا تو رحمت کے فرشتے آئے کہ اس کی روح قبض کریں تو قرآن نکل آیا اور کہنے لگا کہ اے مولا! اس کا سینہ میری قیام گاہ تھا' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کو چھوڑ دو۔

اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن اور حفظ قرآن زیادتی عمر کا سبب ہے۔

ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب قبر میں انسان کو پہنچتا ہے۔ علم' ولدِ صالح' کوئی کتاب' کوئی مسجد' مسافر خانہ' نہر' کنواں' کھجور وغیرہ کا درخت' صدقہ جاریہ' ان تمام اشیاء کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے' تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کر دی' تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ! یہ مومنوں کا تحفہ ہے' اپنے مومن بھائیوں کیلئے۔ میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ ایک مومن بندہ اس قبرستان میں داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر ... رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہل ...

کیلئے بخش دیا' تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا۔ مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر میں بھی ہر شب جمعہ کو ثواب ہدیہ کرنے لگا تو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے مالک! جتنے نور تو نے ہدیہ کیئے ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت کر دی اور تیرے لئے جنت میں قصر منیف بنا دیا۔

❁ ابن ابی الدنیا نے یسار بن غالب سے روایت کی' انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کو دیکھا' میں ان کیلئے بہت دعا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے یسار! تمہارے بھیجے ہوئے ہدایا مجھ کو نورانی طباقوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھک کر پیش کیئے جاتے ہیں۔

❁ طبرانی نے اوسط میں اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت قبر میں گناہ سمیت داخل ہو گی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہو گی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔

❁ احمد اور اصحابِ سنن اربعہ نے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں' کون سا صدقہ افضل رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ اُمِ سعد کا ہے۔

❁ طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصال ثواب کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام اسے نور کے طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے پر

کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے قبر والے! یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے' قبول کر۔ یہ سن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔

بیہقی نے شعب الایمان اور اصبہانی نے ترغیب میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کیا تو اللہ اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا' اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے ان کو پورا اجر ملے گا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے مردہ رشتہ داروں کی جانب سے حج کیا جائے۔

ابن شیبہ نے حجاج بن دینار سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کی اطاعت کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کیلئے نماز پڑھو اور اپنے روزے کے ساتھ ان کیلئے روزہ رکھو اور صدقہ کے ساتھ ان کے لئے صدقہ کرو۔

شیخین علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی رکھ سکتا ہے۔

۲۹۔ مومن کی قبر کی حفاظت کرنے والوں کا بیان:

ابونعیم نے ابوسعید سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح قبض فرمالیتا ہے تو اس کے فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں' اے ہمارے رب!

تو نے ہم کو اپنے مومن بندے کے اعمال لکھنے پر مقرر فرمایا تھا' اب تو نے اس کی روح کو قبض کر لیا ہے تو اب تو ہم کو اجازت دے کہ ہم آسمان پر اقامت کریں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر آسمان میری تسبیح و تقدیس کرنے والے فرشتوں سے پُر ہے۔ تو وہ عرض کریں گے پھر زمین پر رہنے کی اجازت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری زمین میری تسبیح کرنے والی مخلوق سے بھری ہے' ہاں اسی بندے کی قبر پر جا کر کھڑے ہو جاؤ اور وہاں میری تسبیح' تہلیل اور بڑائی بیان کرو اور قیامت تک ایسا ہی کرتے رہو۔ یہ سب میرے بندے کے نامۂ اعمال میں لکھو۔ بعض روایات میں ہے کہ کافر کے فرشتوں سے کہا جاتا ہے کہ اس کی قبر پر واپس جاؤ اور اس پر لعنت کرو

۳۰۔ انسان کی طرف سے میت کو ایذا رسانی:

❁ ابن شیبہ نے اور حکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ میں انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلنا پسند کروں گا' مگر کسی مسلمان کی قبر روندنا پسند نہ کروں گا' اور قبرستان میں بیٹھ کر قضائے حاجت کرنا میرے نزدیک بازاروں میں قضائے حاجت کرنے کے برابر ہے۔ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

❁ طبرانی نے حاکم اور ابن مندہ نے عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ قبر سے نیچے اُترو' نہ تم قبر والے کو تکلیف پہنچاؤ' نہ قبر والا تم کو تکلیف پہنچا۔

۳۱۔ نوحہ کرنے سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے:

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بیہوشی طاری ہوئی تو نوحہ کرنے والی عورت کھڑی ہوئی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، انہیں ہوش آ گیا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتیں چیخنے لگیں کہ "اعزاہ واجبلاہ" تو ایک فرشتہ میرے اوپر گرز لے کر کھڑا ہوا کہ کیا تو ایسا ہی تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم "ہاں" کہتے تو میں تم کو اس گرز سے مارتا۔

۳۲۔ مردے کو برا کہنے کی ممانعت:

ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے مردوں کا ذکر اچھے الفاظ میں کرو، کیونکہ اگر تم ان کو بُرے الفاظ سے یاد کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل جنت سے ہیں تو تم گنہگار ہو گے، اور اگر اہل جہنم سے ہیں تو وہی سزا کافی ہے جو ان کو مل رہی ہے۔

۳۳۔ میت پر اس کا ٹھکانا ہر روز پیش کیا جاتا ہے:

شیخین علیہ الرحمۃ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اس کی اصل قیام گاہ صبح و شام قیامت تک اس پر پیش کی جاتی ہے۔ اگر وہ اہل جنت سے ہے تو جنت، اور اگر اہل جہنم سے ہے تو جہنم۔ قرطبی کہتے ہیں کہ جنت اس کو دکھائی جائے گی جس کو عذاب قطعاً نہ ہوگا اور

وہ جس کو عذاب ہوگا وہ جنت اور جہنم دونوں کا مشاہدہ کرے گا' خواہ بیک وقت ہو یا دو وقتوں میں۔ پھر یہ پیش کیا جانا یا تو صرف روح پر ہوگا' یا روح پر اور جسم کے بعض حصے پر' یا روح مع الجسم پر۔

۳۴۔زندہ لوگوں کے اعمال مردوں پر پیش ہوتے ہیں:

حکیم ترمذی نے اپنی ''نوادر'' میں اپنی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں اور جمعہ کے روز ماں باپ پر۔ جب مُردوں کو اپنے رشتہ داروں سے کسی نیک عمل کی اطلاع ملتی ہے تو ان کے چہرے خوشی سے کھل جاتے ہیں' تو اے بندگان خدا! اپنے رشتہ داروں کو تکلیف اور ایذا نہ دو۔ ابن ابی الدنیا اور ابن مبارک وغیرہما سے بھی اس قسم کی روایات مروی ہیں۔

۳۵۔وہ چیزیں جو روح کو اچھے مقام پہنچنے سے روکتی ہیں:

❁ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی' نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس پر نماز پڑھیں تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ''کیا اس پر دین (قرض) ہے؟'' تو لوگوں نے کہا کہ ''ہاں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ایسے شخص پر میں نماز پڑھ کر کیا کروں جس کی روح قبر میں اس کے دین کے بدلے رہن ہے اور آسمان پر نہیں جاتی' تو اگر کوئی شخص اس کے دین کا ذمہ دار ہو جائے تب میرا اس پر نماز پڑھنا مفید ہوگا''۔

❁ ''کتاب من عاش بعد الموت'' میں ابن ابی الدنیا نے شیبان بن حسن

سے روایت کی' وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ اور عبدالواحد بن زید ایک جہاد میں گئے تو انہوں نے ایک کنواح دیکھا جس میں سے آوازیں آ رہی تھیں۔ اندر دیکھا تو ایک شخص کچھ تختوں پر بیٹھا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے' تو انہوں نے دریافت کیا کہ جن ہو یا انسان؟ تو اس نے کہا کہ انسان۔ پھر انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں کے رہنے والے ہو؟ میرے رب نے مجھے وفات دے دی اور اب مجھ کو اس کنوئیں میں قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند کر دیا ہے اور انطاکیہ کے کچھ لوگ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں مگر میرا دین نہیں چکاتے۔ چنانچہ یہ لوگ انطاکیہ گئے اور اس کا دین چکا کر واپس آئے تو وہ شخص غائب ہو چکا تھا اور خود کنواں بھی وہاں سے غائب تھا۔ چنانچہ وہ لوگ پھر کنوئیں کے مقام پر سو رہے۔ رات کو خواب میں وہی شخص آیا اور اس نے کہا کہ جزاکم اللہ خیرا میرے رب نے میرا قرض ادا ہونے کے بعد مجھ کو جنت کے فلاں حصہ میں منتقل فرما دیا ہے۔

۳۶۔ زندہ اور مردہ لوگوں کی روحیں نیند کی حالت میں ملاقات کرتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔

(پارہ ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۴۲)

اللہ تعالیٰ جانوں کو موت دیتا ہے ان کے مرنے کے وقت اور جو نہیں

مرتے اپنی نیند میں ہوتے ہیں تو جس کے لئے موت کا فیصلہ ہوکا اسے روک لیتا ہے اور دوسری کو چھوڑ دیتا ہے' ایک مدت مقررہ تک۔ اس آیت میں شرعی دلیل زندہ اور مردہ کی روحوں کے بارے میں ہے کہ روحیں بحالت نیند ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں۔

"کتاب الروح" میں بقی بن مخلد اور ابن مندہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ زندہ اور مردہ لوگوں کی ارواح نیند میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کرتی ہیں تو مردوں کی ارواح کو اللہ روک لیتا ہے اور زندہ لوگوں کی ارواح ان کے اجسام کی طرف واپس فرما دیتا ہے۔

ابن ابی الدنیا اور ابن جوزی نے کتاب "عیون الحکایات" میں اپنی سند سے روایت کی کہ صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک آپس میں ایک دوسرے کے منہ بولے بھائی تھے' تو صعب نے عوف سے کہا کہ اے بھائی! ہم میں جو بھی پہلے انتقال کر جائے تو وہ دوسرے کو خواب میں دیکھے۔ عوف نے کہا' کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے؟ صعب نے کہا کہ ہاں یہ ہوسکتا ہے؟ چنانچہ صعب کا انتقال ہو گیا اور ان کو عوف نے خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ "کیا معاملہ ہوا" انہوں نے کہا کہ بعد تکلیف میرے رب نے میری مغفرت کردی۔ لیکن عوف کہتے ہیں کہ میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ چمکدار پٹی دیکھی تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ دس دینار ہیں جو میں نے ایک یہودی سے قرض لئے تھے' وہ آج میرے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیے گئے ہیں' اگر تم اس کو ادا کردو تو اچھا ہے۔ میرے گھر

والوں کے جتنے واقعات ہوئے اور ہوتے ہیں وہ سب مجھ کو بتائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ چند دن ہوئے کہ ہماری بلی مری' تو اس کی بھی اطلاع مل گئی' اور یہ بھی تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میری بیٹی چھ روز بعد مر جائے گی' تم اس کو اچھی طرح رکھو اور اچھا برتاؤ کرو۔ عوف کہتے ہیں کہ صبح کو میں صعب کے گھر آیا تو ایک برتن میں دس دینار پائے اور وہ لے کر یہودی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ کیا صعب پر تمہارا کچھ قرض ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں دس دینار تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین صحابی تھے' اللہ ان پر رحم کرے۔ میں نے دینار اس کی طرف بڑھائے۔ وہ کہنے لگا کہ واللہ' یہ تو وہی دینار ہیں جو میں نے دیئے تھے۔ میں نے گھر والوں سے دریافت کیا کہ کیا صعب کی وفات کے بعد آپ لوگوں کے یہاں کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے' تو انہوں نے واقعات شمار کرانے شروع کئے' حتیٰ کہ بلی کے مرنے کا واقعہ بتایا۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ میری بھتیجی کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ کھیل رہی ہے۔ میں نے اس کو چھو کر دیکھا تو وہ بخار میں مبتلا تھی۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اس کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرنا' پھر وہ چھ روز بعد مر گئی۔

❁ ''مستدرک'' میں حاکم نے اور ''دلائل'' میں بیہقی نے کثیر بن صلت سے روایت کی کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر شہادت کی رات کو غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تم ہمارے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرو گے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے' چنانچہ آپ جمعہ کے روز

بہ حالت روزہ شہید کر دیئے گئے۔

❁ حاکم و بیہقی نے دلائل میں سلمٰی سے روایت کی کہ میں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو ان کو روتا ہوا پایا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں اور سر اقدس اور داڑھی گرد آلود ہیں۔ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا معاملہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مقتل حسین رضی اللہ عنہ سے آ رہا ہوں۔

❁ ''کتاب الوصایا'' میں ابوالشیخ ابن حبان نے عطاء خراسانی سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے بتایا کہ جنگِ یمامہ میں ثابت شہید ہو گئے' ان پر ایک نفیس چادر تھی' ایک مسلمان نے وہ چادر اُٹھالی۔ ساتھ ہی ایک مسلمان سو رہا تھا۔ ثابت نے اسکو خواب میں بتایا کہ جو شخص چادر لے گیا ہے اس کا خیمہ بالکل آخر میں ہے۔ اس خیمہ کے پاس گھوڑا بندھا ہے۔ اس شخص نے چادر پر ہانڈی ڈھک دی ہے اور ہانڈی پر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ تم خالد بن ولید کے پاس جاؤ اور ان کو حکم دو کہ وہ میری چادر لے لیں اور جب تم مدینہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آؤ تو ان سے کہنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے فلاں حضرات کا۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے تمام واقعہ کہہ سنایا اور انہوں نے واپسی پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تمام ماجرا کہہ دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت پوری کی۔ ہمارے علم میں ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ ہی کی ایک ایسی ہستی ہے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی اور ان کی وصیت پوری کی گئی۔

حاکم نے معمر سے روایت کی کہ مجھ سے ایک شیخ نے روایت کی کہ ایک عورت جس کا ہاتھ شل تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں سے کسی ایک بیوی کے پاس آئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کر دے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا تمہارا ہاتھ شل کیونکر ہو گیا؟ اس نے اپنا واقعہ بتایا کہ میرا والد ایک مالدار مخیر آدمی تھا اور میری ماں کے پاس کچھ نہ تھا' اس نے کبھی کچھ صدقہ نہ کیا۔ البتہ ایک مرتبہ ہمارے ہاں ایک گائے ذبح ہوئی تو اس کی تھوڑی چربی اس نے ایک مسکین کو دی اور ایک چیتھڑا اس کو پہنا دیا۔ پھر میرے باپ اور ماں دونوں کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نہر پر ہیں اور لوگوں کو سیراب کر رہے ہیں' میں نے دریافت کیا کہ اے باپ! کیا آپ نے میری ماں کو بھی دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تمہاری ماں کو نہیں دیکھا۔ بڑی تلاش کے بعد ملی' وہ تنگی میں تھی' اس کے جسم پر وہ پھٹا ہوا کپڑا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں چربی کا وہ ٹکڑا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ وہ اس کو اپنے ایک ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ پر مارتی تھی اور اس کا جو اثر دوسرے ہاتھ پر ہوتا تھا اس کو چوس کر اپنی پیاس کو تسکین دیتی تھی اور پکار رہی تھی کہ "پیاس' پیاس" میں نے اپنی ماں کو اس حالت میں دیکھ کر کہا کہ اے ماں! کیا میں تجھ کو سیراب نہ کروں؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے ایک برتن باپ سے لیا اور اس کو پلایا۔ اتنے میں جو لوگ اس پر مقرر تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ جس نے اس عورت کو پانی پلایا ہے خدا اس کے ہاتھ کو شل کر دے' سو میرا ہاتھ شل ہو گیا۔

حاکم نے مستدرک میں طبرانی نے اوسط میں اور عقیلی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ ابوالحسن کیا بات ہے؟ کہ آدمی خواب دیکھتا ہے' کچھ ان میں سچے نکلتے ہیں اور کچھ جھوٹے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی مرد یا عورت سوتا ہے تو اس کی روح کو عرش کی طرف لے جایا جاتا ہے' تو اب جو عرش پر پہنچ کر جاسکتا ہے' اس کا خواب سچا ہوتا ہے۔

نسائی نے خزیمہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں نے اس چیز کی اطلاع آپ کو دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ایک روح دوسری روح سے ملاقات کرتی ہے۔

شیخ عزالدین بن سلام نے کہا کہ روح یقظہ ایک روح ہے کہ جب وہ جسم میں ہوتی ہے تو جسم جاگتا ہے اور جب جسم سے خارج ہوتی ہے تو جسم سو جاتا ہے اور یہ سب کچھ بطور عادت ہے' پھر یہ روح خواب دیکھتی ہے اور جب آسمان پر پہنچ کر مشاہدہ کرتی ہے تو وہ خواب سچا ہو جاتا ہے' کیونکہ آسمان پر شیطان کا تصرف ممکن نہیں' اور اگر آسمان کے نیچے رہ کر خواب دیکھتی ہے تو شیطان کی مداخلت کی بناء پر وہ خواب سچا نہیں ہوتا۔

۳۷۔ خواب میں مردوں سے ملاقات اور ان کے حالات کا بیان:

ابن سعد نے عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بے حد شوق تھا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معاملے پر مطلع ہوں۔ ایک روز

خواب میں میں نے ایک محل دیکھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا ہے؟ ابھی میں دریافت ہی کر رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس میں سے نکلے' آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غسل فرما کر آ رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ معاملہ کیسا رہا؟ تو آپ نے بتایا کہ اگر میرا رب رؤف ورحیم نہ ہوتا تو میری بے عزتی ہو جاتی۔ بارہ سال تم سے جدا ہوئے ہو گئے ہیں اور آج حساب سے فارغ ہوا ہوں۔

❁ ابن سعد نے ابومیسرہ عمرو بن شرجیل سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں داخل ہو رہا ہوں' وہاں کچھ قبے تھے' میں نے پوچھا کہ یہ کس کے ہیں؟ تو جواب ملا کہ ذی کلاع اور حوشب کے' یہ دونوں حضرات' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں تھے اور قتل ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ تو جواب ملا کہ وہ بھی تمہارے سامنے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا تو جواب ملا کہ یہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے تو اسے بہت ہی زاہد مغفرت کرنے والا پایا' میں نے پوچھا کہ خارجیوں کا کیا ہوا؟ تو جواب ملا کہ انہوں نے غم اور حزن کو پایا۔

❁ ابن ابی الدنیا نے "کتاب المنامات" میں ابوبکر خیاط سے نقل کیا کہ ایک رات پہلے خواب میں دیکھا کہ میں قبرستان میں ہوں اور قبر والے نکلے ہوئے اپنی قبروں کے اوپر بیٹھے ہیں' ان کے سامنے پھول ہیں' اتنے میں' میں نے دیکھا کہ محفوظ (شاید کسی شخص کا نام ہے) ان کے درمیان آ جا رہے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا تو انہوں نے یہ شعر پڑھے' جن کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: پرہیزگاری کی موت ایک ایسی زندگی ہے جس کو فنا نہیں' کچھ لوگ اگرچہ مرچکے ہیں مگر درحقیقت وہ زندہ ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے ابوعبداللہ الجری سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کو خواب میں دیکھا تو وہ فرمارہے تھے کہ دنیا دھوکہ ہے اور آخرت جہانوں کیلئے سرور ہے اور یقین سے بہتر کوئی چیز نہیں' خدا اور مسلمانوں کی خیرخواہی بہت اچھی ہے' کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو' جب کوئی نیک کام کرو تو سمجھو کہ حق ادا نہ ہوا۔

ابن عساکر نے حسن ابن عبدالعزیز ہاشمی عباسی سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر محمد بن جریر کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ موت کو کیسا پایا؟ تو انہوں نے کہا کہ خیر ہی خیر پائی۔ میں نے پوچھا کہ قبر میں کیا پایا؟ کہا خیر پائی۔ میں نے پوچھا کہ ''منکر نکیر کو کیسا پایا؟ جواب دیا کہ بہتر پایا۔ میں نے کہا کہ اے ابوعلی! تیرا رب تجھ پر بہت مہربان ہے' اس کی بارگاہ میں میرا ذکر کردینا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم ہم سے کہتے ہو کہ ہم تمہارا ذکر خدا کی بارگاہ میں کریں حالانکہ ہم خود تمہارے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرتے ہیں۔

ابن عساکر عبداللہ بن صالح سے روایت کی کہ کسی شخص نے ابونواس (شاعر) کو خواب میں دیکھا' وہ بہت ہی مزے میں تھے۔ پوچھا کیا حال ہے؟ تو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے اور یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ پوچھا گیا کہ تم تو بہت گڑبڑ والے تھے' پھر یہ کیوں ہوا؟ کہا' ایک رات خدا کا ایک نیک بندہ قبرستان میں آیا اور اپنی چادر بچھا کر دو رکعت نماز ادا کی اور قبرستان کے تمام مردوں کو ہدیہ کیا' میں بھی خوش قسمتی سے انہیں لوگوں کی صف میں آگیا۔

❁ ابن ابی الدنیا نے یزید بن ہارون سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یزید واسطی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مغفرت کر دی۔ میں نے پوچھا: مغفرت کس سبب سے ہوئی؟ تو فرمایا کہ ایک مرتبہ ابوعمرو بصری جمعہ کے دن ہمارے پاس بیٹھے اور دعا کی تو ہم نے آمین کہا' بس اس لئے مغفرت ہو گئی۔

❁ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں محمد بن سالم سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں قاضی یحییٰ بن اکثم علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو انہوں نے بتایا کہ خدا نے مجھ کو اپنے رُوبرو بلا کر ڈانٹا اور کہا کہ اے بدعمل بڈھے اگر تیری داڑھی سفید نہ ہوتی تو میں تجھ کو آگ میں جلاتا۔ بس پھر کیا تھا' میرا وہی حال ہوا جو ایک غلام بے دام کا اپنے آقا کے حضور ہوتا ہے' میں بے ہوش ہو گیا' تو پھر مجھے اسی طرح خطاب کیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا' جب مجھ کو ہوش آیا تو میں نے عرض کی: اے مولا! تیرا فرمان جو مجھ تک پہنچا ہے اس میں تو ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ فرمان کیا ہے؟ (حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے) میں نے عرض کی مجھ سے عبدالرزاق بن ہمام نے بیان کیا' انہوں نے معمر بن راشد سے' انہوں نے ابن شہاب زہری سے' انہوں نے انس بن مالک سے' انہوں نے تیرے نبی کریم ﷺ سے' انہوں نے جبریل سے' انہوں نے تجھ سے کہ تو نے فرمایا کہ جو شخص حالتِ اسلام میں بوڑھا ہوا' میں اس کو عذاب دینے سے حیاء فرماتا ہوں (یعنی اسے عذاب نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عبدالرزاق نے سچ کہا' معمر نے سچ کہا' زہری نے سچ کہا' انس نے سچ کہا' میرے

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ کہا' جبریل (علیہ السلام) نے سچ کہا' میں نے ہی یہ وعدہ فرمایا ہے۔ جاؤ اے فرشتو! میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جاؤ۔

۳۸۔ روحوں کے قیام کا مقام:

ابن قیم بیان کرتے ہیں کہ ارواح کے جمع ہونے کا مسئلہ بہت عظیم ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں۔ اس کا علم شرعی نصوص سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایک قول کے مطابق تمام مومنین کی ارواح' شہید ہوں یا غیر شہید' جنت میں ہیں۔ اگر کسی سے بڑا گناہ سرزد ہو جائے جو اس نعمت سے محروم کر دے تو اس کا مقام جنت میں نہیں رہتا' قرآن کریم میں ہے:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ

(پارہ ۲۷، سورہ الواقعہ، آیت ۸۸، ۸۹)

پس اگر مرنے والا مقربین سے ہے تو رحمت الٰہی اور پھول ہیں اور نعمت والی جنت ہے۔ اور پھر دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ

(پارہ ۳۰، سورہ الفجر، آیت ۲۷ تا ۳۰)

اے مطمئن جان! تو اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ آ' اور میرے بندوں میں شامل ہو' اور میری جنت میں داخل ہو۔ بدن سے جدا ہونے کے بعد ارواح کی تین قسم خدا نے بیان کی ہیں:

مقربین جو جنت میں ہیں۔

دوسرے دائیں بازو والے یہ عذاب سے محفوظ ہیں۔

تیسرے جھٹلانے والے گمراہ لوگ وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ ارواح اپنے مقامات کے لحاظ سے برزخ میں مختلف مقامات پر رہتی ہیں۔ انبیاء علیہما السلام کی ارواح ملاء اعلیٰ میں علیین میں ہیں۔ شہداء فرقِ مراتب رکھتے ہیں۔ سبز رنگ کے جنتی پرندوں کی پوٹوں میں بعض شہداء کی ارواح ہیں کیونکہ بعض شہداء جنت میں داخل ہونے سے روک دیئے جاتے ہیں بوجہ قرض کے۔ جیسا کہ عبداللہ بن جحش سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا کہ اگر خدا کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا اجر ملے گا؟ جواب ملا جنت سوائے قرض کے کیونکہ جبرائیل (علیہ السلام) نے بتایا کہ مقروض کو جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا۔ بعض جنت کے دروازے پر ہوں گے۔ بعض وہ ارواح ہیں جن کو زمین میں قید کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے مقامات پر ہوتی ہیں لیکن مقامات جدا ہونے کے باوجود ایک قسم کا تعلق اپنے جسم سے رکھتی ہیں تاکہ عذاب و ثواب کو حاصل کر سکیں۔

ابن قیم کے مطابق روح کا تعلق جسم سے پانچ قسم کا ہے:

ماں کے پیٹ میں، ولادت کے بعد، سونے کی حالت میں، برزخ میں، یہاں ایک قسم کا تعلق ہے۔ قیامت کے روز وہ تعلق اکمل ترین ہوگا۔ اس لئے کہ اس تعلق کے بعد جسم نہ تو نیند کو اور نہ موت کو اور نہ فساد کو قبول کر سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ روح بہت سریع حرکت رکھتی ہے۔ ایک ہی لمحہ میں آسمان سے زمین پر آ کر اپنے جسم سے متعلق

ہو جاتی ہے جیسے سونے والا کہ اس کی روح سونے میں ساتویں آسمان پار کر کے عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہوتی ہے اور پھر تھوڑی دیر میں واپس آ جاتی ہے۔

حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے تو ان کے نزدیک حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اسماء! یہ جعفر طیار ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے ہمراہ جا رہے ہیں۔ ہم کو سلام کیا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کا حال بتایا کہ میں نے فلاں فلاں دن مشرکین کے ساتھ جنگ کی۔ میرے جسم میں تہتر نیزے اور تلواروں کی چوٹیں آئیں۔ جھنڈا میرے دائیں ہاتھ میں تھا۔ وہ ہاتھ کٹا تو بائیں سے جھنڈا پکڑ لیا۔ وہ کٹ گیا تو خدا نے ان کے عوض دو بازو دیئے تاکہ میں حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کے ساتھ پرواز کر سکوں اور جنت میں جہاں چاہوں اُتر سکوں۔ جنت کے پھلوں میں سے جو چاہوں کھا سکوں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو منبر پر چڑھ کر بیان فرمایا۔

قرطبی نے حدیث کعب رضی اللہ عنہ میں کہا کہ نسمہ المومن طائر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مومن کی روح بذات خود پرند بن جاتی ہے۔

ابن ماجہ میں ہے ارواح الشهداء عند الله كطير خضر۔ کہ شہداء کی ارواح اللہ۔ کے نزدیک مثل سبز پرندوں کے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ تحول فی طير خضر۔ مومنین کی ارواح سبز پرندوں میں گھومتی ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: فی صور طیر بیض ۔ارواح مومنین سفید پرندوں میں گھومتی ہیں۔

اور کعب بیان کرتے ہیں: ارواح الشہداء طیر خضر ۔ کہ ارواح شہداء سبز پرند ہیں۔

- حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ تمام ارواح برزخ میں گھومتی ہیں اور دنیا کے حالات کا مشاہدہ کرتی ہیں۔

نیز فرشتوں کے حالات کا بھی مشاہدہ کرتی ہیں۔ کچھ روحیں عرش کے نیچے ہیں' کچھ جنت میں پھرتی ہیں۔

- بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو جنت میں دودھ پلانے کیلئے ایک دایہ ملے گی۔ حضرت ابراہیم جنت البقیع میں دفن ہوئے مگر جنت میں دودھ پیتے ہیں۔

- صاحب افصاح کہتے ہیں کہ نعمت والی روحیں مختلف حالات میں ہیں۔ کچھ جنت میں پرند ہیں' کچھ سبز پرندوں کی پوٹوں میں' کچھ عرش کے نیچے قندیلوں میں' کچھ سفید پرندوں کی پوٹوں میں اور کچھ چڑیوں کی پوٹوں میں' اور کچھ روشن جنتی صورتوں والے اشخاص میں اپنے اعمال صالح کی صورتوں میں ہیں۔ کچھ اپنے جسموں میں آتی جاتی رہتی ہیں' کچھ مُردوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں' کچھ میکائیل علیہ السلام کی کفالت میں' کچھ ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں' اس سے تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہیں۔

حدیث اسراء میں ''دلائل'' میں بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں دوسرے آسمان پر پہنچا تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی' ان کے ہمراہ اُمت کے کچھ لوگ تھے۔ تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ان کے ہمراہ اُمت کے کچھ لوگ تھے۔ چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ان کے ہمراہ اُمت کے کچھ لوگ تھے۔ پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کی اُمت کے کچھ لوگ تھے۔ چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی اُمت کے افراد تھے۔ ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اُمت کے افراد تھے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کا اور آپ کی اُمت کا مقام ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۶۸)

بے شک ابراہیم کے زائد مستحق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی اتباع کی اور یہ نبی اور ایمان والے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو حصے تھے' کچھ کاغذ کی مانند سفید کپڑے پہنے ہوئے' کچھ پر مٹی کے کپڑے تھے۔ اس سے ارواح کے مقامات کا واضح ثبوت ہے کہ ہر آسمان پر ایک قوم ہے۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ نفس کے چار ادوار ہیں' ہر دوسرا دور پہلے سے بڑھ کر ہے۔ ماں کے پیٹ میں یہ قید و بند' غم اور تاریکیوں کا زمانہ ہے۔ دوسرا یہ دُنیا کا دور جس میں نفس یا جس سے نفس نے محبت کی اور خیر و شر کو حاصل کیا۔ تیسرا برزخ کا دور ہے۔ یہ زیادہ وسیع اور فراخ ہے۔ اس کی نسبت دُنیا سے وہی ہے جو دنیا کو ماں

کے پیٹ سے ہے۔ چوتھا دور دار القرار ہے۔اس کے بعد نہ کوئی دور ہے نہ دار۔
نفس کے احکام ہر دار کی نسبت بدلتے رہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اس حدیث سے روشنی ملتی ہے جو ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ مومن کا حال دنیا میں ایسا ہے جیسے جنین کا یعنی پیٹ کے بچے کا اپنی ماں کے پیٹ میں ہے۔ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو روتا ہے' لیکن جب روشنی دیکھتا ہے تو اتنا خوش ہوتا ہے کہ دنیا سے جانے پر راضی نہیں ہوتا اور جب دنیا سے آخرت کو پہنچتا ہے تو وہاں سے واپس آنا نہیں چاہتا جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں واپس نہیں جاتا۔

❁ آدم بن ایاس نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے قول:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹)

کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں' جنت کے میووں سے اس کو پھل دیئے جاتے ہیں۔ ان کو جنت کی خوشبوئیں پہنچتی ہیں۔ حضرت ابن عباس سے مروی حدیث میں ہے: الشهداء على نهر بارق بباب الجنة۔ کہ شہداء نہر بارق کے کنارے پر ہوں گے اور یہ نہر جنت کے دروازے پر واقع ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تمام شہداء کے بارے میں ہو اور خاص شہداء عرش کے نیچے قندیلوں میں ہوں' اور یہ بھی ممکن ہے کہ شہداء سے مراد حقیقی شہید نہ ہو بلکہ وہ شہید ہوں جو حکما شہید ہیں۔ مثلاً طاعون سے مرنے والا' پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' ڈوب کر مرنے والا' حادثہ میں مرنے والا یا عام مومن کہ سچے مومن کو شہید کہہ سکتے ہیں کیونکہ

اس کے ایمان کی صحت کی شہادت دی گئی ہے جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر مومن صدیق اور شہید ہے جیسا کہ آیت الحدید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔(پارہ ۲۷، سورہ الحدید، آیت ۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میری اُمت کے مومن صدیق اور شہید ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت بھی پڑھی۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کعب سے دریافت کیا کہ علیین اور سجین کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ علیین ساتویں آسمان پر ہے' اس میں مومن کی ارواح ہیں۔ سجین ساتویں زمین پر شیطان کے رخسار کے نیچے ہے۔ اس میں کافروں کی روحیں ہیں۔ ثابت ہوا کہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے مگر جہنم ساتویں زمین کے نیچے ہے۔
- طبرانی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہماری ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کس حال میں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ موتیوں اور ہیروں کے گھر میں آسیہ فرعون کی بیوی کے ساتھ ہیں۔
- ابن ماجہ' ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس شخص اسلمی کو سنگسار کیا' جس نے خود زنا کا اعتراف کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

❁ کتاب القبور میں ابن ابی الدنیا نے عمرو بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی جس کے پاس مسلمان کی امانت تھی، مر گیا۔ یہودی کا لڑکا مسلمان تھا۔ اسے پتہ نہ چلا کہ امانت کہاں رکھی ہے؟ اس نے شعیب جبائی کو اطلاع دی۔ اس نے کہا کہ برہوت کے چشمے پر جا کر سنیچر کے دن اپنے باپ سے پتہ کراؤ۔ چنانچہ وہ چشمہ برہوت پر پہنچا اور دو تین مرتبہ باپ کو پکارا اور کہا کہ فلاں کی امانت کہاں ہے؟ اندر سے جواب آیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے نیچے ہے۔ اس کی امانت دے دو اور تم جس دین پر ہو اس پر قائم رہو۔

❁ ابن حزم بیان کرتے ہیں کہ روحیں اسی جگہ واپس چلی جائیں گی جہاں یہ بدن کے متعلق ہونے سے پہلے تھیں۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں طرف یا بائیں طرف۔ یہ قرآن میں فرمان ربی

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

(پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۲)

سے استدلال ہوا' اور یاد کرو جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی ذریت کو نکالا۔ پھر فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ (پارہ ۸، سورہ الاعراف، آیت ۱۱)

ترجمہ: اور ہم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورت بنائی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو یک دم پیدا کیا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ روحوں کا لشکر ہے جو آپس میں ایک دوسرے کو جانتی ہیں' وہ ملتی ہیں اور جو نہیں جانتیں' وہ جدا جدا ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے ارواح سے

عہد لیا تھا الوہیت کا اور ان کو گواہ بنایا تھا' حالانکہ ان کو ابھی قالب جسمانی عطا نہیں کیا گیا تھا۔ ان کو ایک دم پیدا کر دیا تھا اور وہ عاقل تھیں۔ خدا نے ان کو برزخ میں جگہ عطا کی اور اجسام سے جدا ہونے کے بعد وہ برزخ میں پھر لوٹا دی جائیں گی۔ فی الحال روحیں عالم برزخ سے رفتہ رفتہ اجسام کی طرف آ جاتی ہیں جو تولیدی مادہ سے وجود حاصل کرتی ہیں۔

معلوم یہ ہوا کہ جسم سے متعلق ہونے سے قبل بھی ارواح علم وعقل رکھتی ہیں۔ مرنے کے بعد ان کو برزخ میں واپس کر دیا جاتا ہے جیسا کہ شب معراج حضور ﷺ نے ارواح کو عالم برزخ میں ملاحظہ فرمایا۔ نیک بختوں کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں طرف' بدبختوں کی روحیں بائیں طرف اور یہ مقام عالم عناصر سے وراء الورا تھا۔ مومن بلندی کی جانب' کافر پستی کی جانب' دونوں میں برابری نہ تھی۔ اس پر اہل علم نے اتفاق کیا۔ ابن حزم کے مطابق' اسی پر اسلام کے آئمہ کا اجماع ہے۔ وہ خدا کے فرمان کے عین مطابق ہے۔

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ

(پارہ ۲۷، سورہ الواقعہ، آیت نمبر ۸ تا ۱۲)

ترجمہ: دائیں طرف والے کون ہیں' دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے کون ہیں' بائیں طرف والے۔ سبقت لے جانے والے' آگے بڑھ جانے والے' وہی مقرب ہیں نعمت والی جنتوں میں ہیں۔ تو پھر

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (پارہ ۲۷، سورہ الواقعہ، آیت ۸۸)

سے ثابت ہوتا ہے کہ ارواح یہاں ٹھہری رہیں گی اور تھوڑی تھوڑی اجسام کی طرف منتقل ہوتی رہیں گی۔ یہاں تک کہ جب سب کی تعداد پوری ہو جائے گی تو قیامت قائم ہو جائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ اجسام کی طرف لوٹا دے گا' اسی کا نام حیاتِ ثانیہ ہے۔

❁ بعض حضرات کے مطابق ارواح اپنی اپنی قبروں کے کناروں پر ہوتی ہیں جس کو ابن عبدالبر نے صحیح قرار دیا۔ جس کی دلیل میں سوال قبر' عذاب قبر' جنت' جہنم وغیرہ کا اہل قبور پر پیش ہونا۔ قبور کی زیارت کا مستحب ہونا۔ اور ان کو سلام کرنا اور حاضر و عاقل کی طرح ان کو خطاب کرنا۔ مگر ابن قیم بیان کرتے ہیں کہ یہ کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ روح قبر میں ہے یا اس کے قریب ہے کیونکہ قیام گاہ کا پیش کیا جانا اس پر دلالت نہیں کرتا۔ یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب روح کو ایک خاص قسم کا تعلق بدن سے ہو جائے۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ روح رفیق اعلیٰ میں ہونے کے باوجود بدن سے اس کا تعلق ہو۔ مثلاً جب مسلمان سلام کرتے ہیں تو صاحب قبر اس سلام کا جواب دیتا ہے حالانکہ وہ اپنے مقام رفیق اعلیٰ میں رہتی ہے۔ جیسے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس طرح دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے' جن میں دو بازوؤں نے افق کو پاٹ دیا تھا' پھر وہ آپ کے اتنے قریب آ گئے کہ اپنے گھٹنے حضور کے گھٹنوں پر رکھ دیئے اور اُپنے ہاتھ حضور کی رانوں پر' اور حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب میں نے نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ جبریل آسمان و زمین کے درمیان کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں

یا محمد انت رسول اللّٰہ وانا جبریل

اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔

جب میں نگاہ اٹھاتا' جس طرف نگاہ ہوتی جبریل نظر آتے' اور یہی تاویل خدا تعالیٰ کے آسمان دُنیا پر نزول کی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ حرکت اور انتقال سے پاک ہے۔ جو لوگ خدا غائب کو دنیا حاضر پر قیاس کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں' روح کو بھی جسم کی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر وہ ایک جگہ ہوتی تو دوسری جگہ سے غائب ہوتی ہوگی' یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ دنیا عالم برزخ کے مقابل ایسے ہے جیسے ماں کا پیٹ دنیا کے سامنے ہے کہ کوئی نسبت ہی نہیں۔ شب معراج حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں' پھر ان کو چھٹے آسمان پر دیکھا' بیت المقدس میں دیکھا۔ ان کی روح جسم مثالی میں قبر کے اندر تھی کہ جسم سے خاص اتصال ہے کہ وہ نمازیں پڑھیں' سلام کا جواب بھی دیں۔ انبیاء کا قبر میں زندہ ہونا' نماز پڑھنا ثابت ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مقام یہ ہے کہ روضۂ اقدس میں بھی سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور اس کے علاوہ مومن جہاں کہیں بھی ہو حضور ﷺ اس کے صلوٰۃ وسلام کا جواب دیتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ سنتے ہیں اور اس کو پہچانتے ہیں اور یہ حضور کے خصائص میں ہے۔

"عیون الحکایات" میں ابن جوزی نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں کہ ایک روز میں قبرستان میں تھا کہ میں نے غم زدہ انسان کی آواز سنی جو اپنے رب کو پکار رہا تھا۔ اے مولا! تیرے بندے کی روح کا ارادہ تیری طرف ہے اس کی باگ دوڑ تیرے ہاتھ میں ہے

اور اس کا شوق تیری طرف ہے رات بھر تیرا بندہ بیدار رہتا ہے اور دن بھر بے چین ہے اس کی آنتیں جل رہی ہیں۔ آنسو بہہ رہے ہیں' تیرے دیدار کا مشتاق ہے۔ تیرے سوا اس کو کچھ راحت نہیں' تیرے علاوہ کوئی امید نہیں۔ پھر اس نے سر آسمان کی جانب اُٹھایا اور چیخ مار کر رونے لگا۔ میں اس کے قریب ہوا دیکھا وہ مر چکا تھا۔ میں ابھی اس کی نگرانی کر رہا تھا کہ چند لوگ آئے' اس کو غسل دیا' کفن دیا' نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا اور وہ لوگ پھر آسمان کی طرف چلے گئے۔

۳۹۔روح کیا ہے اس سلسلے میں بیان:

❁ ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ روح میرے رب کے عالم امر سے ہے۔تم اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتے' تم وہی کہو جو خدا نے کہا اور اس کے نبی نے سکھایا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (پارہ ۱۵،سورہ بنی اسرائیل،آیت ۸۵)

❁ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روح کا علم خدا کے ساتھ ہے اس نے یہ اپنی مخلوق کو نہیں دیا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پارہ ۲۹،سورہ الجن،آیت ۲۷)

اس لئے اس میں بحث نہ کرنی چاہیئے۔البتہ یہ موجود ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر سلف صالحین سے بھی منقول ہے۔

❁ ''کتاب العظمہ'' میں ابوالشیخ نے وہب بن منبہ سے روایت کی کہ انسان کا نفس بھی چوپائیوں کی طرح پیدا کیا گیا ہے۔ وہ خواہشیں رکھتا ہے' انسانوں کو برائی کی طرف بلاتا ہے اور اس کی قیام گاہ پیٹ ہے۔

انسان کی فضیلت اس کی روح سے ہے جس کا مسکن دماغ ہے۔ انسان اس سے زندہ رہتا ہے۔ یہی انسان کو بھلائی کی دعوت دیتا ہے۔ پھر وہب نے اپنے ہاتھ پر ناک کی ہوا نکالی کہا کہ دیکھو یہ ٹھنڈی ہے' کیونکہ روح سے ہے۔ پھر منہ سے ہوا خارج کی اور کہا کہ یہ گرم ہے کیونکہ نفس سے ہے۔ اس کی مثال میاں بیوی کی سی ہے کہ جب روح بھاگ کر نفس کے پاس آتی ہے تو انسان آرام پاتا ہے اور سو جاتا ہے' جب جاگتا ہے تو روح اپنی جگہ آ جاتی ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جب تم سو کر جاگتے ہو تو محسوس کرتے ہو کہ کوئی چیز تمہارے سر میں حرکت کر رہی ہے۔ دل کی مثال بادشاہ کی سی ہے اور اعضاء خادم ہیں۔ جب نفس برائی کا حکم دیتا ہے تو اعضاء متحرک ہوتے ہیں مگر روح روکتی ہے اور خیر کی دعوت دیتی ہے۔ اکثر دل مومن ہوتا ہے تو روح کی اطاعت کرتا ہے اور اگر کافر ہوتا ہے تو نفس کی اطاعت کرتا ہے اور روح کی مخالفت کرتا ہے۔

❁ ''طبقات'' میں ابن سعد نے وہب بن منبہ سے روایت کی کہ خدا نے ابن آدم کو مٹی اور پانی سے پیدا کیا' پھر اس میں نفس پیدا کیا جس کے سبب کھڑا ہوتا ہے' بیٹھتا ہے' سنتا ہے' دیکھتا ہے' جانتا ہے اور جن چیزوں سے چوپائے بچتے ہیں ان سے یہ بھی بچتا ہے۔ پھر اللہ نے روح کو پیدا کیا جس کے سبب اس نے حق و باطل کی پہچان کی' ہدایت اور گمراہی کو جانا اسی وجہ سے ڈرا اور آگے بڑھا اور

کاموں کے انجام کو معلوم کیا۔

❁ اہل سنت کا اجماع ہے کہ روح حادث ہے اور مخلوق ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں سوائے زندیق کے۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی جعفر نے فرمایا کہ میت کو جب تخت پر لے کر چلتے ہیں تو اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو اس کے ہمراہ چلتا ہے۔ نماز کیلئے جب میت کو رکھتے ہیں تو وہ رُک جاتا ہے۔ جب دفن کیلئے لے کر چلتے ہیں وہ بھی ساتھ چلتا ہے۔ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اللہ اس کی روح کو واپس کر دیتا ہے تا کہ فرشتے سوال و جواب کریں۔ جب سوال کرنے والے فرشتے پھرتے ہیں تو ایک فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کے نفس کو نکال لے اور جہاں اللہ حکم دے پہنچا دے۔ یہ فرشتہ ملک الموت کے مددگاروں سے ہوتا ہے۔ شیخ الدین بن سلام کہتے ہیں کہ ہر انسان میں دو روحیں ہیں۔ ایک روح یقظہ ہے' وہ روح نکل جائے تو انسان سو جاتا ہے' جب جسم میں ہو تو انسان بیدار ہوتا ہے۔ انسان سوتا ہے تو خواب دیکھتا ہے۔ دوسری روح حیات ہے جب جسم میں ہو تو انسان عادتاً زندہ ہوتا ہے اور جب اسے نکال دیا جائے تو عادتاً وہ مر جاتا ہے۔ جب وہ روح لوٹ آئے جسم زندہ ہوتا ہے۔ یہ دونوں روحیں انسان کے باطن میں ہیں' جن کا ٹھکانا خدا ہی جانتا ہے۔

❁ مروی ہے کہ پتلا انسانی نفخ روح سے چالیس سال قبل تک ٹھہرا رہا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہاری پیدائش اس طرح سے ہے کہ تم چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں رہے تو پانی رہے پھر چالیس روز تک علقہ بنا رہا'

پھر چالیس روز مضغہ بنا رہا۔ پھر فرشتے نے آ کر روح پھونکی۔ نفخ روح اور خلق روح دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ روح طویل عرصے سے مخلوق ہے۔ روح بدن کے فنا کے بعد بھی باقی رہتی ہے' دلیل میں

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۸۵)

ہے کہ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ ظاہر کہ جو چکھنے والا ہے چکھی جانے والی چیز کے بعد باقی رہتا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (پارہ ۲۷، سورہ الرحمٰن، آیت ۲۶) کے مطابق قیامت کے دن ہر چیز فنا ہو جائے گی' اور پھر لوٹا دی جائے گی' جو بھی زمین پر ہے فنا ہوگا۔ ذائقہ موت جسم سے روح کا جدا ہونا ہے مگر معدوم نہیں۔

❁ روح اگرچہ ایک ہی جنس ہے تاہم اپنے اوصاف کے لحاظ سے مختلف ہے۔ ہر قسم کی روح اپنی ہم شکل سے محبت کرتی ہے اور مخالف سے نفرت۔ ابن عساکر نے تاریخ میں اپنی سند سے ہرم ابن سنان سے روایت کی ہے' کہتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس میرا جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سے پہلے میری اور ان کی کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ جب سلام کہا تو فوراً وعلیکم السلام یا ہرم ابن سنان کہا۔ پوچھا کہ میرا اور میرے باپ کا نام کیونکر معلوم ہوا تو بتایا کہ جب تم نے گفتگو کی میری روح نے تمہاری روح کو شناخت کر لیا کیونکہ جسموں کے نفس کی طرح روحوں کا نفس بھی ہوتا ہے اور مومن کی روحیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور اللہ کی رحمت کی وجہ سے بلا دیکھے ایک دوسرے سے محبت رکھتی ہیں۔

حدیث میں ہے کہ جب اسرافیل روحوں کو پکاریں گے تو مومن کی روحیں بھڑکدار نور کی مانند آئیں گی اور کافروں کی ارواح اندھیرے کی مانند' پھر سب کو جمع کر کے صور میں رکھیں گے' پھر صور پھونکیں گے' تو اللہ فرمائے گا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے ہر روح اپنے جسم کی طرف واپس لوٹ جائے گی تو روحیں شہد کی مکھیوں کی مانند زمین و آسمان کو پُر کر دیں گی' اور ہر روح اپنے جسم کی جانب چلے گی۔ جسم میں اس طرح داخل ہو گی جیسے جسم میں زہر سرایت کرتا ہے تو حضور علیہ السلام نے اپنے ارشاد میں روحوں کو شکل وصورت میں شہد کی مکھیوں سے تشبیہ نہیں دی بلکہ محض نکل کر منتشر ہونے میں شہد کی مکھیوں سے تشبیہ دی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہے جیسے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قبروں سے منتشر ٹڈیوں کی مانند آئیں گی۔ اس حدیث میں یہ بھی بیان ہے کہ مومنین کی روحیں جابیہ سے اور کافروں کی برہوت سے آئیں گی۔ وہ اپنے جسموں کو اس طرح پہچانتی ہیں جس طرح تم اپنی سواریوں کو بلکہ اس سے بھی زائد مومنوں کی روحیں سفید ہوں گی اور کفار کی سیاہ ہوں گی۔

ابن مندہ نے عمرو بن منبہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی روحوں کو بندوں سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تو جنہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ مل گئیں اور جنہوں نے نہ پہچانا وہ مختلف ہو گئیں۔ پھر ذریت آدم کو ان کی پشت سے نکالا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو قیامت تک پیدا ہونے والی ذریت آپ کی پیٹھ سے نکل آئی۔ حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے ابی بن کعب سے

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ

(پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۲)

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی ارواح کو نکالا' ان کو صورت اور قوت گویائی عطا کی۔ انہوں نے گفتگو کی اور اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کرلیا۔

برزخ میں عالم مثالی کا بیان:

احادیثِ نبویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا عالم موجود ہے جس کی ترکیب عناصر سے نہیں۔ اس میں ہر ایک جسمانی چیز کی صفت میں وہ چیزیں جو معنوی ہیں' صورت پکڑتی ہیں۔ اور قبل اس کے کہ یہ چیزیں زمین پر ظاہر ہوں' اس عالم میں پہلے موجود ہوتی ہیں' اور موجود ہونے سے پہلے ہو بہو انہیں معانی کے اندازہ کی ہوتی ہیں۔ اکثر ایسی چیزیں جن کا عام نظر میں کسی قسم کا کوئی جسم نہیں ہوتا' وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہیں۔ وہ نازل ہوتی ہیں مگر عوام کو نظر نہیں آتیں۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام اعمال حاضر ہوں گے۔ پہلے نماز حاضر ہوگی پھر صدقہ حاضر ہوگا پھر روزہ اسی طرح ہر نیک کام اور برا کام مخلوق ہوکر لوگوں کے سامنے آئے گا۔ خدا قیامت کے روز دنوں کو اپنی اپنی صورت میں پیدا کرے گا۔ جمعہ کے دن کی صورت شگفتہ اور بڑی تابناک ہوگی مگر دنیا ایک بڑھیا کی صورت میں آئے گی' جس کے بال بکھرے ہوئے' آنکھیں نیلگوں اور منہ پھیلا ہوا۔ سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران دو ابروں

کی صورت میں یا صف بستہ پرندوں کی جماعت میں آئیں گی اوران کو پڑھنے والوں کی شفاعت کریں گی۔جس طرح کہ رحم کو پیدا کیا تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اس شخص کا مقام ہے جو قطع تعلق سے خدا کی پناہ میں آوے۔

- خدا کے نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم وہ چیزیں دیکھتے ہو جس کو میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے مکانوں کی پشتوں پر فتنوں کی بوچھاڑ ہے۔

- شب معراج حضور نبی کریم ﷺ کو چار نہریں نظر آئیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔دو اندر کی جانب اور دو ظاہر تھیں اور حضرت جبریل نے خدا کے فرمان کے مطابق جو فرمایا کہ دو اندر کی جنت میں ہیں اور دو ظاہر کی نیل اور فرات ہیں۔نماز کسوف کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور قبلہ کی دیوار کے درمیان میں مجھے جنت اور دوزخ کو دکھایا گیا۔آپ نے جنت کے ایک خوشہ توڑنے کو ہاتھ پھیلایا پھر آپ پیچھے ہٹ گئے۔

- حضور ﷺ نے جنت میں ایک زانیہ عورت کو دیکھا جس نے کتے کو پانی پلایا تھا۔مگر دوزخ میں حاجیوں کے مال چرانے والوں کو دیکھا۔حضور ﷺ نے اس عورت کو دیکھا جس نے بلی باندھ رکھی تھی یہاں تک کہ وہ مر گئی۔

- حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت کو مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور جنت اور دوزخ کے مابین اس کو ذبح کرایا جائے گا۔

- حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوا کرتے تھے۔

آپ ان کو دیکھتے' ان سے گفتگو کرتے' لیکن وہ اور لوگوں کو نظر نہ آتے تھے، مگر صحابہ کرام کا ایمان تھا کہ جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور وحی کا نزول ہوتا ہے۔

قریب المرگ کے پاس فرشتے آتے ہیں' وہ ان کو دیکھتا ہے۔ مومن کیلئے خدا کا سلام لاتے ہیں' جنت کا کفن پاس ہوتا ہے۔ خوشبو ساتھ ہوتی ہے۔ مگر کافر کے سامنے فرشتے ڈراؤنی شکل میں آتے ہیں کہ دیکھ کر ہی اس پر عذاب کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور قبر کے اندر جب وہ پہنچتا ہے' عذاب کے فرشتے ہتھوڑے مارتے ہیں اور وہ چیختا ہے' جس کو سب چیزیں سنتی ہیں جو مشرق اور مغرب میں ہیں۔ اس کی قبر میں تین قسم کے سانپ مقرر ہیں جو قیامت تک اس کو نوچتے ہیں' کاٹتے ہیں۔ قبر ستر گز در ستر گز پھیل کر ایسی چمٹ جاتی ہے کہ قبر والے کی پسلیاں الگ ہو جاتی ہیں۔ نکیرین قبر والے کے پاس آ کر سوال کرتے ہیں۔ کافر کہتا ہے ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔ قبر کے اندر قبر والے کے اعمال صورت پکڑتے ہیں۔ کافر کے اعمال سیاہ شکل میں مگر مومن کے اعمال سفید اور خوبصورت شکل میں۔ اس کے سامنے آفتاب ڈوبتی شکل میں ہوتا ہے' وہ بیٹھ کر آنکھیں ملتا ہوا کہتا ہے کہ میں نماز پڑھ لوں۔

یاد رکھیں یہ سب امور موجود ہیں۔ کافر کو سانپ کاٹتے ہیں لیکن عوام کو نظر نہیں آتے کہ ان کی آنکھیں ملکوتی امور کے مطالعہ کے قابل نہیں ہوتیں۔ جو امور آخرت کے متعلق ہیں وہ سب عالم ملکوت ہیں۔ صحابہ کرام کو حضرت جبرائیل

علیہ السلام کے آنے کا یقین تھا کہ وہ حضور ﷺ کے پاس آتے ہیں۔ حضور ﷺ ان کو دیکھتے ہیں' ہم کلام ہوتے ہیں مگر انہوں نے خود جبرائیل علیہ السلام کو آنکھ سے نہیں دیکھا تھا' جس کا اس پر ایمان نہ ہو کہ عالم ملکوت ہے' وہ ایماندار نہیں۔

اس سے پہلے وہ فرشتوں اور وحی پر ایمان درست کرے۔ جب اس پر یقین قائم ہو گیا کہ حضور ﷺ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں' جس کو اُمت نہ دیکھ سکے تو پھر قریب المرگ انسان کیلئے اور اس کے بعد مردے کیلئے عذاب قبر میں کافر کو عذاب' سانپ بچھو کا کاٹنا' بھی عین ایمان ہے۔ وہ سانپ ہماری دنیا کے سانپوں کی جنس سے نہیں' ان کی اور ہی جنس ہے جو ایک دوسری قسم کی حس کی قوت سے معلوم ہوتے ہیں۔

جس طرح سونے والا خواب میں دیکھتا ہے کہ اس کو سانپ کاٹ رہے ہیں اور وہ اس سے تکلیف اُٹھاتا ہے' کبھی وہ چلا اُٹھتا ہے' اس کی پیشانی پر پسینہ آ جاتا ہے' کبھی اپنی جگہ سے اُچھلتا ہے۔ ان سب امور کو وہ اپنے دل سے معلوم کرتا ہے کہ بیدار آدمی کی طرح اذیت اُٹھاتا ہے' وہ آنکھ سے امور کو دیکھتا ہے مگر بظاہر وہ چپ چاپ ہوتا ہے۔ اس کے آس پاس نہ سانپ ہوتے ہیں' نہ بچھو مگر اس کے حق میں اس وقت سانپ اور بچھو ہوتے ہیں اور اس کو تکلیف ہوا کرتی ہے مگر دوسرے کے حق میں موجود نہیں ہوتے۔

جب کاٹنے کا اثر' تکلیف ہے تو برابر ہے کہ سانپ خیالی ہو یا نظر کے سامنے۔ مگر یاد رکھیں کہ سانپ خود تکلیف نہیں دیتا بلکہ اس کے زہر کی تکلیف

ہوتی ہے۔ اگر بغیر زہر کے بھی ایسا ہی اثر پیدا ہو جائے تو یقیناً اس کی تکلیف بہت زیادہ ہوگی' جس کا اندازہ صرف اسی طرح سے ہوگا کہ اس کو ایسے سبب کی طرف منسوب کیا جائے جس سے عادۃً ایسے اثر پیدا ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا جو شبہ کرے کہ ہم مدت تک قبر میں کافر کو پڑا دیکھتے ہیں' اس کا خیال رکھتے ہیں' لیکن ایسے امور میں سے کوئی بات بھی نہیں دیکھتے' وہ خود ایمان سے محروم ہیں کہ وہ نہ نبی کے ارشادات پر ایمان رکھتے ہیں' نہ آیات قرآن کریم پر ان کا ایمان ہے' جس میں ارشاد ہے:

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ
وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ

کاش تو دیکھے جب فرشتے کافر کی جان نکالتے ہیں تو وہ اس میں کافر کے منہ پر اور اس کی پیٹھ پر یعنی دبر پر مارتے ہیں' گرزوں سے' جو جلتی ہوتی ہیں تاکہ مار کے علاوہ جلنے کا عذاب بھی چکھیں۔ یہ کفار کے نزع کے وقت اور قبر میں عذاب کا حال ہے۔ گویا ایسے عالم کا ذکر ہے جس کے مطالعہ کے بعد عبرت پکڑنے کی ضرورت ہے' اگرچہ ہم اس عالم کے دیکھنے کے اہل نہیں' نہ اس کے قابل ہیں' کیونکہ یہ عالم برزخ کا عالم ہے جس کو خدا کے رسول نے دیکھا اور بیان کیا اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔

❁ امام غزالی کے نزدیک عذاب قبر اپنے ظاہری معنی پر درست ہے۔ اس میں مخفی روز ہیں جو اربابِ بصیرت کے نزدیک کھلی باتیں ہیں اور ان سے انکار

کرنا حقیقت کو جھٹلانا ہے مگر ان پر ایمان لانا ادنیٰ درجۂ ایمان ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے علم کا یہ مقام ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب کو اُٹھ کر وضو کیا' نماز پڑھی جتنی مقدر میں تھی' نماز پڑھتے ہوئے حضور کو خواب آ گیا۔ دیکھا کہ میں نے خدائے تعالیٰ کو ایک نہایت عمدہ صورت میں جلوہ گر پایا۔ خدا نے فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: لبیک میرے پروردگار۔ پوچھا کہ ملاء اعلیٰ کس بات پر جھگڑتے ہیں اور ان میں کیا نزاع ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں۔ اس طرح یہ تین بار فرمایا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ خدا نے اپنا ہاتھ میرے شانوں کے بیچ میں رکھا' حتیٰ کہ اس کا اثر میں نے اپنے سینہ میں دو پستانوں کے بیچ میں پایا۔ اس وقت سب چیزیں مجھ پر ظاہر ہو گئیں' اور میں نے سوالات کا جواب بھی پا لیا۔ خدا نے فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: لبیک میرے پروردگار۔ فرمایا ملاء اعلیٰ میں کس بات پر نزاع ہے؟

میں نے کہا کفارات پر' پوچھا کہ کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا' نماز کے شوق میں پیادہ مسجد کو جانا چلنا' نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھے رہنا' ناگوار حالت میں وضو کرنا۔ پھر سوال ہوا کہ اور کس چیز میں؟ میں نے عرض کیا' درجات میں۔ فرمایا درجات کیا ہیں؟ عرض کیا کہ کھانا کھلانا' نرم کلام کرنا' شب کو نماز ادا کرنا' جب سب سو رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم میں سے کوئی اس جگہ پر رہتا ہے جہاں نماز پڑھی ہے فرشتے تم پر اس وقت تک

برابر تم پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور عرض کرتے رہتے ہیں' یا اللہ! اس پر رحمت کر' اس کی مغفرت کر' اس کی توبہ قبول کر۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب خدا اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں کو دوست رکھتا ہوں۔ تم بھی اس کو دوست رکھو۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں۔ آسمان پر ندا کرتے ہیں کہ خدا فلاں کو دوست رکھتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو۔ تب سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد وہ زمین پر بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی کسی بندے کو بُرا جانتا ہے تو جبرائیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص کو بُرا جانتا ہوں' تم بھی اس کو برا جانو۔ جبرائیل اس کو برا جاننے لگتے ہیں۔ آسمانوں پر ندا ہوتی ہے تو سب اس کو برا جاننے لگتے ہیں۔ اس وقت زمین پر بھی اس کی برائی پھیل جاتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے بندوں میں سے بزرگ فرشتے بھی ہیں' جو مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ جو شخص اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے اور لوگوں کی اصلاح میں کوشش کرتا ہے' فرشتے اس کیلئے دعا فرماتے ہیں جس کے اثر سے ان لوگوں پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں' مگر جو فساد میں کوشش کرتا ہے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں بلکہ دنیا و آخرت میں اس کی برائی کی اس کو سزا ملتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جعفر ابن ابی طالب کو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ مل کر فرشتوں کی صورت میں مع دو پروں کے جنت میں اُڑتے پھرتے

ہیں۔ وہیں پر مُلاءِ اعلیٰ میں احکام الٰہی کا نزول بھی ہوتا ہے کیونکہ آدمیوں سے بھی بعض روحیں بہت بزرگ ہیں' فرشتوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ انہیں میں مل جاتے ہیں' اور خدا کے ارشاد اے مطمئن روح تو اپنے پروردگار کی طرف خوشی سے آ اور میرے بندوں میں شامل ہو کر جنت میں آ جا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی روز ایسا نہیں جس میں بندے صبح کرتے ہیں مگر یہ کہ دو فرشتے ہمیشہ آسمان سے اُترتے ہیں' ان میں ایک کہتا ہے کہ مولا سخی اور فیاض کو عوض جلد عطا کرنا مگر کنجوس کا اجر کھو دینا۔

===========

نتیجہ

عالم برزخ کے حالات

جوانسان سے وابستہ ہیں ان کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آقائے نامدار مدنی تاجدار کے علم غیب اور حضور نبی کریم ﷺ کے مقام حاضر و ناظر اور جملہ کمالات جو حضور ﷺ کو خدا کی عطا ہیں' خدا کے فرمان کے مطابق ہیں اور مطالعہ قرآن کریم سے اس کی وضاحت پیش خدمت ہے۔

سورۂ فتح پارہ ۲۶ آیت ۸۔۹ میں ارشاد ہے:

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا ہے کہ قیامت میں سب پر موقع کے حاضر و ناظر گواہ بنا کر خوشخبری اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس رسول ﷺ کی تعظیم کرو' عزت و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شانِ شاہد' مبشر اور نذیر بیان کر کے حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے اور حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم اور توقیر کا حکم دیا ہے اور اس کے بعد صبح و شام عبادت کرنے کا۔

حضور ﷺ کی شانِ شاہد کا بیان تفسیر نعیمی میں اس طرح ہے کہ حضور

ﷺ خدا کے محبوب‘ کائناتِ عالم کے مشاہدہ کرنے والے حاضر و ناظر ہو کر گواہ ہیں۔ گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ موقع پر حاضر ہو کر واردات کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے اور حضور ﷺ کا مقام اس سے بڑھ کر ہے کہ حضور ﷺ عاشق کے دل میں حاضر ہیں اور ان معانی میں حضور ﷺ شاہد کامل ہیں کہ حضور ﷺ کی محبوبیت انسانوں اور زمانوں سے محدود نہیں۔ حضور ﷺ تو خدا کے محبوب ہیں اور خدا کی خدائی کے محبوب‘ یہاں تک کہ لکڑیاں‘ پتھر اور جانور بھی حضور ﷺ کے فراق میں روتے‘ اور ہر دور میں یہی رہا اور آج بھی بغیر دیکھے کروڑوں مومن کلمہ گو حضور ﷺ پر قربان ہونے والے موجود ہیں۔

حضور ﷺ خالق کے دربار میں مخلوق کے عینی گواہ اور بروز قیامت اسی لئے تمام فیصلے حضور ﷺ کی گواہی پر ہوں گے۔ مخلوق کے سامنے حضور خالق کے عینی گواہ ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی پہلی مخلوق ہیں‘ اس لئے اس کی وحدانیت کے گواہ ہیں‘ اور حضور ﷺ ان چیزوں کے گواہی دینے والے گواہ ہیں جو عدم سے وجود میں آئیں‘ جن میں عالم امر‘ عالم ارواح‘ عرش‘ کرسی‘ لوح محفوظ‘ جنت‘ دوزخ‘ حوضِ کوثر‘ حور و غلمان‘ عالم خلق کی جمیع اشیاء‘ زمین و آسمان‘ ندی‘ نالے‘ حیوانات‘ نباتات‘ جمادات‘ جن و انس اور فرشتے وغیرہ سب شامل ہیں تاکہ آپ پر وہ وہ اسرار اور عجائبات مخفی

نہ رہیں جو کسی مخلوق کیلئے ممکن ہو سکتے ہیں۔ان میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کہ کس طرح مٹی اور پانی میں پہلے گوندھے گئے' پھر اس میں رُوح پھونکی گئی۔شکل انسانی میں تخلیق' جس میں نور اوّلین کا ظہور' جس کے باعث تاجِ نبوت کا ملنا' اس کی تعظیم میں حکم ملنے پر ملائکہ کا سر بسجود ہونا' ابلیس ناری کا انکار کرنا' ملائکہ کا پانچ سو سالہ کا سجدہ اور ابلیس کا اس عرصہ میں انکار اور تکبر کی بناء پر کھڑے رہنا' سب کے شاہد اور عینی گواہ۔فرشتوں کا سر اُٹھا کر سجدہ سے اُٹھنا اور ابلیس کے چہرہ کو دیکھنا کہ وہ ملعون ہو چکا تھا' اس کے چہرے پر لعنت برس رہی تھی' جس پر ملائکہ کا دوسرا سجدہ بطورِ شکرانہ کہ وہ حکم کی تعمیل کر کے لعنت سے بچ گئے' حضور نبی کریم ﷺ سب کے گواہ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جس کے جنتی ہونے کی خبر دی' شاہد ہونے کی بنا پر دی' اور برحق ہے' جس کے جہنمی ہونے کی گواہی دی' شاہد ہونے کی بنا پر دی اور برحق ہے۔حضور ﷺ سارے عالم کا ایسا مشاہدہ کرنے والے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ کا مقام مبشر اور نذیر خدا نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نیکو کاروں کو بشارت سنانے والے اور بدکاروں کو ڈر سنانے والے ہیں' جس سے واضح ہو گیا کہ سابقہ نبی سن کر بشیر و نذیر ہوئے مگر حضور رسول اکرم ﷺ شاہد کی بنا پر سب کو دیکھ کر موقع کے گواہ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے مقامِ شاہداً کی وضاحت معراج النبی میں ہوئی ہے اور قرآن کریم میں سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ نجم میں اس کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں فرشی معراج کا ذکر ہے اور سورۂ نجم میں عرشی معراج کا ذکر ہے۔

فرشی معراج میں حضور ﷺ کا مقام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک براق پر سوار کرا کے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حضور ﷺ کا غلام بنا کر ساتھ کیا اور بیت المقدس تک سیر کراتے ہوئے اس مقام پر تمام برکتوں کا نظارہ کرایا جو بیت المقدس کے گرد ہیں، اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار سابقہ انبیاء کرام نے بحکم پروردگار قبروں سے نکل کر بیت المقدس میں حضور ﷺ کا استقبال کیا، اور صفوں میں کھڑے ہو کر حضور رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بحکم خداوندی حضور ﷺ کو امامت کے مصلّٰی پر کھڑا کیا اور بعد نماز خطابت کے فرائض ادا کئے اور جمیع انبیاء کرام نے حضور ﷺ کی نبوت اور رسالت کا اعلان کیا، اور حضور ﷺ کی فضیلت کے مقام کا اظہار ہوا، اور حضور نے اپنے جسم اطہر کے ساتھ اپنی آنکھوں سے آیات اللہ کو دیکھا اور سب کے شاہد ہوئے۔

خدا کے محبوب کے مقامِ شاہداً کا اظہار واپسی پر اس وقت بھی ہوا،

جب کفار مکہ نے حضور ﷺ سے بیت المقدس کے بارے میں مختلف سوالات کئے اور حضور ﷺ نے ایک ایک سوال کا جواب اس طرح دیا کہ حضور ﷺ سب کا مشاہدہ فرما رہے ہیں' بلکہ یہاں تک کہ دوران سفر جو واقعات پیش آئے' سب کا بیان اس طرح دیا کہ حضور ﷺ بچشم سر سب کو دیکھ کر بتا رہے تھے' کیونکہ رب کے چشم دید گواہ ہیں۔

فرشی معراج کے بعد عرشی معراج کے لئے براق پر سوار ہوئے اور حضرت جبرائیل امین براق کی رقاب تھامے ساتھ حضور ﷺ کے لامکاں کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے آسمان پر پہنچے تو دَر بند تھا' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دَر کھلوانے کیلئے کہا تو فرشتہ نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب ملا اَنا جبریل' مگر جب تک حضور نبی کریم ﷺ کا نام نہ لیا گیا دَر نہ کھلا' گویا صدقۂ نبی کریم ﷺ کے دَر کھلا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اندر داخل ہوئے۔ پہلے آسمان پر حضور ﷺ کا استقبال حضرت آدم علیہ السلام نے کیا اور مرحبا یا اوّل یا آخر کہا۔ حضور ﷺ نے مشاہدہ فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس طرف جنتی لوگوں کی روحیں موجود ہیں' مگر بائیں طرف دیکھتے ہیں تو غمگین ہوتے اور روتے ہیں کہ دوزخی لوگوں کی روحیں ہیں' جو ان کی اولاد میں ہیں۔

پہلے آسمان کی سیر کے بعد اور ہر شئے کا بچشم سر ملاحظہ فرما کر

دوسرے آسمان کو عروج ہوا' وہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام نے مرحبا کہا اور دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام نے استقبال کیا' اور دوسرے آسمان کی سیر کے بعد تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام' چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام' پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام نے اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استقبال کیا' اور چھٹے آسمان کی سیر کے بعد ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے استقبال کیا اور ساتویں آسمانوں کی سیر کے بعد سب کا بچشم سر ملاحظہ فرما کر اور چشم دید گواہ بن کر اس کے بعد ساتوین آسمان پر تمام ملائکہ کو نماز پڑھائی۔

وہاں سے رخصت ہو کر جب سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سدرہ پر رُک گئے۔ جب محبوب خدا نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ مجھے گھر سے لا کر اب راستہ میں چھوڑ رہے ہو' حالانکہ میرا سفر ختم نہیں ہوا' ابھی تو مشکل منزل باقی ہے۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے ادب سے جواب دیا کہ اگر میں یہاں سے آگے بال بھر بھی بڑھوں گا تو انوارِ الہیہ سے جل جاؤں گا تو معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی رسائی وہاں تک نہ تھی' جہاں پر حضور نبی کریم ﷺ کا مقام تھا۔ اس لئے حضور سدرہ سے آگے بڑھتے گئے اور وہاں پر پہنچ گئے' جہاں پر تجلیات

الٰہیہ کی جلوہ گری تھی اور وہ مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۹) کا تھا کہ دو کمانوں کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم کہ خدا کے نور نے اپنے دائرہ کے اندر نور مصطفٰے کو مثل مرکز کے لے لیا۔ خدا کا نور محیط تھا' جس نے اپنے محبوب کو اپنے انوار کے اندر اس طرح گھیر لیا تھا جس طرح محبوب اور محب گلے ملتے ہیں۔

سرِ عرش سجدے میں سر کو جھکانا
بکھر کے زُلفوں نے یہ رنگ لایا
خدا نے یہ کہہ کر نبی کو اُٹھایا
پیارے ترے گیسو کیا مانگتے ہیں
یہ سن کر کہا مصطفٰےصلی اللہ علیہ وسلم نے ' الٰہی!
یہ کہتی ہے میرے گیسوں کی سیاہی
سیاہ بخت اُمت کی کر دے رہائی
یہی میرے گیسو اے خدا مانگتے ہیں
کہا پھر خدا نے' نہ گھبرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میرے سامنے عرش پر آ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جسے چاہے تو بخشوا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے تری ہم رضا مانگتے ہیں
شاہ نے کی عرض' اُمت گنہگار ہے
بخش دے میرے مولا تو غفار ہے
ہو گی تیری شفاعت پر رحمت مری
بخش دُوں گا قیامت میں اُمت تیری
تجھ سے وعدہ میرا آج کی رات ہے

خدا نے فرمایا: دعا تیری' عطا میری' در پہ جھکنا اُمت کا کام ہے' اُسے بخشنا میرا کام ہے۔

اس مقام پر دیدار الٰہی کیا جو
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى

(پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۱۷)

کی شان کے ساتھ ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ٹکٹکی باندھ کر کیا' نہ آنکھ پھیری نہ چوندھیائی' حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیدار الٰہی کیلئے رب اولیٰ کہتے رہے مگر جواب لَنْ تَرَانِیْ (الاعراف:۱۴۳) ملا' کہ تو دیکھ نہیں سکتا۔ اور ضد کی تو اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر ایک کرن تجلیاتِ الٰہی کی ڈالی تو برداشت نہ ہو سکا' حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے' چوبیس گھنٹے بے ہوش رہے' پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا جیسا کہ ارشاد ہوا:

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔

(پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۴۳)

ترجمہ: پھر رب تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنے نور کی تجلی ڈالی' ایک کرن پڑی تو اسے پاش پاش کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گرے۔

کتب تفسیر میں ہے کہ چوبیس گھنٹے بے ہوش رہے مگر امام الانبیاء نے قاب قوسین کے مقام پر دیدار الٰہی کیا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۱۷)

اور جس شان کے ساتھ دیدار الٰہی کیا' وہ مقام تھا

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۱۱)

جو کچھ آنکھ نے دیکھا' دل نے اس کی تصدیق کی۔ آنکھ دیکھتی ہے' دل اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہوش میں رہا۔ حضور ﷺ بے ہوش نہ ہوئے اور نہ صرف دیدار الٰہی کیا بلکہ خدا سے کلام بھی کیا' کہ ارشاد ہوا:

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی۔ (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۱۰)

کہ خدا کے ساتھ ہم کلام ہوئے بغیر وسیلہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے جو سدرہ پر ٹھہرے رہے' مگر حضور ﷺ کی خدا کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ حضور ﷺ راز دان ما کان و ما یکون ہو گئے۔

یہ مقام حضور ﷺ کو لا مکان کی بلندیوں پر ملا' اسی لئے فرمایا ہے کہ

حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت تمام مخلوق پر واجب ہے اور تا قیامت واجب ہے کہ ہمارا ایمان حضور ﷺ کی شہادت پر اور حضور ﷺ کی بشارت پر موقوف ہے۔ اسی بناء پر حکم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و توقیر کرو' یہ حکم مطلق وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (سورہ الفتح، آیت ۹) میں بیان ہے۔ اس میں کوئی قید نہیں بلکہ مطلق حکم ہے۔ اسی بناء پر امام مالک مدینہ منورہ کی سرزمین پر کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوئے۔ یہ حضور ﷺ کی تعظیم کا عملی مظاہرہ تھا کہ حضور ﷺ روضہ میں قیام فرما ہیں۔ اس کے بعد پانچ نمازوں کا حکم پانچ وقت مقررہ پر ہوا' جس میں فجر' ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نمازیں وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (سورہ الفتح، آیت ۹) میں درج ہے' مگر نمازوں پر حضور کا احترام مقدم بیان ہوا ہے۔

پھر پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۱۰۴ میں بیان ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! حضور ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے لفظ رَاعِنَا نہ پکارو بلکہ حضور ﷺ سے عرض کرو:

وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۱۰۴)

کہ ہم پر یا رسول اللہ نظر کرم فرمائیں' اور سن لو کہ کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے' اس لئے کہ کافر حضور کی توہین کرتے ہیں۔ صحابہ کرام جو راعِنَا کہہ کر یہ عرض کرتے کہ ہماری رعایت فرما کر دوبارہ بیان کریں مگر کافر اس کو راعِنَا پکار کر حضور ﷺ کو چرواہا کہتے۔ لہٰذا خدا کے نزدیک ایک ایسا لفظ جس میں کفار کو توہین کا موقع ملے' خدا نے اس پر پابندی لگا دی' کیونکہ یہ برداشت سے باہر ہے' کیونکہ حضور ﷺ کی توہین کرنا حضور ﷺ کو ایذا دینے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا ایذا دینے والا لعنتی اور جہنمی ہے۔ اسی بناء پر پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت نمبر ا میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو' اور اللہ سے ڈرو' بے شک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ اس آیت میں حضور ﷺ کا ادب و احترام سکھایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے قدم مبارک سے آگے بڑھنا حضور ﷺ کی بے ادبی ہے اور حضور ﷺ کی بے ادبی خدا کی بے ادبی ہے' جنہوں نے حضور ﷺ سے پہلے قربانی دے دی ان کو بھی وعید آ گئی کہ حضور ﷺ کے عمل سے پہلے کر کے حضور ﷺ کی اتباع نہ رہی جو توہین نبی اور خدا کی توہین ہے۔

لہٰذا ہر قسم کی پیش قدمی سے روک دیا گیا۔ بات کرنے میں' راستہ چلنے میں' سب حرام قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ دربار نبوی میں ہم مومن کی نگرانی کرتے ہیں کہ خدا کی کہیں بے ادبی نہ ہو جائے جو حرام اور کفر ہے کہ اس سے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہتی۔

اس کے بعد دوسری آیت پاک سورہ الحجرات پارہ ۲۶ میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اس غیب بتانے والے (نبی) سے اُونچی نہ کرو' ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو' جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چلاتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال (نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' خیرات وغیرہ) اکارت نہ جائیں' برباد نہ ہو جائیں' اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔

یہ آیت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جو اُونچا سنتے' اس لئے بلند آواز بھی تھے' مگر اس کا حکم تمام مومنوں پر یکساں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو بلکہ پست رکھو کیونکہ آواز کا بلند ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور کفر ہے کیونکہ نیکیاں کفر ہی سے برباد ہوتی

ہیں، جس سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بات چلا کر نہ کرو، نہ ایسے القاب سے پکارو جو دوسروں کیلئے ہیں، کہ ابا نہ کہو، نہ بھائی نہ کہو، بشر بشر نہ کہو، بلکہ نبی کریم کہو، رسول کریم کہو، شفیع المذنبین کہو۔

- پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴ میں ارشاد ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا کہ اس نے ایمان والوں کے پاس اپنا رسول بھیجا انہیں میں سے، جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے، انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں لفظ مَنَّ اللّٰهُ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی ایسی بڑی نعمت ہیں کہ کسی اور نعمت پر مَنَّ اللّٰهُ کا ارشاد نہیں ہوا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں مگر کسی پر احسان نہیں بیان کیا، اور خدا نے خود فرمایا ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

(پارہ ۱۴، سورہ النحل، آیت ۱۸)

کہ اتنی نعمتیں عطا کی ہیں کہ شمار ہی نہ کر سکو۔

یہ اس لئے کہ تمام نعمتیں فانی ہیں جو حضور ﷺ کے علاوہ ہیں مگر حضور ﷺ ایسی بڑی نعمت ہیں جو فانی نہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ سے ایمان ملا جو فانی نہیں بلکہ باقی رہنے والا ہو۔ قرآن ملا' رحمٰن ملا اور حضور نبی کریم ﷺ جملہ نعمتوں کے دلانے والے ہیں۔ اس لئے بڑا احسان فرما کر بتا دیا کہ حضور ﷺ نعمت مطلقہ ہیں۔ جس وقت انسان کے اپنے ہاتھ اور پاؤں جو نعمت ہیں' خدا کے دربار میں شکایت کر کے عذاب بن جائیں گے' مگر اس وقت حضور ﷺ صاحب ایمان کی شفاعت فرمائیں گے اور اسے جہنم سے بچا لیں گے۔

حضور ﷺ کی رسالت پر زمان اور مکان کی قید نہیں۔ ایسی عام ہے کہ ہر زمانہ اور ہر مقام پر حضور ﷺ کی رسالت ہے۔ ایسی شان کے مالک ہیں کہ نہ صرف آیتیں پڑھنے والے ہیں بلکہ مومن کو پاک کرنے والے ہیں۔ یہ بتانے والے ہیں کہ پاکیزگی نیکیوں سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ دامن مصطفےٰ ﷺ تھامنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جب تک حضور ﷺ کی نظر کرم نہ ہوگی' جو ان کی غلامی میں نصیب ہوتی ہے' آدمی پاک نہیں ہو سکتا۔ وہ دنیا میں پلید ہی رہتا ہے اور پلید کا کوئی عمل نیکی نہیں بن سکتا۔ جو یہ کہے کہ وہ نیک عمل کر کے پاک ہو سکتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ ایک جنبی شخص بغیر غسل کے قرآنِ کریم چھو نہیں سکتا کہ حکم ہے۔

لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (پارہ ۲۷، سورہ الواقعہ، آیت ۷۹)

جب تک پاک نہ ہوگا' وہ قرآن کو مس نہیں کر سکتا۔ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں جو اعلیٰ عبادت ہے' تو حضور ﷺ کے وسیلے کے بغیر نہ انسان کا بدن پاک ہو سکتا' نہ اس کا لباس پاک ہو سکتا ہے' نہ اس کا کھانا' نہ اُس کی کمائی' نہ پینا پاک ہو سکتا ہے' نہ لین دین پاک ہو سکتا ہے' وہ دنیا میں مثل جانوروں کے ہے۔ جب تک نکاح نہ ہوگا جو سنت نبی ہے اس کے اولادگی تو حرامی کہلائے گی' اس کا کوئی مقام نہ ہوگا کیونکہ وہ حلال کی نہ ہوگی۔

حضور نبی کریم ﷺ ایسی شان والے ہیں کہ خود پاک ہیں' اس لئے دوسروں کو پاک کرنے والے ہیں۔ حضور ﷺ کتاب و حکمت سکھانے والے ہیں' معلّم کائنات ہیں' کتاب سے مراد قرآن کریم اور حکمت حدیثِ پاک اور سنت مصطفےٰ ﷺ ہے۔ جو اتنے مقام والے نبی ہوں' ان کے خلاف عزت وتوقیر کی بجائے گستاخی اور توہین مصطفےٰ ﷺ ہے۔ ان کا کون سا عمل قبول ہو سکتا ہے جب ان کے نیک اعمال ہی برباد ہو جاتے ہیں' کیونکہ توہین کفر کے برابر ہے۔ ایسی صورت میں جن کے عقائد باطلہ توہین مصطفےٰ ﷺ ہوں' ان کی نجات کیونکر ہو سکتی ہے۔

''حفظ الایمان'' میں اشرف علی تھانوی' جو مولوی کہلا کر لکھتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا علم مثل جانوروں کے ہے۔ کیا یہ توہین مصطفےٰ ﷺ

نہیں؟ اور توہین کرنے والے کا مقام ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا

(پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۵۷)

بے شک وہ لوگ جو حضور ﷺ کی توہین کر کے حضور کو ایذا دیں' ان پر اللہ کی لعنت ہے' دنیا اور آخرت میں' اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔

اسی طرح ''براہین قاطعہ'' میں خلیل احمد' مولوی کا لیبل لگا کر لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ ہے۔ یہ بھی سراسر نبی کریم ﷺ کی توہین کا مرتکب ہے۔ لہٰذا لعنت اور عذاب الیم کا مستحق ہے۔

''صراط مستقیم'' کے ص ۸۶ پر مولوی اسماعیل دہلوی نے جسے لوگ شہید بھی کہتے ہیں' لکھا ہے کہ نماز کے اندر حضور نبی کریم ﷺ کا خیال مثل بیل اور گدھے کے ہے' بلکہ اس سے بدتر ہے۔ یہ کہنے والا خود

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّبِيُّ

نماز میں پڑھتا ہے' تو سلام کرنے کا طریقہ ہے کہ اس کا خیال بھی دل میں ہوتا ہے' محض لفظ ہی نہیں۔ لہٰذا خود گدھے اور بیل سے بدتر ہے۔ اور توہین نبی کریم ﷺ کا مرتکب ہو کر لعنت اور جہنم کی سزا اس پر واجب ہے۔

❁ مبشرات صفحہ ۸ پر حسین علی واں بھچراں والے نے مولوی کا لیبل لگا کر خدا کے نبی ﷺ کی توہین میں کہا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور گر رہے ہیں مگر حسین علی نے حضور سید المرسلین ﷺ کو تھاما اور گرنے سے بچالیا' اور پھر بھی نجات کا متمنی ہے۔

❁ ''تحذیر الناس'' میں محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ انبیاء ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علم کی بنا پر' رہا عمل' امتی اس میں مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔ یہ ہے عقیدہ' گمراہ لوگوں کا' جو اُمتی کو نبی کے مساوی کرتے بلکہ بڑھاتے ہیں۔ اس عقیدے کے لوگ خدا کے رسول کی تعظیم' وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے فرمان خداوندی کے منکر ہو کر جہنم اور لعنت کے مستحق ہیں۔

فتح الملہم جلد ۲، ص ۴۲ میں مولوی شبیر احمد عثمانی نے بھیڑیے کی طرح شیر کا لباس پہن کر نبی کریم کی توہین میں لکھا ہے کہ

السلام علیك ایها النبی' مثل بعید مكتوب الیه

کے خط کو ہم نے غیر حاضر سمجھ کر سلام کیا۔ کیا خود خدا کے دربار میں حاضر ہیں اور نبی کو غیر حاضر سمجھ کر سلام کر کے نماز ادا کی ہے۔ نہ نماز قبول' نہ دین قبول' گمراہ ہوا کیونکہ

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ الخ۔ (پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۸، ۹)

کا صاف انکار کیا ہے۔

دوسری جگہ زیر آیت وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

(پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۴۳)

کا انکار' کفر کا ارتکاب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور ساری مخلوق پر موقع کے گواہ ہیں' حضور کی گواہی پر قیامت کے روز مومن کا ایمان اور کافر کا کفر ظاہر ہوگا' جس پر خدا فیصلہ کرے گا۔

- تقویۃ الایمان ص ۸۲ پر اسماعیل دہلوی نے حضور کی توہین میں لکھا ہے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔
- صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا' خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔
- تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے: نبی غیب دان نہیں بلکہ بے خبر نادان ہے۔ کیا یہ نبی کریم ﷺ کی توہین کر کے لعنت اور عذاب الیم کا مستحق نہیں ہے کہ حضور ﷺ تو موقع کے گواہ اور شاہد ہیں' ان کی شہادت پر خدا قیامت کے روز فیصلہ کرے گا۔

صفحہ ۶۳ پر اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ اس شہنشاہ کی شان ہے کہ آن کی آن میں حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور محمد کے برابر پیدا کر دے۔ اس طرح خدا کے فرمانِ خاتم النبیین کا انکار کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ لعنتی اور جہنمی بنا ہے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے: انبیاء' اولیاء' اللہ کے مقرب بندے' سب عاجز انسان' ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ ایسی گستاخانہ تحریر میں سراسر حضور نبی کریم ﷺ کی توہین کر کے' بڑا بھائی کہہ کر خدا کے فرمانِ الٰہی

اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

(پارہ ۲۱، سورہ الاحزاب، آیت ۶) کا انکار کیا ہے۔

اور مزید یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بیویاں جن کا مقام

وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (پارہ ۲۱، سورہ الاحزاب، آیت ۶) کا ہے' بھی انکار کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ تو مومنوں کی جاں سے زیادہ ان کے مالک ہیں' قریب ہیں اور حق دار ہیں' مگر بھائی نہیں' نہ ان کو ابا کہا جائے بلکہ نبی اور رسول ہیں اور حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات اُمت کی مائیں ہیں' ماں سے نکاح حرام ہے' مگر بھائی کی بیوی بھابی ہے' جس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اسماعیل دہلوی نے اُم المومنین کو بھائی کی بیوی بنا کر حرام کو حلال بتا کے توہین نبی ﷺ کی ہے۔ لہٰذا وہ لعنتی اور مستحق عذاب الیم ہے۔

شاہداً کا مفصل بیان زیر آیت

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

(پارہ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۴۳) میں ہے۔

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب اُمتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو گے اور ہر رسول تم سب پر گواہ اور نگہبان ہیں۔ اس آیت کی رو سے اُمت محمدیہ کفار کے خلاف اور سابقہ نبیوں کے حق میں گواہی دیں گے' اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ سب پر موقع کے گواہ کے طور پر گواہی دیں گے کہ سابقہ نبیوں نے تبلیغ کی اس لئے وہ سچے ہیں اور کافر جھوٹے ہیں' اور اپنی اُمت کے متعلق گواہی دیں گے کہ وہ سچے ہیں' انہوں نے سچ کہا ہے۔ حضور ﷺ کی گواہی پر اُمت مسلمہ کے ایمان کی تصدیق ہو گی۔ اس لئے گواہی کے لائق ہیں۔

فاسق فاجر نہیں' بلکہ یہ متقی ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں ثابت ہوا کہ حضور رسول اکرم ﷺ سارے انسانوں کے حالات کے موقع کے گواہ ہیں' جس میں سابقہ نبی اور اُن کی اُمت اور اس کے بعد اپنی اُمت سب کے موقع کے گواہ' حالات کو جاننے والے بے خبر اور نادان نہیں کہ یہ کفریہ کلمات ہیں جو اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' میں بیان کئے ہیں۔

پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۴، ۲۵ میں ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

کیا نہیں آپ نے اے محبوب کیسے مثال بیان کی اللہ نے کلمہ طیبہ کی، یہ مثل ایک درخت کے ہے، جس کی جڑیں ثابت ہیں اور شاخیں آسمان کے اندر تک گئی ہیں، وہ ہر وقت پھل دیتا ہے اللہ کے حکم سے، اور اللہ مثال بیان کرتا ہے لوگوں کیلئے تاکہ فکر کریں اور اس پر غور کریں۔

معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ مومن کے دل کے اندر مثل درخت کے ہے جس کی جڑیں ثابت اور شاخیں آسمان کے اندر تک ہیں۔ اس سے ثابت ہوا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

دونوں مومن کے دل کے اندر حاضر و ناظر ہیں، جہاں توحید ہے وہیں رسالت مصطفیٰ حاضر ہے۔ دونوں کا موجود ہونا حضور نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ لہٰذا ایسے لوگ منافق ہیں جن کے بارے میں ارشاد ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَا

لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

(پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۷۹)

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے خبیث گندے کو طیب ستھرے سے اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ عام لوگوں کو علم غیب بتائے ہاں اللہ چن لیتا ہے اس کیلئے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

اس آیت میں خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے صحابہ! یہ حال نہ رہے گا جس پر تم ہو کہ منافق اور مومن ملے جلے رہیں بلکہ عنقریب اللہ کے رسول منافقوں کو چھانٹ کر علیحدہ کر کے دکھا دیں گے مومنوں کو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے منافقوں کے نام لے لے کر علیحدہ کر کے دکھا دیا اور ان کی پردہ پوشی ختم فرما دی۔ اس آیت کی روشنی میں دورِ حاضرہ کے لوگ جو حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات مقام علم غیب حاضر و ناظر نور مصطفےٰ اور جملہ کمالات عطائیہ اختیارات وغیرہ کے منکر ہیں پہچانے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک مجلس میں منافقوں کے نام لے لے کر نکال دیا جس سے ان کا نقاب کھل گیا۔ بعینہٖ آج کے دور کے ایسے لوگ اپنے عقائد

باطلہ کی رُو سے خود بخود پہچانے جاتے ہیں کیونکہ مثل منافقوں کے یہ بھی حضورﷺ کے کمالاتِ عطائیہ کا انکار کرتے ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ حدیث پاک میں بیان ہے کہ ایک بار حضورﷺ نے وعظ شریف میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری ساری اُمت کو پیش فرما دیا اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا' کون انکار کرے گا۔ اس پر منافقوں نے حضورﷺ کا مذاق اُڑایا اور کہا کہ ہم در پردہ کافر ہیں مگر حضورﷺ ہم کو مومن سمجھتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ لوگوں کی پیدائش سے پہلے ہی مومن اور کافر کو پہچانتے ہیں۔ اس پر حضورﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم پر طعن کرتے ہیں' اعتراض کرتے ہیں' اچھا آج سے قیامت تک ہونے والے واقعات میں سے جو چاہو پوچھ لو۔ اس پر حضرت عبداللہ بن حذافہ نے عرض کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ حضورﷺ نے فرمایا حذافہ۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

رضیت باللہ ربا و بمحمد نبیا وبالاسلام دینا کہ اللہ کے رب ہونے پر' آپ کے نبی ہونے پر اور سلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ اس پر حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ آئندہ اس قسم کے طعنوں سے باز رہو۔ چنانچہ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جو بیان ہو چکی ہے' جس سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائناتﷺ کو قیامت تک ہر

واقعہ کی خبر دی ہے اور اپنے خاص علم غیب پر مطلع فرمایا ہے۔ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے کمالات پر اعتراض کرنا منافقوں کا کام تھا جو حضور رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں بھی موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں۔

حضور ﷺ نے تو ان پوشیدہ باتوں کی بھی خبر دے دی ہے جس کی خبر دوسروں کو نہیں ہوتی۔ جیسا حذافہ کا باپ ہونا عبداللہ کا' کیونکہ اس کی سوائے ماں کے اور کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ لہٰذا حضور ﷺ کے علم غیب عطائیہ کا انکار کرنے والا ایمان کا دعویدار ہے تو اس کا دعویٰ ایمان قابل قبول نہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ پر ایمان کے معنی ہیں حضور ﷺ کے جملہ کمالات اور اوصاف حمیدہ پر ایمان لانا۔ جب منافقوں نے حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا' تب آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ' بلکہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے کیونکہ ایمان کے بعد عمل سے بے نیاز کوئی نہیں ہوسکتا۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا

(پارہ ۲۹، سورہ جن، آیت ۲۶، ۲۷)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر کر دیتا ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ عالم کی چیزیں صفات الٰہی کی مظہر ہیں۔ بعض صفات کی تجلی رب نے ساری مخلوق پر ڈال دی ہے جیسے وجود اور حیات۔ بعض کی خاص ہے جیسے ملک' علم اور بعض کی کسی پر نہیں۔ جیسے ازلی ابدی ہونا' خالق ہونا۔ جس طرح آئینہ آفتاب کی روشنی پا کر سورج نہیں بن سکتا' ایسے ہی بندہ رب تعالیٰ کی تجلی صفت الٰہی پا کر رب نہیں ہو سکتا۔ علم غیب کے بارے میں ہے کہ اپنے بعض محبوبوں کو اپنے خاص علم غیب کی تجلی عطا فرماتا ہے' اس سے وہ محبوب رب نہیں ہو سکتے بلکہ رب تعالیٰ کی صفت کے مظہرِ اتم ہیں کہ ان کو خاص علم غیب پر مطلع فرمایا' اور اعلیٰ درجہ کا کشف عطا کیا' جن میں بعض اولیاء اللہ بھی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے اور وسیلے سے ان کو عطا ہوتی ہے مگر حضور ﷺ کے علم کے برابر نہیں۔ یہ بھی واضح ہوا کہ جب رب تعالیٰ علومِ غیبیہ کی وحی بھیجتا ہے تو وحی لانے والے فرشتے اور حضور ﷺ کے آس پاس فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تاکہ شیاطین دور رہیں اور کوئی غیبی خبر کاہنوں تک نہ پہنچائیں۔

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (پارہ ۲۹، سورہ الجن، آیت ۲۸)

ترجمہ: تاکہ دیکھ لے کہ انہوں نے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور جو کچھ ان کے پاس سب اس کے علم میں ہے۔ اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔

یہ پہرہ اس لئے لگایا جاتا ہے کہ وحی الٰہی صحیح طور پر اپنی جگہ پہنچ جائے یعنی نبی تک۔ درمیان میں چوری نہ ہو۔ یہ پہرہ چوکی اس غیبی خبر کی حفاظت کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ خود علیم وخبیر ہے اور اس کے فرشتے اور رسول سب امین ہیں۔ اُن کے علوم رب کی عطا سے ہیں' چیزیں متناہی ہیں' گنتی میں آنے والی ہیں' جو گنتی میں آئیں وہ محدود ہوتی ہیں۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (پارہ ۳۰، سورہ التکویر، آیت ۲۴)

ترجمہ: یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

بخیل وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال موجود ہو مگر دوسروں کو نہ دے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کے بارے میں یہ الفاظ بیان کر کے بتا دیا ہے کہ اس نے اپنے محبوب کو علم غیب عطا کیا ہے اور حضور ﷺ نے اس کے ظاہر کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا' بلکہ اس میں بہت کچھ بتا دیا ہے' اس لئے حضور بڑے سخی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسائل ظاہر فرما دیئے ہیں' کسی کو چھپایا نہیں۔ اس لئے عالم دین کو بھی حکم ہے کہ وہ مسائل کو نہ چھپائے اور بخیل نہ بنے' بلکہ ظاہر کرے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو مسائل ظاہر کیئے اور صحابہ کرام نے ان کو دوسروں تک پہنچایا۔ حضور ﷺ کے علم میں نہ صرف مسائل شرعیہ تھے بلکہ گذشتہ اور آئندہ کے غیبی حالات بھی تھے جو خدائے تعالیٰ نے ان پر ظاہر فرمائے تھے۔

اسی لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور مشکوٰۃ شریف میں ذکر ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کو نبی کریم ﷺ سے دو علوم عطا ہوئے ایک وہ جس کی تبلیغ کا حکم ہوا دوسرا علم اسرار و رموزِ الٰہیہ ہیں کہ اگر میں ان کو ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دو کیونکہ راز اور اسرار و رموز نامحرموں سے چھپائے جاتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا مقام علم غیب کے بیان میں

يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

(پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۶۷)

میں بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ اے نبی کریم جو تم پر علم پہنچا ہے بذریعہ وحی الٰہی اس کو دوسروں تک بھی پہنچا دو۔ ان آیات کی موجودگی میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کے علم غیب کے منکر صریحاً گمراہ ہیں۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتَابٍ مُّنِيْرٍ (پارہ ۲۱، سورہ لقمان، آیت ۲۰)

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیئے اور کام میں لگا دیئے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمہیں بھرپور نعمتیں عطا کی ہیں ظاہری اور چھپی اور بعضے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ نہ ان کو علم ہے نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب ملی ہے۔

اس آیت میں حضور ﷺ کی عطاؤں کا ذکر ہے جس میں تسخیر کائنات اور ظاہری اور چھپی نعمتیں سب شامل ہیں۔ ظاہری نعمت شریعت مطہرہ ہے' شریعت کی بقاء کیلئے علمائے کرام کا وجود ہے جو اتباعِ رسول کا درس دیتا ہے۔ طریقت کے راستہ کیلئے اولیائے کرام کا وجود ہے جو باطنی نعمت ہے۔ اولیائے کرام حضور ﷺ کی محبت اور قلب مبارک کے احوال بیان کرتے ہیں۔ مگر تیسرا گروہ ہے جو حضور ﷺ کی نبوت پر اعتراض' حضور ﷺ کے علوم پر اعتراض' حضور ﷺ کے جملہ کمالات پر اعتراض کرتے ہیں۔

وہ کفار مکہ اُمیہ بن خلف اور نظر بن حارث کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ یاد رکھیں کسی کا حضور ﷺ پر ایمان لانے کا دعویٰ اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک حضور ﷺ کے اوصافِ حمیدہ' علومِ غیبیہ' اسرار و رموز الٰہیہ پر ایمان نہ ہوگا۔

اس پر اعتراض کرنے اور بات بات پر تنقید کرنے والے کا مسلک نا قابل قبول ہے کیونکہ اس کا دعویٰ محض زبانی ہے۔ کیونکہ دل میں محبت مصطفیٰ کا گزر نہیں' اس لئے وہ قرآن پڑھ کر ہدایت نہیں پاتے۔ وہ تو قرآن کریم اس لئے پڑھتے ہیں کہ حضور ﷺ پر اعتراض کیونکر کیا جائے۔ وہ ہدایت کیلئے نہیں پڑھتے' ہدایت تو صرف اسی کو عطا ہوتی ہے جس کے دل میں محبت رسول ہے۔ جب تک وہ اس محبت میں رنگا نہ ہوگا اس کو ہدایت نہیں آسکتی۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (مشکوٰۃ کتاب الایمان پہلی فصل، بخاری کتاب الایمان)

کہ جب تک حضور ﷺ سے محبت اپنے ماں' باپ اور ساری دُنیا سے بڑھ کر نہ ہوگی ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔

اور قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۸)

اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے' حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ اگر محبت مصطفےٰ ہوتی تو دل سے اقرار کرتے۔ لہٰذا مومنوں کو دھوکا دینے کیلئے ایسا کہتے ہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۹)

وہ اللہ اور مومنوں کو دھوکا دینے والے ہیں مگر درحقیقت وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں کہ ارشاد ہے:

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

(پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۹)

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب و حکمت اُتاری' اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن بھی خدا کی طرف سے ہے اور حدیث بھی۔ قرآن کے لفظ رب تعالیٰ کے ہیں اور حدیث کا مضمون خدا کی طرف سے ہے اور لفظ حضور کے ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ کوئی حضور کو دھوکا نہیں دے سکتا' کیونکہ دھوکا وہ کھاتا ہے جو بے خبر ہو۔ البتہ فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اگرچہ گواہی جھوٹی ہو اور اس کے جھوٹ پر دلیل قائم نہ ہو۔ تو معلوم ہو گیا کہ رب تعالیٰ نے سارے علوم غیبیہ حضور ﷺ کو سکھا دیئے۔ خدا نے تمام دنیا کو قلیل فرمایا ہے اور حضور ﷺ پر اللہ کا فضل عظیم فرما کر سب پر سبقت عطا فرما دی ہے۔ ثابت ہوا کہ دنیا حضور نبی کریم ﷺ کے ملک کا ایک ادنیٰ حصہ ہے' ورنہ فضل عظیم نہیں ہو سکتا۔

مختصر یہ کہ قرآن اور حدیث دونوں منزل من اللہ ہیں' لہٰذا دونوں پر ایمان لانا فرض ہے۔ اہل قرآن' حدیث کے منکر ہو کر اس آیت کے منکر ہیں کیونکہ کتاب و حکمت دونوں کا مطلب قرآن و حدیث ہے جو منجانب اللہ ہیں۔ دونوں پر ایمان کا حکم ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے علوم غیبیہ' اسرار و رموز الٰہیہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ وہ بھی منجانب اللہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سکھائے ہیں۔ ما کا لفظ عربی میں عموم پر بولا جاتا ہے۔ تفسیر جلالین شریف میں

عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۱۳)

سے مراد ہے من الاحکام والغیب کہ حضور کو احکام شرعیہ اور علوم غیبیہ دونوں سکھائے گئے جس سے آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے' اتنا عظیم کہ اس کے مقابلہ میں دنیا ایک حقیر شی اور قلیل ہے کہ فرمایا ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۷۷)

ثابت ہو گیا کہ دنیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کا حصہ ہے' باقی عطائیں اس سے وراء الوراء ہیں۔ اس کا انکار طریقۂ کفار ہے۔ لہٰذا ایسے عقائد باطلہ کا رد پیش کر کے عالم برزخ کا حال کتاب و سنت کی روشنی میں ملاحظہ کریں۔ اس میں مومن کو انعامات ملنے کا وقت ہے' کافر و منکر کو عذاب کا۔ دنیا سے رخصت ہونے کیلئے ضروری ہے کہ بندۂ مومن اس کی تیاری کرے تا کہ انعام پائے اور عذاب سے بچ جائے۔

ہدیہ عقیدت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اُس رُکنِ رکین کے نام

جسے دُنیا سلطان الاولیاء حضرت قبلہ خواجہ رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ کھنگ شریف کے نام سے پہچانتی ہے۔

جن سے میرے والد محترم مرزا محمد عمر الدین نعیمی روحانی طور پر فیض یاب ہوئے اور انہی کا یہ فیضانِ کرم ہے کہ آج یہ کتاب علم و حکمت کے جواہر پارے لے کر قارئین کے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے۔

نیاز کیش

منیر احمد مغل U.S.A

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دُولہا ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
جس کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

مُلکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

لا مکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی

سارے اَچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

سارے اُونچوں میں اُونچا سمجھئے جسے
ہے اس اُونچے سے اُونچا ہمارا نبی

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو!
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجئے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) --

مرزا محمد عمر الدین نعیمی کے علمی جواہر پارے

یہ کتب عنقریب منظرِ اشاعت پر جلوہ گر ہو رہی ہیں

- عظمت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم
- موت کے بعد عالم برزخ کے حالات
- خلفاء راشدین سے شہادت امام حسین تک
- حضرت عبد اللہ بن زبیر سے سلطان صلاح الدین ایوبی تک
- اولیاء اللہ کا مقام

صاحبزادگان ○ منیر احمد مغل یو ایس اے ○ انجینئر محمد اسلم یو ایس اے